قصاب وقریشی

احکام ومسائل

قصاب اور قصائی کی تاریخ

مویشی کا تعارف اور مویشی پالن کے احکام

ذبح اور ذبیحہ کے احکام

مختلف مذاہب کے قصاب کے ذبیحہ کا حکم

گوشت خریدنے اور فروخت کرنے کے احکام

مردار جانور کے احکام

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی

خادم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

ناشر

دارالعلوم رشیدیہ

قصاب وقریشی احکام ومسائل

مرتب

مفتی احمد اللہ نثار قاسمی
ناظم دارالعلوم رشیدیہ وصدر دارالافتاء والارشاد حیدرآباد

ناشر

دارالعلوم رشیدیہ
زیرانتظام: رشیدیہ ایجوکیشنل چیاریٹیبل اینڈویلفیئرٹرسٹ

تفصیلات

نامِ کتاب	:	قصاب وقریشی۔احکام ومسائل
مرتب	:	مفتی احمداللہ نثارصاحب قاسمی
اشاعت	:	2024ء
تعدادِ صفحات	:	۲۶۰
ناشر	:	دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

فہرست مضامین

ذبح و ذبیحہ کے احکام

تقریظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، امابعد

میرے عزیز دوست مفتی احمد اللہ نثار قاسمی (بارک اللہ فی اعمالہ و اوقاتہ) کو اللہ تعالی نے تدریس، نظامت ، اور اسفار کے ساتھ تیز رفتاری کے ساتھ تصنیف کا سلیقہ بھی دیا ہے، ساٹھ سے زائد کتابیں منظر عام پر آچکی ہیں، فقہی، اصلاحی اور سلگتے ہوئے مسائل پر مشتمل ہیں، ہمارے پیشِ نظر ہمیشہ یہ بات رہتی ہے کہ امتِ مسلمہ کے مختلف طبقات کا دین اور ان کے متعلقہ مسائل یک جا لکھ دئے جائیں، اور علماء و مصلحین اس مواد کو سامنے رکھ کر بآسانی اپنی دعوتی کوششوں کو آگے بڑھائیں۔

قصاب اور قریشی بھائی ہمارا اہم طبقہ ہے، عام دنوں کے علاوہ بقرعید وغیرہ کے موقع پر ان مسائل کی تذکیر کی جاتی رہنی چاہئے، آپ نے ملک ،مسلک اور عوامی ضروریات کو سامنے رکھا اور بہت ہی مفصل بلکہ میری معلومات کے مطابق اردو زبان میں ایسی جامع پہلی کتاب مرتب ہوئی ہے، پروردگارِ عالم عوام وخواص کو استفادہ کی توفیق اور مؤلفِ محترم کو بہترین جزاء عطا فرمائے۔ (آمین)

خادم

ابوبکر جابر قاسمی

27/ جولائی 2024ء

۲۰/محرم الحرام/ ۱۴۴۶ھ

تذکیرِ خاطر

اسلام جامع مذہب ہے، جس میں ہر شعبہ کے افراد کی مکمل رہبری موجود ہے، مسلم سماج کے بعض شعبہ ایسے ہیں جنہیں مکمل نظر انداز کر دیا گیا ہے، انہیں خود بھی اپنے شعبہ کا دین سیکھنے کی فکر نہیں ہوتی اور نہ اہلِ علم کی ہمہ گیر مصروفیات کی وجہ سے توجہ مبذول ہوتی ہے، انہیں میں سے گوشت فروشوں اور مویشی پالنے والوں کا شعبہ ہے، جبکہ اکثر افراد کو گوشت فروشوں سے واسطہ تو پڑتا ہی ہے۔

مویشی پالن آسان کام نہیں ہے، جہاں اس میں بہت سے فوائد ہیں وہیں بہت سی مشکلات و نقصان کا بھی خطرہ لگا رہتا ہے، مویشی پالن کی تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ جنگل میں جانور چرانے جاتے ہیں تو اپنے ساتھ توشہ لے جانا، پینے کا پانی ساتھ رکھنا، حفاظت کا ہتیار ساتھ رکھنا، جنگلی جانورں کا خوف، زہریلے جانوں کا خطرہ، کبھی کبار چارے کی تلاش میں خاندان سے بچھڑ کر مہینوں زندگی گذارنا پڑتا ہے، پانی کی تلاش میں دسیوں میل پیدل سفر، بعض مرتبہ چارے کے لئے بہتی ندی پار کرنا پڑ جاتا ہے، مسلسل قحط سالی و خشک سالی میں جانوروں کے چارے کا نظم کرنا، تمام جانوروں کے ساتھ خود کو بھی پیدل چلانا پڑتا ہے، مویشی کیمپوں میں ہی زندگی بسر کر لینا، موسم سرما میں جانور کے مخصوص امراض سے موت ہو جانا، دودھ نہ دینے والے جانور کو بھی چارہ کھلانا، گوبر کی حفاظت، موجودہ زمانہ میں چارہ کی خریداری، جانور فروخت کے لئے منتقل کرنے مہنگی سواری کا نظم، راستے میں گاؤ رکھشکوں کی دہشت گردی، وردی والوں کے جیب گرم کرنا، خریدار کا بھاؤ کھانا، بچے ہوئے جانوروں کو سستے دام میں فروخت کر دینا، واپس لے جانے کی صورت میں سفر کا نقصان برداشت کرنا، راتوں میں جانوروں کی مستقل حفاظت کا نظم کرنا، جانور کی حفاظت میں گھر کے باہر سونے پر

تیندوے کالقمہ بن جانا، چھوٹے بچے بیل سے محبت دکھاتے ہوئے اپنی جان بیل کے سینگوں میں گنواں بیٹھنا،کبھی جانورکو سانپ کاٹ لینے پر مالی نقصان کا سامنا کرنا،چارہ زیادہ کھا کرکم دودھ دینے والے جانورکو برابر پالنا، بدبودار ماحول میں خودکوسنبھالنا، گاؤں اورجنگل میں بسیرا کرتے ہوئے اولاد کی تعلیم کی فکر کرنا،گوبر کی صفائی ،چارہ کھلانے ،دودھ نکالنے کے لئے نئی دلھنوں کوبھی میدان میں آنا پڑتا ہے،گوبر سے گھر کی لپائی کرنا،جبکہ شہروں میں دلھن ساس وسسر کی خدمت سے جی چراتی ہے اور یہاں جانوروں کوبھی دل سے لگاتے ہیں،مویشی پالنے والوں کے لئے جنگل ''ماں'' کادرجہ رکھتی ہے،حکومت کی طرف سے آئے دن لگنے والی پابندیوں کے ساتھ جنگل سے چارہ جوئی کے مشکلات کاسامنا کرنا پڑتا ہے۔

جانور بوڑھا ہوجانے پرفروخت کرکے رقم سے بہتر جانورخریدنے کی مشکلات ،کیونکہ گائے کی خریدوفروخت کے بعد گاؤرکھشکوں کی درندگی کاسامنا کرنا پڑتا ہے،جس بنا پر مویشی پالنے والے بوڑھے جانوروں کو جنگل چھوڑ آتے ہیں تاکہ کوئی جنگلی جانورانہیں لقمہ بنالے، ہمیں پالنے کی مشقت سے چھٹکارہ مل جائے۔

گائےکواپنی ماتا،اورنندی بیل (جسے بھگوان شیوکی سواری تصورکیاجاتاہے)کومذہب کے نام پراپناذریعۂ معاش بنارکھاہے،گوشت فروش حضرات کادن بھرخون اوربدبومیں رہنا ،نمازبلکہ جمعہ سے بھی محروم رہنا،طلاق وخلع کے مسائل،حلال جانورکےحرام اعضاءکی فروخت ،خون کی بیع ،اولاد کی تعلیم وتربیت سے محرومی وغیرہ دسیوں مسائل ہیں جنہیں حل کرنے کے لئے ان کے مابین تربیتی کیمپ منعقد کرنے کی بہت ضرورت رہتی ہے۔

اس رسالہ میں اس شعبہ کے چندضروری مسائل کاتذکرہ ہے،تمام پہلوؤں کااحاطہ نہیں ہوسکا،کسی صاحبِ توفیق سے آگے کام ہوجائے توبہتر ہے،یہ رسالہ درحقیقت ''قربانی۔حقائق اورغلط فہمیاں،مذاہب ومسالک کےاختلافات کاحل''طویل کتاب کا ایک حصہ ہے،

عاجز حضرت مفتی ابوبکر جابر قاسمی صاحب دامت برکاتہم کا شکر گذار و احسان مند ہے جن کی ہر موڑ پر رہنمائی درستگی پر باقی رکھتی ہے، اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ رسالہ کو ہم سب کے لئے قابل استفادہ و ذریعہ نجات بنائے۔

احمد اللہ نثار قاسمی

خادم دارالعلوم رشیدیہ حیدرآباد

۲۸/شوال/۱۴۴۵ھ

قصاب اور قصائی کی تاریخ

قصاب ،قصائی ،(۱) مونث قصائن :(مجازاً) ظالم، بیدرد، بے رحم، سنگ دل،(۲) عرف میں ذبح یا حلال کر کے گوشت بیچنے والا، گوشت فروش، گوشت کاٹنے والا، قصاب کے

---

(۱) معروف انگریز لغت نویس جان ٹی پلیٹس کے مطابق ''قصائی'' دراصل ''قصاب'' کا بگاڑ ہے ۔اس نے لفظ قصاب کا عربی مادّہ ''قصب'' دیا ہے اور معنی لکھے ہیں کاٹنا، ٹکڑے کرنا۔قصاب چونکہ جانوروں کو کاٹتا ہے اور گوشت کے ٹکڑے کرتا ہے لہٰذا وجہ تسمیہ بھی ظاہر ہے،لیکن پلیٹس نے ''قسائی'' (س کے ساتھ) کو ''قصائی'' (ص کے ساتھ) کی تخریب قرار دے کر اسے ''قصائی'' سے رجوع کرایا ہے۔گویا اس کے نزدیک قصائی ہی درست ہے، جو قصاب کا بگاڑ ہے۔

فرہنگ ِ آصفیہ کے مطابق اسے ''قسائی'' ہی لکھنا چاہیے۔مولوی سید احمد دہلوی نے لکھا ہے کہ یہ لفظ چونکہ عربی سے بگاڑ کر اردو میں بنالیا گیا ہے اور عربی نہیں رہا،لہٰذا اسے ''سین سے لکھنا واجب ہے''۔انھوں نے فرہنگ ِ آصفیہ میں اس لفظ کے تمام مشتقات اور ذیلی مرکبات بھی قسائی (یعنی س نا کہ ص) کے تحت میں درج کیے ہیں ۔ایک اور انگریز لغت نویس فیلن نے قصائی درج کیا ہے،لیکن وارث سرہندی نے فیلن کی لغت پر اپنے جائزے میں لکھا ہے کہ یہ قصاب کا بگاڑ ہے اور یہ لفظ قصائی کی صورت میں عربی میں نہیں ملتا۔

نوراللغات نے ''قسائی'' (سین کے ساتھ) درج کیا ہے اور اس کے ذیلی مرکبات بھی قسائی ہی کے تحت میں درج کیے ہیں ۔نیز قوسین میں لکھا ہے کہ یہ اردو میں بنالیا گیا ہے ۔نوراللغات کے مطابق اصل میں عربی میں ''قص'' یعنی کاٹنا، کترنا ہے۔البتہ ''قصائی'' (یعنی ص سے) کا اندراج نوراللغات میں نہیں ہے ۔اثر لکھنوی نے نوراللغات پر جو تنقید، فرہنگ ِ اثر کے نام سے لکھی ہے، اس میں نوراللغات پر بہت اعتراضات کیے ہیں، جن میں سے بعض بہت سخت بھی ہیں، لیکن انھوں نے بھی اس لفظ کو ''ص'' کی بجائے ''س'' سے لکھنے پر مولف نوراللغات سے کوئی تعرض نہیں کیا۔گویا اثر لکھنوی کے خیال میں بھی قسائی درست ہے ۔رشید حسن خان نے اپنی کتاب ''اردو املا'' میں لکھا ہے کہ : ''قسائی، قساوت سے تراشا گیا ہے ۔اردو میں اس کو قسائی لکھنا چاہیے ۔اس کی تانیث قسائن یا قسینی ہوگی'' (ص ۱۶۸) ۔گویا اردو کے ماہرین اور لغت نویس قسائی کو درست اور قصائی کو غلط سمجھتے ہیں ۔(از قلم: سیف اللہ اسلامک ریسرچ سینٹر)

(۲) لفظ 'قصاب' کے املا پر اہل زبان متفق ہیں مگر اس کے مترادف لفظ 'قصائی' کے املا میں دبستان دہلی و لکھنؤ میں اختلاف ہے ۔دہلوی 'قصائی' لکھتے ہیں تو لکھنوی تحریر میں 'قسائی' لاتے ہیں ۔جو 'قصائی' کے قائل ہیں وہ اس کی نسبت 'قصاب' سے جوڑتے ہیں ۔(بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

لیے قصائی کا لفظ زیادہ مقبولِ عام ہے۔ ہندوستانی معاشرے میں اس پیشے کو کمتر جبکہ مسلمان ممالک میں عزت دار پیشہ تسلیم کیا جاتا ہے، ہندو ازم میں انکو کمتر حیثیت سمجھا جاتا ہے، اس لئے ہندو معاشرے میں قصائیوں کے لیے کوئی جگہ نہیں ہے، بالعموم ہندو معاشرے میں قصائی ناپید تھے میکلیکن کا کہنا ہے کہ "یہ مختلف نسلی گروہ جن میں راجپوت اور دوسرے لوگ شامل ہیں مسلمان ہونے کے بعد قصائی کا پیشہ اختیار کیا"۔ مسلم ممالک میں انکو مضبوط سماجی حیثیت حاصل ہے۔(۱) برصغیر میں بسنے والے قریشی برادری کے زیادہ تر لوگ قصائی ہیں۔قصاب یا قصائی برصغیر میں پائی جانے والی ایک برادری ہے۔

قصائی سے قریشی تک

مؤرخین نے ہندوستان کے مسلمانوں کو تین طبقات میں تقسیم کیا۔مسلمانوں کا ایک طبقہ وہ ہے جو بیرونی حملہ آوروں کے ساتھ یا پھر تجارت اور تبلیغ دین کی غرض سے آیا اور ہندوستان میں ہی رہائش پذیر ہو گیا جن میں مغل، پٹھان، سید اور شیخ ہیں؛ دوسرے طبقے کے مسلمان وہ ہیں جو ہندوؤں کی بڑی ذاتوں سے مسلمان ہوئے تھے مثلاً راجپوت، کسان، اور دوکاندار وغیرہ، یہ کشتری کہلاتے تھے۔ اور تیسرے طبقے میں مسلمان وہ ہیں جو ہندوؤں کی چھوٹی برادری سے مسلمان ہوئے، برصغیر میں اس طبقے کے مسلمان زیادہ ہیں، یعنی ہنرمند اور پیشہ ور افراد، مثلاً حجام، قصائی، تیلی، جولاہے، کمہار، لوہار اور دھوبی وغیرہ۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ)'قسائی' لکھنے والے اسے 'قساوت' سے مشتق بناتے ہیں۔قساوت کے معنی سنگ دل، بے رحم اور ظالم ہیں۔چوں کہ چھرا اور کٹار قصاب کے ہتھیار اور جانوروں کا لہو بہانا اُس کا کاروبار ہے اس لیے "قساوت" اس کے مزاج میں در آئی ہے۔ یوں 'قسائی' قصاب کی صفت بن جاتی ہے۔اگر لغت کی رو سے قساوت سے 'قسائی' درست نہ بھی ہو تو بھی الفاظ و معنی کے اشتراک سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔صرف جانور کے کاٹنے والے ہی قصائی نہیں ہوتے بلکہ تاریخ میں بوسینا کا قصائی، گجرات کا قصائی، فلسطین کا قصائی وغیرہ بھی مشہور رہیں۔

(۱) آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

مفتی اعظم مفتی کفایت اللہ لکھتے ہیں:

''ہندوستان جیسے ممالک میں جو غیر مسلم قومیں دولتِ اِسلام سے مشرف ہوئیں، اُنہوں نے اپنی شناخت کے لئے اپنے پیشوں کو تعارف کی بنیاد بنایا، اور ایک پیشہ کرنے والی قوم آپس میں تعاون وتناصر کی وجہ سے ایک قرار دی گئی، اِس طرح کی تقسیم زمانۂ نبوت میں نہیں تھی، نیز عرب کے اندر آج بھی پیشوں کی بنیاد پر تفریق نہیں ہے، اور کسی بھی پیشہ والوں کو ایسے نام سے یاد کرنا جس سے اُنہیں ذہنی تکلیف ہوتی ہو جائز نہیں ہے۔ لہٰذا آج کل کپڑا بُننے والوں کو جولاہا کہہ کر طعنہ دینا درست نہ ہوگا، اَب اِن لوگوں نے اپنا عرف انصاری بنالیا ہے، اِس لئے اِسی عُرفی نسبت کے ساتھ اُنہیں پکارا جائے گا، یہی حال دیگر برادریوں کا ہے''۔ (۱)

ابتداء سے ہی اس پیشہ کے لوگ مردم شماری میں اپنی ذات'' قصائی ''ہی لکھایا کرتے تھے، حتی کہ 1921ء تک کی مردم شماری میں بھی انہوں نے اپنی ذات قصائی لکھوائی، البتہ 1931ء کی مردم شماری میں انہوں اپنی ذات قریشی لکھوائی۔

اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کا پس منظر کیا ہے۔ واللہ اعلم۔ مگر اتنی بات طے ہے کہ قریشی ہونے کا مطلب حضرت عمرؓ یا خاندانِ قریش سے ہونا نہیں ہے، اور اس کا ثبوت تقریباً ناممکن ہے؟ لیکن چونکہ اس برادری کا یہ دعویٰ بھی نہیں ہے کہ وہ سب کے خاندانِ قریش سے ہیں، بلکہ'' قریشی'' محض لقب اور پہچان کے طور پر اختیار کیا گیا ہے نہ کہ اظہار نسب کے لئے، اگر کسی کا سلسلۂ نسب محفوظ ہو تو اس کا یقین کیا جاسکتا ہے۔ لیکن نسبت کے بارے میں جھوٹ بولے اور دوسرے خاندان کی طرف اپنے کو منسوب کرنے کا گناہ سخت ہے، نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ جان بوجھ کر اپنے حقیقی باپ کے علاوہ کسی دوسرے شخص کی طرف اپنی نسبت کرنے والے پر جنت حرام ہے۔ **''من ادعیٰ إلی غیر أبیه وهو یعلم أنه غیر أبیه فالجنة علیه حرام''**۔ (۲)

---

(۱) کفایت المفتی: ۱/۲۶۰، بحوالہ: عثمانی دار الافتاء

(۲) صحیح بخاری، کتاب الفرائض، باب من ادعیٰ إلی غیر أبیه، حدیث: ۶۷۶۶

قریشی طبقات

قریشیوں میں دو طبقے پائے جاتے ہیں، ایک چھوٹے قریشی اور دوسرے بڑے قریشی؛ چھوٹے قریشی بکرے یا بھیڑوں کا گوشت فروخت کرتے ہیں اور سماجی درجہ میں بڑے قصائیوں سے کم درجہ کے شمار کئے جاتے ہیں، بڑے قریشی بھینس یا گایوں کا گوشت فروخت کرتے ہیں اور ان کا سماجی رتبہ بلند سمجھا جاتا ہے، بالعموم اسی برادری کے فرق کی وجہ یہ لوگ اپنی برادری میں بیاہ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں، یعنی چھوٹے قریشی کی برادری سے بڑے قریشی کی برادری نکاح کرنا پسند نہیں کرتی ؛ جبکہ شرعاً ہندوستان میں ایسی قومیت ناقابل اعتبار ہے، دونوں قسم کے قصائیوں میں سے بہت سے قصائیوں نے اب مرغی کا گوشت فروخت کرنا شروع کر دیا ہے۔

قصائی کا پیشہ اختیار کرنے کا حکم

قصابی (قصائی) کا پیشہ اختیار کرنا اور اس پر اجرت لینا شرعاً جائز ہے، رسول اللہ ﷺ کی حدیثِ مبارک سے بھی قصاب (قصائی) کو اجرت دینے کا جواز معلوم ہوتا ہے، چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے حکم دیا کہ میں آپ ﷺ کے قربانی کے اونٹوں کی نگرانی کروں اور قربانی کے بعد ان کے گوشت، کھال اور جھول (کجاوہ وغیرہ سب چیزیں) صدقہ کر دوں اور ان چیزوں میں سے کوئی بھی چیز قصائی کو اجرت میں نہ دوں، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہم قصائی کو اپنے پاس سے کوئی اور چیز بطورِ اجرت دے دیں گے۔

"أمرني رسول الله ﷺ أن أقوم على بدنه، وأن أتصدق بلحمها وجلودها وأجلتها، وأن لاأعطي الجزار منها،

قال: نحن نعطيه من عندنا"(۱)

کیا بکری چرانا سنت ہے؟

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا نبی نہیں بھیجا جس نے بکریاں نہ چرائی ہوں، اس پر آپ ﷺ کے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے پوچھا کیا آپ نے بھی بکریاں چرائی ہیں؟ فرمایا کہ ہاں! کبھی میں بھی مکہ والوں کی بکریاں چند قیراط کی تنخواہ پر چرایا کرتا تھا۔

"عن ابي هريرة، قال: قال رسول الله ﷺ: "ما بعث الله نبيا إلا راعي غنم"، قال له اصحابه: وانت يا رسول الله، قال: "وانا كنت ارعاها لاهل مكة بالقراريط"، قال سويد :يعني كل شاة بقيراط"(۲)

قیراط کی مقدار

ایک قیراط دینار کا بیسواں حصہ ہوتا ہے۔(۳) اس حدیث سے معلوم ہوا کہ محنت اور مزدوری کرنے میں کوئی ذلت نہیں، بلکہ حرام کا مال بیٹھ کر کھانا اور اڑانا انتہاء درجہ کی بے شرمی و بے حیائی اور ذلت وخواری ہے، سرتاج انبیاء اشرف المخلوقات محمد رسول اللہ ﷺ نے مزدوری کی تو اور کسی کی کیا حقیقت ہے جو مزدوری کرنے کو ننگ و عار سمجھتا ہے، مسلمانان ہند کی ایک بڑی تعداد محنت اور مزدوری سے کتراتے ہیں، ایسی دنیا میں کوئی قوم نہیں، جب ہی تو وہ فاقوں مرتے ہیں، مگر اپنی محنت اور تجارت سے روٹی پیدا کرنا عار جانتے ہیں، اور بعض تو ایسے بے حیا ہیں کہ بھیک مانگتے ہیں، لوگوں کے سامنے ہاتھ پھیلاتے ہیں مگر محنت

---

(۱) صحیح مسلم: ۲/ ۹۵۴، بحوالہ: دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۲۱۴۳۔ (۳) النهاية لابن أثير، مادة قرط

اور تجارت کو عار جانتے ہیں، خاک پڑے ان کی عقل پر نیز حدیث سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جانور چرانا ایک حلال پیشہ ہے، اور غیر مسلموں کے یہاں مزدوری بھی کرنا جائز ہے کیونکہ مکہ والے اس وقت کافر ہی تھے۔(۱)

بکریاں چرانے میں پہلی حکمت قیادت

علماء کرام نے انبیاء علیہم السلام کے بکریاں چرانے کی کچھ وجوہات بیان کی ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ نے اس مرحلہ (پراسس) سے ان کے اندر کچھ اوصاف پیدا کیے جو ایک نبی میں لازماً موجود ہونے چاہئیں، مثلاً: نبی نے قوم کی قیادت کرنی ہوتی ہے، لوگ مختلف راستوں پر بھاگ رہے ہوتے ہیں، ان کو کنٹرول کرنا اور ایک سیدھے راستے پر چلانا بہت مشکل کام ہے، جو بلاشبہ بغیر ٹریننگ کے سرانجام نہیں دیا جاسکتا، اس لیے اللہ تعالیٰ نے نبوت سے قبل اپنے نبیوں کی یہ ٹریننگ اور تربیت بکریاں چروا کر ان کے اندر قیادت اور لیڈ کرنے کی صلاحیت پیدا کی۔

دوسری حکمت برداشت

بکریاں چرانا پیغمبروں کا پیشہ ہے جو بہت مشقت والا کام ہے، بھیڑیں عام طور پر ایک جگہ جمع ہو کر چگتی ہیں اور اکٹھی چلتی ہیں، اس لیے انہیں سنبھالنا آسان ہے جب کہ بکریاں بکھر کر چرتی ہیں اور تیزی سے بھاگتی ہیں، اس لیے انہیں کسی کے کھیت میں جانے سے روکنے کے لیے بہت ہوشیاری اور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے، اس کے علاوہ یہ جسمانی طور پر کمزور مخلوق ہے، اس لیے انہیں بھینسوں یا گدھوں کی طرح مار پیٹ کر غصہ نہیں نکالا جاسکتا بلکہ چرواہے کو رحم دلی اور برداشت سے کام لینا پڑتا ہے، نبی کو بھی اپنی قوم کے نامناسب رویے کے جواب میں صبر وتحمل کی ضرورت ہوتی ہے، اس لیے انبیاء کی تربیت بکریوں

---

(۱) موسوعۃ القرآن والحدیث

کے ذریعے سے کی جاتی رہی ہے۔

تیسری حکمت غمِ امت

مزید ایک صفت جو ہر نبی میں ہونی چاہیے، وہ صبر اور اُمت کا غم ہے، چنانچہ بعض روایات میں آتا ہے کہ: ایک دن حضرت موسیٰ علیہ السلام نبوت سے قبل حضرت شعیب علیہ السلام کی بکریاں چرارہے تھے کہ ایک بکری بھاگ گئی، حضرت موسیٰ علیہ السلام اس کو پکڑنے کے لیے اس کے پیچھے بھاگے، لیکن بکری بھاگتی ہی چلی گئی، یہاں تک کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاؤں پر بھاگنے کی وجہ سے آبلے پڑ گئے، بالآخر انہوں نے اس بکری کو پکڑ ہی لیا، چنانچہ انہوں نے جب بکری کو پکڑا تو بجائے مارنے کے آنکھوں میں آنسو آگئے اور اس بکری سے کہنے لگے: اگر تجھے مجھ پر رحم نہیں آیا تو اپنے آپ پر ہی رحم کھاتی، اگر تجھے میرے پاؤں پر رحم نہیں آیا تو کم ازکم اپنے آپ پر ہی رحم کھاتی، اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا: نبوت کے لیے موسیٰ ہی موزوں ہیں، کیونکہ اُمت کا غم کھانے اور ان کی طرف سے ایذاء و تکلیف کو برداشت کرنے کے لیے جس حوصلے اور دل وجگر کی ضرورت ہے، وہ ان میں موجود ہے۔

قیادت اور لیڈر شپ پیدا کرنے کے لیے یہ کام ہر نبی سے کروایا گیا، پھر زمانے کے ساتھ ساتھ یہ علم ترقی کرتے کرتے آج سوشل سائنس کے عنوان سے یونیورسٹیوں میں پڑھایا جاتا ہے اور مغربی ممالک، یورپ وامریکا کے اکثر لوگ اپنے بچوں کو پہلی ترجیح کے طور پر سوشل سائنس ہی پڑھاتے ہیں، تاکہ ہمارے بچے دنیا کی قیادت کرسکیں۔

مکاتب کی تعلیم کی مشقت بکریاں چرانے سے کم نہیں

ڈاکٹر اور انجینئر تو ہم اُجرت پر بھی رکھ لیں گے، کیونکہ وہ ایک پیشہ ہے، جب کہ سوشل سائنس قیادت کرنے اور لوگوں پر حکمرانی کرنے کا علم ہے، البتہ بکریاں چرانا اور چھوٹے بچے پڑھانا دونوں برابر ہے، مساجد میں صبح یا شام کے وقت ایک آدھ گھنٹے کے لیے محلے کے تیس

چالیس بچے پڑھنے آتے ہیں، ایک گھنٹے میں انہیں پڑھانا، قاعدہ، ناظرہ کا سبق سننا اور پھر نماز، کلمے دعائیں یاد کروانا اور اس سب کے ساتھ ساتھ ان کو کنٹرول کر کے رکھنا بھی بکریاں چرانے سے کم نہیں ہے، جیسے بکریوں کے گلے سے ایک بکری ایک طرف بھاگ جاتی ہے اور دوسری دوسری طرف، پھر کوئی بکری کسی کے کھیت میں چھلانگ لگا لیتی ہے اور کوئی کسی نازک پھول یا پودے پر منہ مارتی ہے، ایسے ہی ایک گھنٹے میں چالیس بچوں کو پڑھانا اور کنٹرول کرنا بھی نہایت ہی مشکل کام ہوتا ہے۔

وقت کی کمی کے باعث اتنا وقت ہی نہیں ہوتا کہ سبق سننے کے علاوہ کوئی اور کام کیا جائے، لیکن شرارتی بچوں کو ساتھ ساتھ کنٹرول کرنا بھی نہایت ضروری ہوتا ہے، آج کل کے دور میں جو قاری صاحب تین چار سال تک اس طرح بچوں کو پڑھا لے، اُسے کافی حد تک انسانوں کے بے ہنگم ریوڑ کو کنٹرول کرنے کا طریقہ آجاتا ہے، جو کسی نعمت سے کم نہیں۔ (۱)

بکری چرانا ختمِ نبوت کی علامت

نبوت کا جھوٹا دعویٰ کرنے والے بکریاں چرانے کا سخت کام نہیں کر سکتے ایسی حرکت وہی شخص کر سکتا جو لوگوں کے جذبۂ عقیدت کا استحصال کرتے ہوئے بغیر محنت کے دنیا کا مال جمع کرنا چاہتا ہے، مرزا غلام احمد قادیانی کے جھوٹا ہونے کی دلیل یہ بھی ہے کہ اس نے بکریاں نہیں چرائیں؛ بکریاں چرانے والا ہر شخص نبی ہونا ضروری نہیں ہے مگر بالعموم نبی بکریاں چرایا ہوا ہوتا ہے۔

بکری پالنے کی من گھڑت فضیلت

گھر میں بکری کا ہونا محتاجی کے ستر دروازے بند کرتا ہے۔ ’’**عن أنس بن مالك**

---

(۱) ماہنامہ بینات، ahkam جمادی الاولیٰ 1441ھ – جنوری 2020ء

مرفوعا :الشاة في البيت ترد سبعين بابا من الفقر"(۱) کچھ الفاظ کے فرق کے ساتھ امام سیوطی رحمہ اللہ نے(۲)

امام سخاویؒ نے "**الاجوبة المرضية**"(۳) میں اور شیعہ مصنف الشیخ طبرسی نے "مکارم الاخلاق" ص:۱۲۹ میں یہ روایت ذکر کی ہے۔

یہ روایت بالکل غیر معتبر ہے کیونکہ اس روایت کا اول ماخذ مسند الفردوس ہی مل رہا ہے اور اس میں بھی یہ بلا سند ہے، نیز امام سخاوی نے الاجوبۃ المرضیہ میں اس کے بلا سند ہونے کے ساتھ اس کے بلا اصل ہونے کا بھی ذکر کیا ہے؛ چنانچہ وہ فرماتے ہیں: "**وذكر أيضًا بلا إسناد عن أنس مرفوعًا :"الشاة ترد سبعين بابًا من الفقر" أحسبه لا يصح"**(۴) تاہم بکری کے حوالہ سے اس کے علاوہ دیگر روایات بھی کتب حدیث میں موجود ہیں، جن میں صحیح، ضعیف، شدید ضعیف، موضوع درجہ کی روایات نقل کی گئی ہیں۔

تاہم موجودہ روایت بلا سند ہے، اس لئے اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف نہ کی جائے تاوقتیکہ اس کی معتبر سند میسر نہ آجائے۔البتہ بکریاں پالنے کے فضائل روایات میں وارد ہیں، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بھیڑ بکریاں پالا کرو، اس میں برکت ہے۔"**عن أم هانئ، أن النبي ﷺ قال لها :"اتخذي غنما، فإن فيها بركةً"**(۵)

قوله :"(فإن فيها بركة) هي مجربة فإنه يكثر نماؤها، وفي الزوائد إسناده

---

(۱) مسند الفردوس: ۲/ ۳۶۴

(۲) جمع الجوامع: ۳/ ۴۷۷

(۳) الاجوبۃ المرضیہ: ۱/ ۲۶۳

(۴) الاجوبۃ المرضیۃ: ۱/ ۲۶۳

(۵) سنن ابن ماجه، تحقيق شعيب الأرنؤوط ۳: ۴۰۲/

صحیح ورجاله ثقات" فقط و الله أعلم۔(۱) اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان قیامت تک کے لوگوں کے لئے ہے، اس لیے ان جانوروں کا پالنا آج کے زمانے بلکہ قیامت تک کے زمانوں کے لیے باعثِ برکت ہوگا۔

جنت میں حضرت موسیٰؑ کا ساتھی قصّاب ہوگا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک دفعہ اللہ تعالیٰ سے پوچھا میرے ساتھ جنت میں کون ہوگا؟ ارشاد ہوا "فلاں قصاب تمہارے ساتھ ہوگا، حضرت موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے، اس قصاب کی تلاش میں چل پڑے، دیکھا کہ ایک قصاب اپنی دوکان میں گوشت بیچنے میں مصروف تھا، اپنا کاروبار ختم کرکے اس نے ایک گوشت کا ٹکڑا ایک کپڑے میں لپیٹا اور گھر کی طرف روانہ ہوگیا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اس قصاب کے بارے میں مزید جاننے کے لیے بطور مہمان گھر چلنے کی اجازت چاہی گھر پہنچ کر قصاب نے گوشت پکایا پھر روٹی پکا کر اس کے ٹکڑے شوربے میں نرم کیے اور دوسرے کمرے میں چلا گیا، جہاں ایک کمزور بڑھیا پلنگ پر لیٹی ہوئی تھی، قصاب نے بڑی مشکل سے اسے سہارا دے کر اٹھایا، ایک ایک لقمہ اس کے منہ میں دیتا رہا، جب اس نے کھانا تمام کیا تو اس نے بڑھیا کا منہ صاف کر دیا، کھانا کھا کر بڑھیا نے قصاب کے کان میں کچھ کہا، جسے سن کر قصاب مسکرا دیا، اور بڑھیا کو واپس لٹا کر باہر آگیا حضرت موسیٰ علیہ السلام جو یہ سب دیکھ رہے تھے، آپ نے قصاب سے پوچھا یہ عورت کون ہے اور اس نے تیرے کان میں کیا کہا جس پر تو مسکرا دیا؟ قصاب بولا اے اجنبی! یہ عورت میری ماں ہے، گھر پر آنے کے بعد میں سب سے پہلے اس کے کام کرتا ہوں تو خوش ہو کر روز مجھے یہ دعا دیتی ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے جنت میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کا ساتھ عطا فرمائے اور میں مسکرا دیتا ہوں کہ میں کہاں اور موسیٰ کلیم اللہ کہاں؟ موسیٰ علیہ السلام نے

---

(۱) حاشية السندي علی سنن ابن ماجه: ۲/۴۷، دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف، فتویٰ نمبر 144108200619:

قصاب کو بشارت دی کہ اللہ تعالی نے تیری ماں کی دعا قبول کر لی ہے اور میں ہی موسیٰ ہوں۔

"طلب موسی عليه السلام يوما من الباري تعالى أثناء مناجاته أن يريه جليسه بالجنة في هذه الدنيا فأتاه جبريل على الحال وقال :ياموسى! جليسك هو القصاب الفلاني الساكن في المحلة الفلانية. ذهب موسى عليه السلام إلى دكّان القصاب، فرآه شابًّا يشبه الحارس الليلي، وهو مشغول ببيع اللحم، بقي موسى عليه السلام مراقبًا لأعماله من قريب؛ ليرى عمله لعله يشخِّص ما يفعله ذلك القصاب، لكنه لم يشاهد شيئًا غريبًا، لما جَنَّ الليل أخذ القصاب مقدارًا من اللحم وذهب إلى منزله. ذهب موسى عليه السلام خلفه، وطلب موسى عليه السلام ضيافته الليلة بدون أن يعرِّفه بنفسه، فاستقبله بصدر رحب، وأدخله البيت بأدب كامل، وبقي موسى يراقبه، فرأى عليه السلام أنَّ هذا الشاب قام بتهيئة الطعام، وأنزل زنبيلًا كان معلقًا في السقف، وأخرج منه عجوزًا كهلة، غسلها، وأبدل ملابسها، وأطعمها بيديه، وبعد أن أكمل إطعامها أعادها إلى مكانها الأول. فشاهد موسى أنَّ الأم تلفظ كلمات غير مفهومة، ثم أدّى الشاب أصول الضيافة، وحضر الطعام، وبدؤوا بتناول الطعام معًا، سأل موسى عليه السلام مَن هذه العجوز؟ أجاب :هي أمي، أنا أقوم بخِدمتها، سأل عليه السلام :وماذا قالت أمك

بلغتها؟ أجاب :كل وقت أخدمها تقول :غفَر الله لك، وجعلك جليسَ موسى يوم القيامة في قُبّته ودرجته، فقال عليه السلام :يا شابّ! أبشِرك أن الله تعالى قد استجاب دعوة أمك، رجوتُه أن يُريَني جليسي في الجنة فكنتَ أنت المعرَّف، وراقبت أعمالك ولم أرَ منك سوى تجليلَك لأمك، واحترامك وإحسانك إليها، وهذا جزاء الإحسان واحترام الوالدين"(۱)

مذکورہ واقعہ من گھڑت ہونے کی وجوہات

مذکورہ واقعہ اسرائیلیات میں سے نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان نہ کیا جائے۔ [۱] مذکورہ واقعہ کسی بھی صحیح یا ضعیف روایات کی کتاب میں موجود نہیں، وعظ وحکایات کی کتابوں میں بلا حوالہ لکھا ہونا یا کسی مقرر کا بیان کر دینا واقعے کو مستند نہیں بنا دیتا۔

[۲] مفتی عبدالباقی اخونزادہ صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ "احادیث کی تحقیق کرنے والے مستند اداروں کی اس واقعے کے متعلق یہ رائے ہے کہ یہ من گھڑت واقعہ ہے اور اس کی کوئی اصل نہیں"۔ **"ليس لها أصل، وهي من قصص الوُعّاظ. هذه القصة لا تصح وهي مكذوبة"(۲)**

[۳] بظاہر یہ اسرائیلی روایات میں سے ہے، اسرائیلی روایات کے متعلق محدثین کا اصول یہ ہے کہ "اگر اس کی تصدیق قرآن وسنت سے ہوتی ہو تو اس کی تصدیق کی جائے گی، اور اگر قرآن وسنت میں اس کے خلاف کوئی بات بیان کی گئی ہو تو اس صورت میں اس کی تکذیب کر دی جائے گی اور اگر مذکورہ دونوں صورتوں میں سے کوئی صورت نہ ہو تو ایسی

(۱) نزہۃ المجالس، عبدالرحمن صفوریؒ :۱/۲۶۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت

(۲) نزہۃ المجالس، عبدالرحمن صفوریؒ :۱/۲۶۶، دارالکتب العلمیۃ بیروت

روایت کی نہ تکذیب کی جائے گی اور نہ تصدیق"۔

"هذه الأحاديث الإسرائيلية تذكر للاستشهاد لا للاعتضاد فإنها على ثلاثة أقسام :أحدها ما علمنا صحته مما بأيدينا مما يشهد له بالصدق فذاك صحيح والثاني ما علمنا كذبه بما عندنا مما يخالفه والثالث ما هو مسكوت عنه لا من هذا القبيل ولا من هذا القبيل فلا نؤمن به ولا نكذبه ويجوز حكايته"(۱)

[۴] بعض مرتبہ نفس میں یہ داعیہ پیدا ہو جاتا ہے کہ اس تقریر میں ایسی باتیں بیان کی جائیں جو کوئی اور بیان نہ کرتا ہو، کسی کے پاس نہ ہوں، نئی باتیں پیش کرنے کی دھن مآخذ اور حوالوں کی تحقیق سے آزاد کر دیتی ہے، ہر معتبر وغیر معتبر کتاب سے نقل یا سنی سنائی باتوں پر بلا تحقیق اعتماد کر لیا جاتا ہے، جس سے وقتی شہرت بھی حاصل ہو جاتی ہے اور اپنی انفرادیت وامتیاز بھی قائم ہو جاتا ہے، مگر اس سے گناہ کا مرتکب ہو جاتا ہے کہ ہر اچھی مگر غیر ثابت بات کو حدیث کے نام سے منسوب کر دیا جاتا ہے، ایک بار امام احمد اور امام یحیٰ بن معینؒ اللہ ایک مسجد میں نماز کے لیے گئے، وہاں بعد نماز ایک شخص احادیث بیان کرنے لگا اور اپنی سند بیان کرتے ہوئے یہ کہتا تھا کہ "**حدثني أحمد بن حنبل ويحيى بن معين**" کہ مجھ سے احمد بن حنبلؒ اور یحیٰ بن معینؒ نے بیان کیا، یہ سن کر یہ دونوں حضرات ایک دوسرے کو دیکھنے لگے کہ کیا آپ نے یہ بیان کیا ہے؟ مطلب یہ کہ یہ حدیثیں ان دونوں کو معلوم ہی نہیں تھیں اور وہ ان ہی کے حوالے سے یہاں بیان ہو رہی ہیں، بیان کے بعد ان حضرات نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ یہ حدیثیں تم نے کس سے سنی ہیں؟ کہا کہ :احمد بن حنبلؒ اور یحیٰ بن

(۱) مقدمۃ تفسیر ابن کثیر: ۱/۹

معینؒ سے سنی ہیں، ان حضرات نے کہا کہ: میں احمد ہوں اور یہ یحی ہیں! ہم تو ان حدیثوں کو جانتے بھی نہیں تو روایت کہاں کرتے؟ کہنے لگا کہ میں نے سنا تھا کہ احمد اور یحی نام کے لوگ بے وقوف ہوتے ہیں، آج اس کی تصدیق ہوگئی، پھر کہنے لگا کہ: ارے! میں نے تو ستر ہ احمد اور ستر ہ یحی سے حدیثیں سنی ہیں، کیا تم ہی ایک دنیا میں احمد اور یحی ہو؟ یہ کہہ کر ان حضرات کا مذاق اڑاتے ہوئے چلا گیا۔(۱)

[۵] مذکورہ واقعے کی سند وحوالہ بیان کرنے والے سے معلوم کیا جائے تو شاید کوئی سند وحوالہ مل سکے، ہر کسی کا حوالہ ماضی میں سنا گیا کسی کا بیان ہی ہوگا، محدث جلیل امام ابن سیرینؒ کا قول، امام مسلمؒ نے اپنی ''صحیح مسلم'' کے مقدمے میں نقل کیا ہے کہ انھوں نے فرمایا: علماء پہلے سند کے بارے میں پوچھا نہیں کرتے تھے، لیکن جب یہ فتنہ (من گھڑت حدیث کا) پیش آیا تو انھوں نے کہا کہ ہمارے سامنے تمھارے راویوں کو پیش کرو، تاکہ ہم ان میں اہل سنت کو دیکھ کر ان کی حدیث کو لیں اور اہل بدعت کو جان کر ان کی حدیث نہ لیں۔

" لم يكونوا يسألون عن الإسناد ، فلما وقعت الفتنة قالوا:سموا لنا رجالكم ، فننظر إلى أهل السنة ، فيؤخذ حديثهم، وينظر إلى أهل البدعة، فلايؤخذ حديثهم"(۲)

تنبیہ

والدین کی خدمت ان کے ساتھ حسن سلوک کرنا شریعت کا واجبی حکم ہے، خواہ والدین کافر ہی کیوں نہ ہوں، اس پر قرآنی آیات اور احادیث نبویہ بکثرت موجود ہیں، لیکن سوال میں مذکور واقعہ کتب احادیث میں موجود نہیں، والدین کی خدمت پر ملنے والے اجر کے لیے صحیح

---

(۱) الموضوعات لابن الجوزی ۱:۴۶/۶، اللآلي المصنوعة ۲:۲۹۱/۱

(۲) مروجہ موضوع احادث کا علمی جائزہ: ۳۷

احادیث کے بعد اسرائیلیات کا سہارے لینے کی ضرورت نہیں ہے، البتہ نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب کر کے بیان نہ کیا جائے تو "من کذب علی متعمداً الخ" کی وعید میں داخل نہ ہو گا۔

ایک چرواہے کا تقوی

ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب صفۃ الصفوۃ میں سیدنا نافع رحمہ اللہ کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک دن مدینہ کے قریب اپنے ساتھیوں کے ساتھ صحرا میں تھے اور بیٹھے کھانا کھا رہے تھے وہاں سے ایک چرو ہے کا گزر ہوا، ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُسے کھانے کی دعوت دی، چرواہے نے کہا میں نے روزہ رکھا ہوا ہے، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے حیران ہو کر کہا کہ اتنے شدت کی گرمی ہے اور تو نے روزہ رکھا ہوا ہے اور تم بکریاں بھی چرا رہے ہو؟ پھر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما نے اُس کی دیانتداری اور تقوی کا امتحان لینا چاہا اور کہا: کیا تم ان بکریوں میں سے ایک بکری ہمیں بیچ سکتے ہو ہم تمہیں اس کی قیمت بھی دیں گے اور کچھ گوشت بھی دیں گے جس سے تم اپنا روزہ بھی افطار کر سکتے ہو، چرواہا بولا: یہ میری بکریاں نہیں ہیں یہ میرے مالک کی بکریاں ہیں، سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: اپنے مالک سے کہنا کہ: ایک بکری کو بھیڑیا کھا گیا، چرواہا غصے میں اپنی انگلی آسمان کی طرف کر کے یہ کہتے ہوئے چل دیا: پھر اللہ کہاں ہے؟ ابن عمر رضی اللہ عنہما بار بار چرواہے کی بات کو دھراتے جا رہے تھے کہ: اللہ کہاں ہے؟ اللہ کہاں ہے؟ اور روتے جا رہے تھے، اور جب سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما مدینہ پہنچے چرواہے کے مالک کو ملے، اُس سے بکریاں اور چرواہا خریدا اور اُسے آزاد کر دیا اور بکریاں بھی اُسے دے دیں اور اُسے کہا کہ تمہارے ایک جملے نے تجھے آزاد کروا دیا (اللہ کہاں ہے) اللہ سے دعا ہے، کہ تجھے قیامت کے دن دوزخ کی آگ سے بھی آزاد کرے۔ (۱)

---

(۱) ألسلسلة الصحيحة: ۷/۴۶۹

تعلیم یافتہ جوان ملازمت کے بجائے مویشی تجارت بھی کر سکتے ہیں

بکری پال کر موٹی رقم کی آمدنی کی جا سکتی ہے، کئی عقلمند جوان ساؤتھ افریقہ نسل سے لیکر کئی مہنگی نسل کی بکریاں پالتے ہیں، بلکہ اپنی ٹیچنگ وغیرہ کے ساتھ، اپنی سرکاری یا غیر سرکاری ملازمت کرتے ہوئے خالی اوقات میں بکری کی تجارت اور پالنے کا کام کرتے ہیں۔ کئی جوانوں کی زندگیاں مویشی تجارت کی وجہ سے ترقی کرگئی ہیں، انہیں کسی کے آگے شرمندہ ہونے کی نوبت نہیں آتی ہے، اور بکریوں سے اوسطا سالانہ سات لاکھ روپے سے زیادہ کی آمدنی حاصل کرتے ہیں، ایک طرح سے جانور پالنے والے کے پاس ہر وقت لاکھوں روپیئے کا انتظام ہوتا ہے کیونکہ مصیبت کے وقت میں جس وقت بھی چاہیں وہ بکریوں کو فروخت کر سکتے ہیں۔

علاوہ ازیں بکری کا دودھ کئی بیماریوں میں بھی فائدہ مند ہے، خاص کر ڈینگو بخار سے مبتلا مریضوں کو بکری کا دودھ گاؤں دیہات میں پلایا جاتا ہے اور اس وجہ سے گاؤں دیہات میں اس کی مانگ ہوتی ہے۔

خواتین کے لیے پڑوس ملک کے شہر کراچی میں ایسی مویشی منڈی لگائی گئی ہے جہاں خریدار بھی خواتین اور بیوپاری بھی خواتین ہیں، یہ مویشی منڈی بالخصوص ان خواتین کے لیے ہے جن کے گھروں میں کوئی مرد نہیں یا ان کے مرد بیرون ملک کاموں کے سلسلے میں مقیم ہیں اور وہ عام منڈی جانے سے کتراتی ہیں۔

مویشی کا تعارف اور مویشی پالن کے احکام

مویشی پالن کا تعارف

مال مویشی یا ڈھور ڈنگر ایک یا زیادہ گھریلو جانوروں کے لیے استعمال کی جانے والی اصطلاح ہے، زرعی زبان میں مویشی وہ جز ہے جو خوراک، لحمیات یا مال برداری جیسی پیداوار کے لیے مشہور ہو، علم الحیوانات کے ماہرین اقسام کے لحاظ سے مویشی کی کئی تعریفیں کرتے ہیں، اس ضمن میں ایک جامع تعریف یہ ہے کہ "مال مویشی سے مراد جانوروں کی خاص نسل یا آبادی سے ہے جو انسان اپنے فائدے کے لیے اور اپنی معاشی ضروریات کے لیے پالتا ہے، اس سے مراد پالتو، نیم پالتو اور سدھائے گئے جنگلی جانور لیے جاسکتے ہیں، نیم پالتو سے مراد وہ جانور ہیں، جو کسی خاص وجہ سے نیم درجہ فائدہ مند ہوں اور کا درجہ اس لحاظ سے متنازع ہو، جانوروں کی یہ آبادی پالتو اور سدھائے جانے کے عمل سے گذر رہے ہوتے ہیں، کئی ماہرین مال مویشی سے مراد صرف وہ جانور لیتے ہیں، جو صرف مالی و خوراکی فائدے کے لیے پالے جائیں، مثلاً گوشت یا دودھ کی پیداوار والے جانور۔

مویشی پالنے کا مقصد

مویشی پالنے کا تصور عمومی طور پر منافع کمانے سے تعلق رکھتا ہے، جانوروں کی دیکھ بھال جدید زراعت کا انتہائی اہم جز تصور ہوتا ہے، مویشی پالنے کی روایت تاریخ انسانی میں ہر تہذیب میں ملتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ رفتہ رفتہ جب انسان نے شکار کے ذریعے گذر بسر چھوڑی تو مویشی سدھارنے اور پالنے کی روایت نے جنم لیا، ایک اندازے کے مطابق دنیا میں مویشیوں کی آبادی تقریباً 65 ارب ہے، جس میں مرغیاں اور مچھلیاں شامل نہیں ہیں۔

مویشی پالن کی تاریخ

مویشی پالنے کی روایت انتہائی قدیم تہذیبوں میں بھی ملتی ہے۔کسی بھی قسم کے جانور کا

رہن سہن، نسل کشی اور زندگی گزارنے کا طریقہ انسانوں کے زیر دست ہو، ایسے جانوروں کو مویشی یا گھریلو جانور کہا جاتا ہے، وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ مویشی پالنے کے طریقہ کار، گھریلو جانوروں کے رویے، نسل کشی اور جسمانی خصوصیات میں کئی تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، کئی جانور جواب زرعی فارموں پر دستیاب ہیں، ایک وقت میں جنگلی جانور تھے اور اب ان کا جنگل میں زندہ رہنا ناممکن ہے، کتے کو تقریباً 15000 سال پہلے پالتو جانور کے طور پر اپنایا گیا تھا، اسی طرح بھیڑ اور بکریوں کو ایشیا میں 8000 قبل مسیح میں گھریلو جانور کا درجہ ملا، گھوڑے کو پالتو بنانے کی روایت تقریباً 4000 قبل مسیح میں ملتی ہے۔ تاریخ انسانی جو انگریزی لکھاریوں نے بیان کی ہے، خاص طور پر بادشاہ جیمز کے زمانے میں رائج بائبل کے مطابق مویشی کی اصطلاح کھر والے جانوروں کے لیے استعمال ہوئی ہے، یہ لفظ جسے انگریزی میں Cattle کہا جاتا ہے، قدیم انگریزی کی اصطلاح مانی جاتی ہے، جس کا مطلب ''حرکت کرنے والی زندہ جائداد جو انسان کی ملکیت ہوں'' کے ہیں۔

بکریاں پالنے والوں کی تاریخ واحوال

گوٹ فارمنگ (Goat Farming) یا بکریاں پالنا سنت نبوی ﷺ اور منافع بخش کاروبار ہے۔ عام طور پر بکریوں کی فارمنگ کا مطلب ہے کہ انھیں دودھ، گوشت اور ریشہ کی کٹائی کے لیے پالی جاتی ہیں، آج کل بکریوں کی کاشت ایک منافع بخش کاروبار بن چکا ہے اور اس کی افادیت کے باوجود اس میں معمولی سرمایہ کاری کی ضرورت رہتی ہے، بکریاں پالنے کے لحاظ سے چین سب سے بڑا ملک ہے۔

بکریوں کی فارمنگ دو اقسام کی ہوتی ہے، ایک دودھ دینے والی قسم، دوسری گوشت کی پیداوار والی قسم دونوں اقسام کا کام منافع بخش ہوتا ہے۔ البتہ بکری بنیادی طور پر ایک نازک جانور ہے۔ تھوڑا سا موسم کا مزاج بدلنے سے بکری بیمار ہونا شروع ہو جاتی ہے۔ تمام تر حفاظتی تدابیر کے باوجود بہت سے فارم نقصان اٹھاتے ہیں۔ بکریوں کی فارمنگ ان لوگوں

کے بہت منافع کا باعث ہے جو دیہات میں رہائش پزیر ہیں۔

جن کے پاس فارمنگ کے لیے تین سے پانچ ایکڑ زمین موجود ہے یا ابتدائی طور ایک سے دو ایکڑ زمین مناسب سالانہ کرائے یا ٹھیکا پر حاصل کر سکتے ہیں۔(۱)

ویسے مویشی پالنے اور ان کی ضروریات کی خاطر سفر اختیار کرنے کا پیشہ ہزاروں سال پرانا ہے، دن کو مویشیوں کی خدمت کرتے ہیں، رات کو ان کی حفاظت کے لیے پہرے دیتے ہیں، یہ لوگ قدرتی ماحول کے سہارے اور اپنی محنت کے بل بوتے پر ماحولیات، ملکی معیشت، زراعت اور خوراک کی فراہمی میں بڑا کردار ادا کرتے ہیں۔نہ صرف یہ لوگ اون، دودھ، چمڑا اور گوشت فراہم کرتے ہیں، بلکہ ایسے مقامات پر نائیٹروجن، فاسفورس اور کاربن پہنچاتے ہیں جہاں پر اگر حکومتیں نائیٹروجن پہنچائیں تو اس پر لاکھوں روپے خرچ ہوں گے، جب سردیوں میں یہ میدانی علاقوں میں جاتے ہیں تو وہاں پر بھی کھیتوں کو قدرتی کھاد فراہم کرتے ہیں، کئی جڑی بوٹیاں جن کی تعداد بڑھ جائے تو وہ زراعت اور انسانوں کے لیے خطرناک ہوسکتی ہیں، ان کی تعداد کنٹرول میں رہتی ہے، یہ سب خدمات بکروال مفت میں دیتے ہیں۔

گجر قبیلہ کا تعارف

گجر قبیلے کے وہ لوگ جو مال مویشی رکھنے کے کاروبار اور ان کے لیے سفر اختیار کرتے ہیں ”بکروال“، یعنی بکریوں والے کہلاتے ہیں، گھوڑے اور کتے ان کی ثقافت اور ضرورت ہیں اور ان کا ہر بچہ بہترین گھڑ سوار ہوتا ہے جبکہ وہ پکے مکانات کے بجائے کچے مکانوں میں رہنا پسند کرتے ہیں، یہ لوگ نہ خانہ بدوش ہوتے ہیں اور نہ ہی بھیک مانگتے ہیں، اگر راہ چلتے کوئی ان سے بکرے اور دنبے خریدنا چاہے تو اس وقت اس کو بکرا فروخت

---

(۱) آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

کرنا بھی اصول کے خلاف سمجھتے ہے، دودھ، دہی، مکھن، دیسی گھی اور لسی ان کی خوراک ہیں، اور ان کی فروخت کو بھی پسند نہیں کیا جاتا، مختلف علاقوں کے بکروال سال میں دو مرتبہ گرمیوں اور سردیوں میں سفر کرتے ہیں، بکروال لوگوں کی آمدن سال میں ایک مرتبہ بکرے اور دنبے فروخت کرنے سے ہوتی ہے، ان لوگوں سے مویشی ملک بھر کے بیوپاری اور ایسے شوقین افراد خریدتے ہیں جو فارم اور قدرتی ماحول میں پلے ہوئے بکروں اور دنبوں کا فرق سمجھتے ہیں، کسی سرکاری اور غیر سرکاری ادارے کے پاس بکروالوں کے مکمل اعداد و شمار دستیاب نہیں؛ تاہم 2023ء میں ملک میں 20ویں لائیو اسٹاک شماری کے مطابق تقریباً 303.76 ین مویشی (گائے، بھینس، متھون اور یاک)، 74.26 لین بھیڑیں، 148.88 ملین بکریاں، اور تقریباً 851.81 ملین مرغ ۔مرغیاں تھیں۔

مویشی پالنے والوں کے لئے مشکلات

ا۔ پہلے زمانے میں مویشیوں کے لیے وسیع چراگاہیں ہوا کرتی تھیں مگر اب چراگاہوں پر عمارتیں تعمیر ہو رہی ہیں جس کی وجہ سے مویشیوں کے لیے خوراک کی کمی واقع ہو رہی ہے۔

۲۔ پہلے بارشیں اور برفباری وقت پر ہوتی تھیں۔ اب کبھی بارشیں ہوتی نہیں اور کبھی بہت زیادہ ہوتی ہیں جس کی وجہ سے کبھی گھاس کم ہوتی ہے اور مال مویشی کو خوراک کی قلت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔

۳۔ پیدل سفر کرنا مال مویشیوں کی فطرت میں ہے۔ مال مویشی کو چارہ ملتا رہے اور وہ چلتے رہیں تو پھلتے پھولتے ہیں مگر گذشتہ چند سالوں سے بکروالوں، ریوڑوں کے پیدل سفر کرنا مشکل ہو گیا تو مال مویشیوں کو ٹرکوں میں لادتے اور اتارتے ہوئے 10 سے 12 بکریاں مرجاتی ہیں اور بیماریاں بھی پھیلتی ہیں۔

گائے کا تحفظ یا مسلمانوں اور دلتوں کے خلاف بالواسطہ جنگ؟

۴۔حکومت نے ملک بھر میں مویشیوں کے بازاروں میں گائے اور بھینسوں کو ذبیحہ کیلئے فروخت کرنے پر امتناع عائد کردیا ہے،کیرالااور چند شمالی مشرقی ریاستوں کے سواء دیگر تمام ریاستوں میں دودھ دینے والی گایوں کے ذبیحہ پر امتناع ہے،حکومت کیرالانے گایوں کی فروخت پر امتناع سے متعلق مرکز کے قانون کو فاشست اقدام قرار دیا ہے،اس مرکزی اعلامیہ کے تحت بین الاقوامی سرحد سے 50 کیلومیٹر کے فاصلہ پر اور ریاستی سرحد سے 25 کیلومیٹر کے فاصلہ پر مویشیوں کے بازار کے قیام پر بھی پابندی عائد کی گئی ہے۔

اس اقدام سے کروڑوں غریب کسان مالی مصائب کا شکار ہوں گے اور ملک میں گوشت کی صنعت کو پہنچنے والی رسدات بری طرح متاثر ہوں گی،بہانہ یہ ہے کہ"جانوروں سے بے رحمی کے انسداد سے متعلق قانون کی دفعات کو مزید سخت اور جانوروں سے بے رحمی کے انسداد کو یقینی بنانے کیلئے سخت احکامات عمل میں لانا ہے، جبکہ اس قانون کی وجہ سے ملک میں ایک لاکھ کروڑ روپئے کا کاروبار کرنے والی گوشت کی صنعت اور اس کی معاون صنعتوں کو پہنچنے والی رسدات میں نمایاں کمی ہوگی جہاں کی 90 فیصد ضروریات کی تکمیل مویشیوں کے ان بازاروں میں ہی ہوا کرتی ہے جہاں اب گایوں اور بھینسوں کو ذبیحہ کے لئے فروخت کرنے پر امتناع عائد کردیا گیا ہے۔

اس طرح کے قانون سے بدترین متاثرہ افراد میں اکثر مسلمان ہی ہوں گے جو گوشت اور چمڑے کے کاروبار سے منسلک ہیں اور آئے دن انہیں گئورکھشا کے نام پر دائیں بازو کے جنونیوں کی دہشت گردی کا سامنا ہے،جو ان مسلم تاجرین کو بسااوقات جان لیوا حملوں کا نشانہ بھی بنارہے ہیں۔

علاوہ ازیں وہ تمام کسان بھی دودھ نہ دینے والی (سوکھی) اور بوڑھی گائے بھینسوں کی

فروخت سے حاصل ہونے والی آمدنی سے محروم ہوں گے۔ہندوؤں کی طرف سے مقدس سمجھی جانے والی گائے اب ایک حساس سیاسی مسئلہ بن گئی ہے اور بالخصوص 2014ء کے بعد سے کئی ریاستوں نے گاؤکشی پر سخت سزائیں دینے سے متعلق قوانین نافذ کی ہیں۔

اکثر سیاسی تجزیہ نگاروں کا کہنا ہے کہ گائے اور چند دیگر مویشیوں کے تحفظ میں توسیع دراصل دلتوں اور مسلمانوں کے خلاف ایک بالواسطہ جنگ کے مترادف ہے،جس کی مثال کئی مقامات پر گاؤ رکھشکوں کے ہاتھوں مسلمانوں اور دلتوں کو زدوکوب سے ملتی ہے،راجستھان میں اپریل کے دوران دودھ کے ایک تاجر (ڈیری فارم) پہلو خاں کو پرتشدد گاؤ رکھشکوں نے مار مار کر ہلاک کردیا تھا،گجرات کے اونا علاقہ میں گذشتہ سال نام نہاد گاؤ رکھشکوں نے دلتوں کو کوڑے لگائے تھے۔(۱)

ہر عقلمند سمجھ سکتا ہے کہ یہ فیصلہ حیرت انگیز اور ایک جمہوری ملک کیلئے نامناسب ہے،یہ حکومت کا حق نہیں کہ وہ عوام کے غذائی انتخاب پر امتناع عائد کرے،اس فیصلہ کے ساتھ مرکز ہزاروں افراد کو بے گھر کررہی ہے کیا مویشیوں کے بعد مچھلی کی خریدوفروخت پر بھی امتناع عائد کیا جائے گا،دراصل یہ دستور کی خلاف ورزی اور شہریوں کے بنیادی حقوق پر غاصبانہ قبضہ ہے۔

مویشی سے انسان کتنے فوائد حاصل کرتے ہیں؟

جانوروں کے معاشی فوائد مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔گوشت: خوراکی لحمیات اور توانائی کا ذریعہ،گوشت کی پیداوار میں پانچویں نمبر پر ہے، ملک میں گوشت کی پیداوار 15-2014ء میں 6.69 ملین ٹن سے بڑھ کر 23-2022ء میں 9.77 ملین ٹن ہوگئی ہے۔

۲۔دودھ کی مصنوعات: دودھ جو انسانی خوراک کا بڑا ذریعہ ہے اور اس سے حاصل

(۱) نئی دہلی، 26 مئی،ایس او نیوز/ایجنسی

ہونے والی مصنوعات جیسے دہی، پنیر، مکھن، آئس کریم، وغیرہ۔

چنانچہ ڈیری واحد سب سے بڑی زرعی اجناس ہے، جس کا قومی معیشت میں تعاون 5 فی صد ہے اور اس سے 8 کروڑ سے زیادہ کسانوں کو براہ راست روزگار فراہم ہوتا ہے، دودھ کی پیداوار میں بھارت پہلے نمبر پر ہے، جس کا عالمی دودھ کی پیداوار میں حصہ 24.64 فی صد ہے۔ دودھ کی پیداوار گزشتہ 9 سالوں میں 5.85 فی صد کی کمپاؤنڈ اینول گروتھ ریٹ (سی اے جی آر) سے بڑھ رہی ہے، جو 15-2014ء کے دوران 146.31 ملین ٹن سے 23-2022ء کے دوران 230.58 ملین ٹن تک پہنچ گئی ہے۔ سال 2021ء (فوڈ آؤٹ لک جون، 2023ء) کے مقابلے میں 2022ء) کے دوران عالمی دودھ کی پیداوار میں 0.51 فی صد اضافہ ہوا ہے، بھارت میں دودھ کی فی کس دستیابی 23-2022ء کے دوران 459 گرام یومیہ ہے، جب کہ 2022ء میں عالمی اوسط 322 گرام یومیہ تھی۔(۱)

۳۔ریشہ: مال مویشی سے ریشہ اور چمڑی وغیرہ بھی حاصل ہوتی ہے، جو کپڑے اور پہننے کے دوسرے لوازمات کے لیے استعمال ہوتا ہے، مثال کے طور پر بکری اور بھیڑ سے بال اور اون حاصل ہوتے ہیں، گائے، ہرن اور بھیڑ کی چمڑی سے پہننے کی مصنوعات ملتی ہیں، ہڈی، کھر اور سینگوں سے بھی کئی مصنوعات تیار ہوتی ہیں۔

۴۔کھاد: گوبر یا فضلہ کھیتوں میں قدرتی کھاد کے طور پر استعمال ہوسکتا ہے، اسی وجہ سے قدیم دور سے ہی جانوروں کو سدھایا بھی جاتا رہا ہے تاکہ زراعت کو تقویت دی جاسکے، گوبر سے دیواروں اور فرش کی لپائی کا کام اور چولہے میں جلانے کا ایندھن بھی دستیاب ہوتا ہے، مال مویشی کا خون اور ہڈیاں بھی کھاد کے طور پر استعمال کی جاسکتی ہیں۔

۵۔مشقت: جانور جیسے گھوڑے، گدھے، یاک وغیرہ میکانکی توانائی پیدا کرنے کے ذرائع ہیں، بھاپ سے چلنے والے انجن کے زمانے سے پہلے مال مویشی کو ہی مشقت کے

(۱) فوڈ آؤٹ لک جون، 2023ء

لیے استعمال کیا جاتا تھا، اس کے علاوہ مشقت کے طور پر ہل چلانا، مال برداری اور فوجی فوائد کے لیے بھی مال مویشی کو پہلے اور اب بھی استعمال کیا جاتا ہے۔

۶۔ زرعی مقاصد: مال مویشی کے گھاس چرنے کی عادات کو زرعی زمینوں کے انتظام کے لیے بھی استعمال کیا جاتا ہے، ان کے ذریعے جھاڑیوں اور خاردار پودوں اور چھوٹے نباتات کا زرعی زمین سے بآسانی خاتمہ کیا جا سکتا ہے، مثال کے طور پر وہ علاقے جو قدرتی آگ سے متاثر ہو سکتے ہیں وہاں بھیڑ اور بکری کے چرنے کی وجہ سے خشک جھاڑیوں کا صفایا کیا جاتا ہے، اس طرح قدرتی آگ لگنے کے وقوع کو ہونے سے روکا جاتا ہے یا اس کے خطرے کو کم کیا جا سکتا ہے۔(۱)

مویشی پالن کے اجمالی فوائد ومشکلات

جانور چرانے کا عمل کئی فوائد اور مشکلات کے ساتھ آتا ہے، یہ ایک روایتی اور اہم سرگرمی ہے جو مختلف معاشرتی اور اقتصادی تناظر میں مختلف اثرات رکھتی ہے۔

۱۔ معاشی فوائد، دودھ اور گوشت کی فراہمی : جانوروں کی پرورش سے دودھ اور گوشت حاصل کیا جا سکتا ہے جو کہ غذائیت اور معاشی لحاظ سے اہم ہے۔

۲۔ مالی استحکام : جانوروں کی فروخت یا ان سے حاصل ہونے والے مصنوعات (جیسے دودھ، اون، چمڑا) فروخت کر کے مالی استحکام حاصل کیا جا سکتا ہے۔

۳۔ زرعی مدد : جانوروں کا گوبر کھاد کے طور پر استعمال ہوتا ہے جو زمین کی زرخیزی کو بڑھاتا ہے۔

۴۔ معاشرتی فوائد، روزگار : جانور چرانا ایک اہم روزگار کا ذریعہ ہے، خصوصاً دیہی علاقوں میں۔

---

(۱) آزاد دائرۃ المعارف، ویکیپیڈیا

۵۔ثقافتی ورثہ: یہ عمل کئی ثقافتوں کا حصہ ہے اور روایتی طریقوں کو برقرار رکھنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ماحولیاتی فوائد، زمین کی بحالی :مناسب چرائی سے زمین کی بحالی میں مدد ملتی ہے اور جنگلات کی حفاظت بھی ممکن ہوتی ہے۔

۷۔حیاتیاتی تنوع: چرائی کی زمینوں پر مختلف قسم کے پودے اور جاندار پائے جاتے ہیں جو حیاتیاتی تنوع کو برقرار رکھتے ہیں۔

مشکلات:

ماحولیاتی مشکلات: ا۔چرائی کی زیادتی :اگر جانوروں کی تعداد زیادہ ہو تو زمین کی زرخیزی کم ہوسکتی ہے اور مٹی کا کٹاؤ بڑھ سکتا ہے۔

۲ ۔آب وہوا کی تبدیلی :موسمیاتی تبدیلیوں کی وجہ سے چراگاہوں میں خشکی یا سیلاب جیسے مسائل پیدا ہوسکتے ہیں۔

۳۔معاشی مشکلات، بیماریاں :جانوروں میں بیماریوں کا پھیلاؤ معاشی نقصان کا باعث بن سکتا ہے۔

۴۔منڈی میں اتار چڑھاؤ: گوشت اور دودھ کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ مالی مشکلات کا باعث بن سکتا ہے۔

۵۔سماجی مشکلات، تنازعات :چراگاہوں کے استعمال پر مقامی کمیونٹیوں کے درمیان تنازعات پیدا ہوسکتے ہیں۔

۶۔جانوروں کی چوری :جانوروں کی چوری بھی ایک اہم مسئلہ ہے جو مالکان کو نقصان پہنچا سکتی ہے۔

۷۔صحت کے مسائل، کام کی شدت :جانور چرانا ایک سخت جسمانی کام ہے جو کہ جسمانی صحت پر اثرانداز ہوسکتا ہے۔

۸۔ بیماریاں : جانوروں سے انسانوں کو منتقل ہونے والی بیماریوں کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔(۱)

جانور چرانے کے فوائد اور مشکلات کو مدنظر رکھتے ہوئے، مناسب منصوبہ بندی، تربیت اور انتظامی حکمت عملیوں کو اپنانا ضروری ہے تاکہ فوائد کو زیادہ سے زیادہ اور مشکلات کو کم سے کم کیا جاسکے۔

بکری پالنے میں برکت ہے

عمومی طور پر بھیڑ بکریوں کے پالنے کا حکم رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ بھیڑ بکریاں پالا کرو، اس میں برکت ہے، اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان قیامت تک کے لوگوں کے لیے ہے، اس لیے ان جانوروں کا پالنا آج کے زمانے بلکہ قیامت تک کے زمانوں کے لیے باعثِ برکت ہوگا۔

عن أم هانئ، أن النبي ﷺ قال لها: "اتخذي غنما، فإن فيها بركةً"۔(۲)

"قوله :(فإن فيها بركة) هي مجربة فإنه يكثر نماؤها، وفي الزوائد إسناده صحيح ورجاله ثقات"(۳)

علماء کرام میں گوشت فروشی کا پیشہ اختیار کرنے والے

جولوگ حلال جانور ذبح کرکے گوشت فروخت کرتے ہیں، ان کو قصاب اور جولوگ صرف گوشت فروخت کرتے ہیں انہیں "لحّام" کہتے ہیں، اس پیشہ میں بڑے بڑے

---

(۱) FAO: Livestock and the environment

(۲) سنن ابن ماجه، ت :الأرنؤوط :۳/۴۰۲

(۳) حاشية السندي على سنن ابن ماجه : ۲/۴۷

علماء، فقہاء اور بزرگانِ دین بھی گذرے ہیں، اصحاب علم و فضل نے وارث نبی ہونے کی حیثیت سے مسلمانوں کے ہر طبقے اور ہر پیشے میں حصہ لے کر اس پیشے کا دین امت کو سکھایا اور یہ بتایا کہ اس پیشہ میں رہتے ہوئے دین کی کیا کیا خدمت کی جاسکتی ہے کئی قصاب، دجاجی (مرغی فروش) حیوانی (چرند و پرند فروش) اور بھیڑ بکری چرانے والے علماء نے اپنے پیشہ کے ساتھ خدمت حدیث میں حصہ لیا اور احادیث کی روایت کی:

ا۔حسن بن عبداللہ تبع تابعی ہیں قصاب ہیں عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام کے شاگرد ہیں اور آپ کے شاگردوں میں وکیع ابن جراح ہے۔

۲۔عبداللہ حبیب بن ابوعمر قصاب ہیں حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے زانو تلمذ طے کیے ۱۴۲ ہجری میں آپکی وفات ہوئی۔

۳۔ابوخباب عباد بن ابوعون بصری تبع تابعی ہیں قصاب ہیں قتادہ بن دعامہ اور زرارہ بن ابواوفی آپ کے اساتذہ رہے ہیں اور علمائے بصرہ نے آپ کے علم سے استفادہ کیا۔

۴۔ابوحمزہ میمون تمار کوفہ کے رہنے والے ایک قصاب تھے جنہوں نے ابراہیم نخعی اور حسن بصری رحمہما اللہ سے علم حدیث حاصل کیا۔

۵۔ابوعبدالکریم عبدربی قصاب تھے آپ نے ابورجاء عطاردی اور ابن سیرین سے علم حاصل کیا۔

۶۔ابوجعفر جسر بن فرقد بصرہ کے باشندے تھے قصاب تھے آپ کے اساتذہ میں محمد بن سیرین اور حسن بصری رحمھا اللہ کا نام آتا ہے۔

۷۔ابوجزئی نصر بن طریف باہلی قصاب تھے نابینا تھے قتادہ کے شاگرد ہیں محدثین کے نام سے غیر معتبر احادیث بیان کرتے تھے، ایک مرتبہ بیمار ہوگئے تو اس کا اظہار کر کے توبہ استغفار کیا؛ مگر صحت حاصل ہونے کے بعد دوبارہ ان غیر معتبر احادیث کو بیان کرنا شروع کردیا۔

۸ ۔ابوالحسن بن علی بن توبہ بخاری کے رہنے والے ایک قصاب تھے، قتیبہ بن سعید

ابراہیم بن موسیٰ محمد بن سلام اور مسندی آپ کے اساتذہ میں ہیں۔

۹۔ابو عبداللہ حسین بن عمر بن محمد ایک قصاب تھے جنہوں نے وہ ابو محمد بن ماسی سے علم حاصل کیا۔

۱۱۔ابو عثمان ہویہ بن ابوالسمح قصاب تھے آپ کے اساتذہ میں ابوالملیح عدی بن ارطاۃ کا نام ملتا ہے

۱۲۔رافع بن قصاب ہرات کے قریب فیروزاباد کے شیخ تھے محمد بن علی عمیری کی شاگرد ہے اور امام سمعانی کے استاد ہے۔

۱۳۔ابوبکر احمد بن محمد مظفر تمیمی اصفہانی قصاب تھے علامہ خطیب بغدادی نے ان کے متعلق لکھا ہے کہ یہ جوانی میں بغداد آئے اور ابو یعلی اور دوسرے شیوخ سے علم حدیث حاصل کیا۔

۱۴۔شیبانی لحّام قصاب گزرے ہیں جن کے اساتذہ حدیث میں محمد بن حنفیہ کا نام آتا ہے اور آپ کے علم سے سالم بن ابوحفصہ فیض یاب ہوئے۔

۱۵۔ابوالحسن لحام گوشت فروش تھے آپ نے ابوقلابہ سے علم حاصل کیا اور شعبہ بن حجاج آپ کے شاگرد ہیں۔(۱)

۱۶۔عبدالعزیز بن موسیٰ مروزی قصاب تھے مرو (علاقہ کا نام) کے لوگ آپ کو اپنا شیخ مانتے تھے آپ نے ابومسلم کجی بصری کی کتاب سنن عبدالحسین عبدالرحمن بن محمد سے پڑھی اور سمعانی کے دادا کو آپ نے کتاب السنن کا درس دیا۔

چرندو پرند فروش علماء

جو لوگ گائے بیل بکری اونٹ اور چڑیوں کی تجارت کرتے ہیں ان کو حیوانی کہتے ہیں بغداد میں چڑیوں کی تجارت کرنے والے کو اسی نام سے یاد کرتے تھے اس پیشے میں کئی علماء

---

(۱) العلم والعلماء، مناظر حسن گیلانیؒ : ۱۸۲

محدثین اور اہل علم و فضل گزرے ہیں ابوالحسن سعد اللہ بن نصر بن سعد حیوانی دجاجی دیگر چرندوں پرند کے ساتھ مرغی کی تجارت میں مشہور تھے نہایت بزرگ عالم فاضل اور نیک سیرت تھے ان کی کلام میں بڑی حلاوت اور جاذبیت تھی شہر کی جامع مسجد کے خطیب و واعظ تھے انہوں نے ابوالخطاب علی بن عبدالرحمن بن جراح مصری سے علم حدیث حاصل کیا اور آپ کے شاگردوں میں سمعانی کا نام آتا ہے۔(۱)

مرغی پالنے اور بیچنے والے علماء

دجاجہ یعنی مرغی کو فارسی میں ''ماکیان'' کہتے ہیں جو لوگ مرغی پالتے تھے اور اس کے گوشت کو فروخت کرتے تھے ان کو ماکیان اور دجاجی کہتے ہیں بہت سے اہل علم کا یہ مستقل ذریعے معاش تھا اسی کی ترقی یافتہ شکل آج کل پولٹری فارم ہے:

۱۔ابواسحاق ابراہیم بن میمون باہلی شہر بلخ کے رہنے والے ایک عالم دین ہیں جو مرغ فروش تھے حماد بن زید سفیان ابن عینہ اور عبداللہ ابن مبارک سے زانو تلمذ طے کیا شہر بلخ کے محدثین نے آپ سے وافر علم کا حصہ لیا حتی کہ آپ کے شاگردوں میں امام مالک رحمہ اللہ کا نام بھی آتا ہے۔

۲۔محمد بن علی بن جعفر بن ماکیانی قبیلہ ازد سے تعلق رکھنے والے بغداد کے باشندے ہیں سرخسی کی نسبت سے مشہور ہے آپ کا پیشہ مرغی پال کر بیچنا تھا آپ نے بکر بن ابی دنیا سے علم حاصل کیا اور جعفر بن محمد بن علی طاہر کو درس حدیث دیا۔

۳۔ابو یعقوب یوسف بن ابراہیم نیشاپور کے رہنے والے ایک مرغ فروش تھے، جنہوں نے محمد بن حمید رازی سے علم حاصل کیا اور ابوبکر محمد بن احمد بن یحیی حیری آپ کے شاگرد رہے۔

---

(۱) العلم والعماء، مناظر حسن گیلانیؒ: ۱۳۰

۴۔ابو الغنائم محمد بن علی ایک ثقہ محدث تھے مرغیوں کا کاروبار اتنے بڑے پیمانے پر تھا کہ آپ کو ابن الدجاجی بھی کہا جاتا ہے آپ کے اساتذہ میں ابوالحسن علی بن عمر حربی ،ابو طاہر مخلص اور ابو القاسم عیسی بن علی وزیر وغیرہ کے نام آتے ہیں۔

۵۔ابو الحسن مہذب الدین سعد اللہ بن نصر بغداد کے رہنے والے عالم گزرے آپ اپنے پیشہ کی وجہ سے ابن الدجاجی اور ابن الحیوانی کی کنیت سے مشہور تھے آپ صوفی فقیہ، مقری اور فصیح وبلیغ واعظ تھے بغداد میں صف اول کے علماء حنابلہ میں آپ کا شمار ہوتا ہے ،زندگی بھر تعلیم وتدوس وتبلیغ اور مطالعہ کتب میں لگے رہیں ٥٦٤ میں وفات ہوئی وصیت کے مطابق والدین کے جوار میں مقبر صوفیا میں دفن کیے گئے،مگر حنابلہ نے پانچ دن بعد قبر سے نکال کر امام احمد بن حنبل کے پڑوس میں دفن کیا۔

٦۔ابو نصر محمد بن سعد اللہ بن نصر بن سعید بغدادی مرغیاں بیچتے تھے انہوں نے اپنے والد سے پڑھ کر دوسرے شیوخ سے روایت کی، بغداد کے اعیان ومشائخ اور مشہور واعظین میں سے تھے،عوام وخواص میں بے حد مقبول تھے،۶۰۱ھ میں بغداد میں انتقال ہوا دوسرے دن بغداد کی جامع السلطان میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔

۷۔ابو طیب محمد بن احمد بغدادی مرغ فروش تھے اور بستان حفص میں اپنے شیخ ابو شعیب حرانی اور جعفر فریابی کی احادیث بیان کرتے تھے ۳۵۷ھ میں انتقال کیا۔(۱)

اونٹ بھیڑ بکری کے چرانے والے علماء

عام جانوروں کے پالنے چرانے والے کو راعی، بکری کے چرواہے کو معاذ ''، بھیڑ کے چرواہے کو''کباش''اور اونٹ کے چرواہے کو ساربان کہتے ہیں اس پیشے میں بھی بہت علماء اور محدثین کے نام ملتے ہیں:

(۱) العلم والعماء،مناظر حسن گیلانیؒ:۱۸۷

۱۔ابوالحسن علی بن ہارون معاذ بغدادی نہایت بزرگ مستور الحال عالم تھے، انہوں نے ابوطالب عمر بن ابراہیم بن سعید زہری سے علم حاصل کیا ہے۔

۲۔ابوالحسن علی بن ایوب بن حسین کاتب شیرازی اونٹ چرایا کرتے تھے آپ نے علی بن ہارون قرمیسنی، ابوسعید سیرافی اور ابوبکر بن جراح خزاز سے زانوتلمذ طے کیا۔

۳۔ابوالعباس وہب بن جعفر بن الیاس کباش (بھیڑ چرایا کرتے تھے) آپ نے اپنے والد سے علم حاصل کیا اور آپ کے علم سے علی بن محمد طحان مصری فیض یاب ہوئے۔

۴۔ابوالحسین ذمر بن حسین بن محمد، ابن کباش بغداد کے رہنے والے تھے بچپن سے ہی آپ کو حصول علم کا شوق تھا علم کی خاطر آپ نے کئی اسفار کئے چنانچہ آپ نے خراسان جا کر نیشا پور میں حسن بن احمد مخلدی احمد بن محمد بن عمر خفاف اور ابوبکر طرازی سے، مرو میں محمد بن حسین حدادی سے، سرخس میں زاہر بن احمد فقیہ سے اسفرائن میں شافع بن احمد بن ابوعوانہ سے، اور کشمیہن میں محمد بن مکی سے علم حدیث کا وافر حصہ لیا حافظہ اتنا قوی تھا کہ احادیث کی سند کے ساتھ زبانی سنایا کرتے تھے۔(۱)

حضرت زبیر بن العوّامؓ حواریٔ رسول ﷺ کی گوشت کی تجارت

☆ حضرت زبیر بن عوّامؓ (نبی کریم ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کے صاحبزادے، حضرت خدیجہؓ کے بھتیجے، حضرت صدیق اکبرؓ کے داماد، سرورِ کائنات کے ہم زلف، اسلام قبول کرنے والوں میں چوتھے یا پانچویں فرد، عشرہ مبشرہ میں جن کا شمار، بدری صحابی) کے شادی کے وقت مالی حالات بہت کمزور تھے، بیوی اسماءؓ کھجور کی گٹھلیاں مدینہ کے اطراف سے چُن کر لاتیں، ایک مرتبہ جب نبی ﷺ نے انہیں سواری پر بیٹھنے فرمایا تو شوہر کی غیرت نے سوار ہونے نہ دیا، جن کے بیٹے کی پیدائش پر مدینے کے مسلمانوں میں خوشی کا منظر چھا گیا، تجارت شروع کی تو عہدِ فاروقی میں مدینہ منورہ کے بازارِ بقیع میں ایک ہی گوشت کی

(۱) العلم والعلماء، مناظر حسن گیلانیؒ : ۱۴۷

دوکان تھی جو حضرت زبیرؓ کی تھی، جس سے لوگ گوشت خریدتے تھے، مصر، اِسکندریہ اور کوفہ میں آپؓ کی زمینیں، مدینہ و بصرہ میں گھر جن سے آپ رضی اللہ عنہ کو کرایہ آتا تھا، آپؓ کے ایک ہزار غلام جو لوگوں سے زمینوں کی آمدنی وُصول کرتے اور خود کما کر بھی کمائی کا مقررہ بڑا حصہ پیش کرتے جو خیرات میں چلی جاتی، مالِ غنیمت میں بھی زمینیں ملیں تھیں، فرزند عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: والد نے وِراثت میں کافی زمینیں چھوڑی، زمینات کے علاوہ مدینے میں گیارہ گھر، بصرہ میں دو گھر، کوفہ میں ایک گھر اور ایک گھر مصر میں کل پندرہ مکانات چھوڑے۔(۱)

☆ اُس زمانے میں ایک بار اپنا ایک گھر ۶ / لاکھ میں فروخت کیا تو کہا گیا آپ کو اس سودے میں دھوکا ہوگیا، یہ اور مہنگا فروخت ہوسکتا ہے، فرمایا: ہرگز نہیں، خدا کی قسم! میں نے نقصان نہیں اُٹھایا، میں نے یہ مال راہِ خدا میں دیدیا ہے۔(۲)

☆ تجارت میں کامیابی کا راز پوچھا گیا تو فرمایا: دو باتیں ہیں، میں نے کبھی عیب دار چیز نہیں خریدی اور مسلمان سے زیادہ نفع کا خیال نہیں کیا، ویسے اللہ جسے چاہے بَرکت سے نواز دیتا ہے(۳)

قریشیوں اور مویشی فروشوں کی لاعلمی کا عالم

ان حضرات کو اتنا بھی علم نہیں ہوتا ہے کہ لوگ جانور کیوں لیجاتے ہیں؟ لوگ قربانی کیوں کرتے ہیں؟ بعض کے ذہن میں ہے کہ "قربانی ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے کیونکہ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے بچے کو ذبح کیا تھا" نماز نہیں پڑھتے کیونکہ گائے کا پیشاب اچھل جاتا ہے، بلکہ جانور خریدنے اور ڈھونڈ نے نکلنے والے احباب بھی نماز نہیں

---

(۱) بخاری، حدیث: ۳۱۲۹، طبقات ابن سعد: ۸۱/۳

(۲) عمدۃ القاری: ۶۴۶/۱۰

(۳) الریاض النضرہ: ۲۸۶/۲

پڑھتے، مسلمان ہیں، ایام اضحیہ میں گھاس بیچتے ہیں، منہ میں گٹکا ہے چہرے پر داڑھی نہیں ہے لیکن کہنے لگے کہ ''انکو غوث پاک کا دیدار ہوتا اور سرکار کا بھی دیدار حاصل ہے، مشکل سے نکلنے کا ایک خاص وظیفہ انکے پاس ہے جو آپکو بھی نہیں معلوم ہے، داڑھی اس لئے نہیں رکھتے کیونکہ انکے بزرگ کا کہنا ہے جس دن داڑھی رکھے اس دن پیدل ننگے پیر مزار کا طواف کرنا اور دین کے لئے وقف ہو جانا۔

دیندار قصائی کی کہانی

ایک قصائی کی دوکان پر ایک بزرگ سفید پوش چہرے پر داڑھی، سر پر ٹوپی، آنکھوں پر عینک لگائے دکان میں داخل ہوئے دکان پر کافی بھیڑ تھی لوگوں کی آوازوں سے دکان گونج رہی تھی بھائی ایک کلو گوشت دینا بھائی تین کلو گوشت دینا جیسے ہی وہ بزرگ داخل ہوائے قصائی سارے گاہکوں کو چھوڑ کر اس بزرگ سے مخاطب ہوا۔

''آدھا کلو گوشت'' چاہیئے بزرگ نے کہا۔

قصائی نے فوراً بہترین گوشت کا ٹکڑا کاٹا اور بوٹی بنا کر دے دی، بزرگ نے پیسے دینے کے لیے ہاتھ بڑھایا تو قصائی نے لینے سے انکار کر دیا وہ بزرگ کہنے لگے بھائی! آپ ہمیشہ ایسا ہی کرتے ہیں'' قصائی مسکرا دیا اور بزرگ دوکان سے باہر نکل گئے۔

لوگ گلے شکوے کرنے لگے کہ ہم کب سے کھڑے ہیں اور قصائی کو چربی چڑھی ہے گاہک کی قدر نہیں ہے، کسی نے پوچھا: ابھی جو بزرگ آپ کی دکان سے گوشت لے کر گئے آپ کے کوئی قریبی رشتہ دار لگتے ہیں؟ کہ سارے گاہک چھوڑ کر آپ نے سب سے پہلے اُن کو گوشت دیا؟ قصائی مسکرا کر بولا ''جی نہیں''! وہ ہماری مسجد کے امام صاحب ہیں جو شخص ہماری آخرت بنانے کی فکر میں رہتا ہے جس نے ہماری نمازوں کی ذمہ داری لے رکھی ہے، ہمارے بچوں کو قرآن اور حدیث کا درس دیتا ہے کیا دنیا میں اس کے ساتھ اچھا معاملہ نہ کروں؟

اچھا مگر تم نے ان سے پیسے کیوں نہیں لیے؟

قصائی کہنے لگا: ''کیا تمھیں نہیں پتا مسجدوں کے اماموں کو کیا دیا جاتا ہے اتنے کا تو لوگ مہینے میں سگریٹ پی جاتے ہیں، یہ ہماری قوم کا سرمایہ ہیں، ان کو بچانا ہماری ذمہ داری ہے، بازار کی تمام دوکان والوں نے یہ متفقہ فیصلہ کیا ہے کہ امام صاحب سے کوئی پیسہ نہیں لے گا صرف میں ہی نہیں یہ نائی، یہ جنرل سٹور والا، یہ ٹیلر، وہ ڈاکٹر صاحب کریانے والا دودھ والا اور سبزی والا کوئی ان سے پیسے نہی لیتا، اتنا تو ہم کر ہی سکتے ہیں۔

اناڑی قصائی کا بھیانک انجام

ایک شخص نے عیدالاضحی کے موقع پر جب دیکھا کہ جانور کاٹنا کوئی بڑا مشکل کام نہیں ہے تو اس نے یہ خیال کرلیا کہ کیوں نہ قسمت آزمائی جائے اور ایک ہی دن میں چالیس پچاس ہزار روپے کمایا جائے۔ اس نے باقاعدہ اپنے دو تین مزدوروں سے مل مشاورت کی اور فیصلہ کیا کہ عید پر ہم بھی جانوروں کو ذبح کریں گے اور دہاڑی کو برابر تقسیم کریں گے۔

عیدالاضحی کے دن انہوں نے لوگوں سے رابطہ کرنا شروع کر دیا۔ اور زیادہ کے لالچ میں پہلے ہی روز کے لئے دس جانوروں کی بکنگ کرلی۔ جن کی مجموعی آمدنی (مزدوری) پچاس ہزار تھی۔ بات پکی کرنے کے لئے ایڈوانس بھی وصول کر لئے۔ جس سے انہوں نے اپنا تمام سامان بھی خرید لیا۔ ہر طرح سے لیس ہو کر عید کے دن کا انتظار کرنے لگے۔ عید کے روز نماز عید پڑھ کر اپنی زندگی کا پہلا بیل کاٹنے روانہ ہوئے۔ بیل اچھا خاصا موٹا تازہ تھا، انہوں نے ابھی تک صرف دوسروں کو بیل کاٹتے ہوئے دیکھا تھا، اب تو مند بیل سامنے میدان میں موجود بیل کو اپنی تمام تر چالوں سے گرانے کی کوشش کرنے لگے۔ ایک شخص نے بہادری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس بیل کے انتہائی قریب جا کر اس کی ٹانگوں کو رسی سے باندھنے کی کوشش کی اس نے جب اس کے گھٹنے کو پکڑا اور رسی باندھنے ہی والا تھا کہ اچانک بیل نے اپنی ٹانگ اٹھا کر اس زور سے دے ماری کہ اسکی چیخ فضا میں بلند ہوئی، بیل کا مضبوط کھر اس کے گھٹنے پر لگنے سے یہ بے ہوش ہوگیا۔

قریبی بڑے ہسپتال کی جانب بھیج دیا۔وہاں ایکسرے کروانے سے معلوم ہوا کہ اس کا گھٹنا چکنا چور اور بالکل ناکارہ ہو چکا ہے، آپریشن کرنا پڑے گا۔جس پر لاکھوں کا خرچہ ہوگا۔اور کسی کام کے قابل ہونے کے لئے کم ازکم چھ ماہ انتظار کرنا پڑے گا۔

یہ تو ایک ہلکی سی مثال ہے ملک میں کتنے اناڑی کھلاڑی (قصائی) ہیں جو اپنی جانوں کو خطرے میں ڈال کر قربانی کے جانوروں کے گوشت کو الٹا سیدھا کاٹتے ہیں، اس کی کھال میں کئی جگہوں سے سوراخ (ٹک لگا) کر کے اسے ناکارہ کر دیتے ہیں، ہڈیوں کو اس انداز سے توڑتے ہیں کہ وہ چورا چورا ہو جاتی ہیں اور کھانے پکانے میں دشواری کا باعث ہوتی ہیں۔

لیکن !افسوس یہ صرف اسی شعبہ کا المیہ نہیں۔ملک کا آوے کا آوا ہی بگڑا ہوا ہے، اکثر اہم عہدوں، وزارتوں پر یہی اناڑی کھلاڑی براجمان ہیں جو اس کام کے قطعاً اہل نہیں، وزیر تعلیم وہ ہوگا جو خود زیر تعلیم ہو۔اس سے بعض اوقات تو ان نااہلوں کا بھی نقصان ہوتا ہے لیکن درحقیقت ملک کو یہ ایسا ناقابل تلافی نقصان پہنچاتے ہیں جس کے تدارک کی کوئی صورت نہ ہو۔بقول اکبر الہ آبادی:

برباد گلستاں کرنے کو بس ایک ہی الو کافی تھا
ہر شاخ پر الو بیٹھا ہے انجام گلستان کیا ہوگا

قریشیوں میں در آئی معاشرتی خرابیاں

قریشیوں میں جہاں دوسری خرابیاں در آئی ہیں ان میں چند نمایاں خرابیاں یہ بھی ہیں کہ:

۱۔جوڑا جہیز کا بہت زیادہ رواج ہے۔

۲۔جھوٹ کا بکثرت رواج ہے۔

۳۔تجارت میں زبان کا غیر شرعی استعمال۔

۴۔اولاد کی تعلیم وتربیت کی طرف بہت کم توجہ۔(ممکن ہے اب حالات بدلے ہوں)

۵۔دین سے دوری، اہل علم سے بے تعلقی بھی پائی جاتی ہے، الا ماشاءاللہ۔

ان میں اچھے اخلاق والے، خوف الٰہی والے بھی ہوتے ہیں اس سے کسی کو انکار نہیں ہونا چاہئے، البتہ اتنی بات دنیا جانتی ہے کہ قریشی عموماً اہلِ ثروت ہوتے ہیں، مالی فراوانی کی بناء پر رسومات میں خوب مبتلا ہوتے ہیں۔

جانور کا نام رکھنا

ا۔کسی پالتو جانور مثلاً بکری، بلی، گائے وغیرہ کا نام رکھنے کا عمل زمانہ قدیم سے جاری ہے، احادیث میں نبی کریم ﷺ کے جانوروں کے نام بھی مذکور ہیں۔اس لئے جانوروں کو نام رکھنا رکھنا درست ہے۔

۲۔لیکن ان ناموں سے واضح ہوتا ہے کہ جانوروں کے نام انسانوں کے ناموں سے مختلف ہوتے ہیں، لہذا انسانوں کے نام پر جانوروں کے نام رکھنا بالخصوص اسلامی نام رکھنا ہر گز مناسب نہیں، چنانچہ کسی جانور کا نام عبد اللہ، عبد الرحمن وغیرہ رکھنا درست نہیں، کیونکہ عبد اللہ اور عبد الرحمن کے معنی ہیں اللہ کا بندہ اور "بندہ" کا اطلاق انسان پر ہوتا ہے، جانور پر نہیں؛ اس لیے ان ناموں کے ساتھ جانوروں کا نام نہ رکھنا چاہئے۔واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

مویشی کو پالنے کرایہ پر دینے کی مروجہ صورت کا حکم

مروجہ مال مویشی پالنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک آدمی دوسرے چرواہے یا فارم والے کو دے دیتے ہیں، مال ایک کا ہوتا ہے اور دوسرا اس کی دیکھ بھال کرتا ہے اور پالتا ہے۔ اس پر اپنی طرف سے خرچا کرتے ہیں اور نفع کے آدھے میں دونوں شریک ہوتے ہیں، یعنی جب جانور فروخت کیا جاتا ہے تو قیمت آدھا آدھا تقسیم کرلیتے ہیں۔

مویشی کے مالک کا چرواہے یا کسی بھی فارم والے کو اپنے جانور کی دیکھ بال اور پرورش کرنے کرنے کے لیے ان کے ساتھ معاملہ اس طور پر کرنا کہ جانور فروخت ہونے کے

---

(۱) دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، جواب نمبر: 600317

بعد جانور کی قیمت دونوں (یعنی مالک اور پالنے والا) آدھا آدھا تقسیم کریں گے، از رُوئے شرع مذکورہ معاملہ اجارۂ فاسدہ ہونے کی وجہ سے جائز نہیں ہے، لہٰذا دونوں کے ذمہ لازم ہے کہ اس طرح کا معاملہ ختم کرلیں۔

اگر اس طرح کا معاملہ کرلیا گیا ہے تو وہ جانور (اور اگر اس میں بچوں وغیرہ کا اضافہ ہوا ہے تو وہ بھی) مویشی کے مالک کی ملکیت میں شمار ہوں گے، اور ان کے ذمہ فارم والے یا چرواہے کو چارہ کی قیمت اور جو جانور پالنے کی عام طور پر اجرت ہوتی ہے اس کا دینا واجب ہوگا۔

تاہم مذکورہ معاملہ میں جواز کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ مالک عقد کی ابتدا میں جانور کی مناسب قیمت لگا کر نصف حصہ پرورش کرنے والے (یعنی فارم والے یا چرواہے) کے ہاتھ فروخت کردے، پھر اس کی قیمت اسی کو معاف کردے، تو ایسی صورت میں جانور دونوں کے درمیان مشترک ہوجائیں گے، اور حاصل ہونے والا نفع بھی شرکت کی بنیاد پر دونوں کے درمیان مشترک ہوجائے گا۔

"دَفَعَ بَقَرَةً إِلَى رَجُلٍ عَلَى أَنْ يَعْلِفَهَا وَمَا يَكُونُ مِنَ اللَّبَنِ وَالسَّمْنِ بَيْنَهُمَا أَنْصَافًا فَالْإِجَارَةُ فَاسِدَةٌ، وَعَلَى صَاحِبِ الْبَقَرَةِ لِلرَّجُلِ أَجْرُ قِيَامِهِ وَقِيمَةُ عَلَفِهِ إنْ عَلَفَهَا مِنْ عَلَفٍ هُوَ مِلْكُهُ لَا مَا سَرَحَهَا فِي الْمَرْعَى، وَيَرُدُّ كُلَّ اللَّبَنِ إنْ كَانَ قَائِمًا. وَالْحِيلَةُ فِي جَوَازِهِ أَنْ يَبِيعَ نِصْفَ الْبَقَرَةِ مِنْهُ بِثَمَنٍ وَيُبَرِّئَهُ عَنْهُ ثُمَّ يَأْمُرَ بِاتِّخَاذِ اللَّبَنِ وَالْمَصْلِ فَيَكُونُ بَيْنَهُمَا"(۱)

---

(۱) فتاوی عالمکیری، کتاب الاجارة، الباب الخامس عشر في بيان مايجوز من الاجارة، الفصل الثالث في قفيز الطحان وماهو في معناه: ۴/۴۴۵، ط: مکتبہ رشیدیہ، بحوالہ: دارالافتاء جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144206200366

مویشی پالن کی چند مزید صورتیں

جانوروں کا آدھا حصہ پر پالنا مطلب پیسے ایک کی ہو اور محنت دوسرے کی ہو اور پھر سال بعد منافع آدھا آدھا ہو، جانوروں کو شرکت پر دینے کی یہ صورت درست نہیں ہے، ایسی صورت میں دودھ اور بچے دونوں مالک کے ہوں گے، اور پالنے والے کو اجرت دی جائے گی، یعنی عام طور پر جانور کے چارہ وغیرہ کے علاوہ جانور پالنے اور رکھنے کی جو اجرت بنتی ہے، پالنے والا اس اجرت کا مستحق ہوگا۔

”رجل دفع بقرةً إلى رجل بالعلف مناصفةً، وهي التي تسمى بالفارسية ”كاونيم سوو“ بأن دفع على أن ما يحصل مِن اللبن والسمن بينهما نصفان، فهذا فاسد، والحادث كله لصاحب البقرة، والإجارة فاسدة“(۱)

اس کے متبادل جواز کی ممکنہ صورتیں درج ذیل ہیں:

۱۔ایک صورت تو وہی ہے کہ کرایہ پر پالنے کے لیے دے دے، اور پالنے والے کی اجرت طے کرلے، اس صورت میں دودھ، بچے وغیرہ سب مالک کے ہوں گے۔

۲۔زید (مثلاً) اپنے پیسوں سے جانور خریدے اور پھر عمرو (مثلاً) کے ہاتھ اس کا آدھا حصہ آدھی قیمت پر بیچ دے، پھر زید عمرو کو وہ پیسے معاف کردے، تو دونوں کے درمیان وہ جانور مشترک ہوجائے گا، اس جانور سے جو بچے پیدا ہوجائے، ہر ہر بچے میں زید اور عمرو برابر شریک ہوں گے اور اس طرح اس جانور کے دودھ میں بھی دونوں برابر شریک ہوں گے۔ اس صورت میں معاف کرنا بھی ضروری نہیں ہے، اگر دوسرے شریک کے پاس فی الوقت پیسے نہ ہوں، تو اس کے حصے کی رقم ادھار کرلی جائے، اور جیسے اس کی گنجائش ہو وہ ادا کرتا رہے۔

---

(۱) خلاصۃ الفتاوی: ۳/ ۱۱۴، کتاب الاجارۃ، الجنس الثالث فی الدواب... وما یتصل بہا

۳۔زید اور عمرو دونوں پیسے ملا کر جانور خرید یں، اس میں ہر ایک اپنی مالیت کے بقدر شریک ہوگا، اور اسی طرح مالیت کے تناسب سے دونوں اس کے دودھ، اور ہر ہر بچے میں بھی شریک ہوں گے، البتہ اس صورت میں اس طرح طے کرنا کہ پہلا بچہ ایک ہوگا اور دوسرا بچہ دوسرے کا ہوگا یہ شرعاً غلط ہے، دونوں ہر ہر بچے میں اپنے اپنے حصے کے بقدر شریک ہوں گے۔

البتہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ابتلاء شدید کی صورت میں نصف فائدہ پر شرکت والی صورت میں معاملہ کے جواز کی گنجائش کا قول اختیار کیا ہے۔(۱) لہذا اگر ابتلاءِ عام کی صورت میں کسی نے یہ معاملہ کرلیا ہوتو اس کو ناجائز نہیں کہا جائے گا، البتہ ابتداءً ایسا معاملہ نہیں کیا جائے۔فقط واللہ اعلم۔(۲)

دودھ کی خاطر بھینس کرایہ پر لینا

دودھ کی خرید وفروخت تو بلا کراہت درست ہے، البتہ دودھ کی خاطر جانور کو کرایہ پر لینا درست نہیں ہے کیونکہ اس صورت میں منفعت مجہول ہے یعنی دودھ ابھی بھینس سے جدا نہیں ہوا، نیز کتنی مقدار میں دودھ ملے گا وہ بھی متعین نہیں ہے، اس صورت میں یہ معاملہ مفضی الی النزاع ہوتا ہے، اس لئے درست نہیں ہے۔

”قال الکاسانی :ولا تجوز إجارة الشاة للبنها أو سمنها أو صوفها أو ولدها، لأن هذه أعيان فلا تستحق بعقد الإجارة، وكذا إجارة الشاة لترضع جديا أو صبيا لما قلنا“۔(۳)

---

(۱) امداد الفتاوی: ۳۴۲/۳

(۲) دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:144104201061

(۳) بدائع الصنائع: ۱۷۵/۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، بہشتی زیور، اجارہ فاسدہ کا بیان

جانور کو جفتی کے لئے کرایہ پر دے کر کمائی کھانا

ابن عمرؓ نے بیان کیا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نر کدانے کی اجرت لینے سے منع فرمایا۔

"عن ابن عمر رضي الله عنه، قال: نهى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عسب الفحل"(۱)

اس کی صورت یہ ہے کہ ایک ریوڑ والا اپنی ضرورت کے پیش نظر دوسرے ریوڑ والے سے سانڈ مانگے اور وہ اجرت لیے بغیر سانڈ نہ دے بلکہ اس پر کرایہ وصول کرے، اجارے کی یہ صورت ناجائز اور حرام ہے۔

ہاں، عاریتاً نر جانور کا دینا جائز ہے کیونکہ اسے بھی ناجائز قرار دیا جائے تو اس سے نسل ختم ہونے کا اندیشہ ہے، اسی طرح اگر مادہ والا غیر مشروط طور پر نر والے کو ہدیہ کے طور پر کچھ دے تو اس کے لینے میں کوئی قباحت نہیں۔ چنانچہ عمدۃ القاری میں مذکورہ حدیث کے تحت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ

"وفيه جواز قبول الكرامة على عسب الفحل، وإن حرم بيعه وإجارته، وقال الرافعي: ويجوز أن يعطي صاحب الأنثى صاحب الفحل شيئاً على سبيل الهدية۔"(۲)

البتہ جفتی کرانے کا کرایہ وصول کرنا حرام ہے کیونکہ اس سے معلوم نہیں کہ مادہ جفتی سے بار آور ہوتی ہے یا نہیں، نیز حیوان کا نطفہ کوئی قیمتی چیز نہیں اور نہ اس کا دینا کسی کے بس میں ہے۔(۳)

مویشی پالنے والے جانتے ہیں کہ چراگاہوں میں ریوڑوں کے ریوڑ چرتے پھرتے

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الاجارۃ، باب عسب الفحل، حدیث: ۲۲۸۴

(۲) عمدۃ القاری، کتاب الاجارۃ: ۱۲/۱۵۰، دار الکتاب العلمیۃ، بیروت

(۳) فتح الباری: ۴/۵۸۲

ہیں اور فطری طریقے پر جانوروں کا ملاپ ہوتا رہتا ہے؛ اس عمل کی اجرت یا قیمت نہ طے ہو سکتی ہے، نہ اس کی اجرت وصول کرنے کی غرض سے جانوروں کو فطری ملاپ سے روکنا روا ہے۔

مادہ جانوروں کا حق ہے کہ نر جانوران سے ملاپ کریں۔(۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس قیمت پر یا اجرت طلب کرنے پر منع فرمایا ہے، البتہ ایک صحابی نے جب اصرار سے پوچھا کہ ہم جب (طلب کرنے پر) اپنا نر جانور لے جاتے ہیں، تو وہاں ہمارا اکرام کیا جاتا ہے اور کچھ نہ کچھ ہدیہ پیش کیا جاتا ہے، تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی اجازت دے دی۔

"أن رجلاً من كلاب سأل النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عسب الفحل، فنهاه، فقال يا رسول الله! إنا نطرق الفحل فنكرم، فرخص له في الكرامة"(۲)

اس اجازت سے پتہ چلتا ہے کہ باقاعدہ خرید وفروخت سے ہٹ کر جانور رکھنے والوں کی سہولت کے لئے لین دین کا جو رواج موجود ہے، اسے ختم کر کے سسٹم کو خراب کرنا مقصود نہیں۔

چراگاہوں کو چھوڑ کر باقی جگہوں پر بعض اوقات نر جانور آسانی سے دستیاب نہیں ہو سکتے، اس صورت کو سامنے رکھ کر امام مالک نے نسل کے زیاں سے بچنے کے لئے اس کی اجازت دی ہے۔(۳) جب سے جانوروں کے مالکوں میں یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ دودھ وغیرہ کے حصول کے لئے اچھی نسل کے جانوروں کی پیدائش ضروری ہے، تو اچھی نسل کے نروں کی مانگ بڑھ گئی ہے، بلکہ اب تو مصنوعی نسل کشی کا جدید طریقہ رائج ہو گیا ہے، اچھی نسل

---

(۱) صحیح مسلم، حدیث:۹۸۸

(۲) الترمذی، باب ماجاء فی کراھیۃ عسب الفحل

(۳) فتح الباری، حدیث: ۴/ ۵۸۲

کے نر اسی غرض سے پالے جاتے ہیں، ان پر خرچ کیا جاتا ہے، اور ان سے حاصل ہونے والے مادے سے مصنوعی طور پر نسل افزائی کی جاتی ہے، اگر اس کے لئے باقاعدہ قیمت یا اجرت کا تعین کرنے کی بجائے اکرام کے تحت لین دین کا طریقہ رائج ہو جائے، تو شرعا اس پر اعتراض نہیں ہوگا۔(۱)

اجرت حرام ہونے کی وجہ

قدیم فقہاء اور مفسرین نے ملاپ کے عمل پر اجرت یا قیمت نہ لینے کی یہ وجہ ذکر کی ہے کہ جس چیز کی اجرت لی جا رہی ہے اس کی نہ مقدار کا تعین ہو سکتا ہے نہ اس کی فراہمی یقینی ہوتی ہے، اس لئے یہ غیر معلوم اور غیر معلوم اور غیر یقینی چیز کی اجرت ہوگی، جس کی اسلام اجازت نہیں دیتا، اگر حرمت کی یہ وجہ صحیح تسلیم کر لی جائے، تو مصنوعی طریقوں کی وجہ سے اب یہ غیر معلوم اور غیر یقینی چیز نہیں رہی، جدید تکنیک کے ذریعے سے باقاعدہ متعین مقدار میں نر جانور کا مواد مادہ جانور کے رحم میں داخل کر دیا جاتا ہے، اس طرح تو اجرت کا بھی جواز پیدا ہو سکتا ہے۔

یہ بات اپنی جگہ اہم ہے کہ خود مصنوعی نسل افزائی شرعا جائز ہے یا نہیں؟ اس کے جواز پر تابیر (کھجور کے پھل دینے والے درختوں پر نر کھجور کا بور لا کر ڈالنا) کی حدیث سے استدلال کیا جا سکتا ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ تشریف لائے تو پیداوار حاصل کرنے کے اس مصنوعی طریقے کو آپ نے فطری طور پر ناپسند فرمایا اور اس سے روک دیا لیکن جب معلوم ہوا کہ اس سے کھجوروں کی پیداوار کم ہو گئی ہے، تو آپ نے باقاعدہ اس کی اجازت دے دی، اس حدیث کی رو سے نر کا مواد مصنوعی طریقے سے مادہ تک پہنچانے کا طریقہ اختیار کرنے کی اجازت موجود ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان تجارتی طریقوں کی بجائے فطری طریقوں کو رائج کرنے کا تقاضا کرتا ہے، مسلمان حکومتوں کا فرض ہے کہ وہ رفاہ عامہ کی غرض سے زیادہ سے زیادہ تعداد میں

---

(۱) موسوعۃ القرآن والحدیث، لابن منیر

اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں تاکہ فطری طریقوں سے اعلیٰ نسل کے جانور حاصل ہوں اور لوگ تجارتی بنیادوں پر اس کا انتظام کرنے کی مجبوری سے بچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے جانوروں کے حق کے حوالے سے جو اشارہ فرمایا ہے؛ وہ رفق بالحیوانات (جانوروں سے نرمی کا سلوک کرنا) کی بہترین مثال ہے۔

ان حقوق کو پورا کرنے کی بھی یہی صورت ہے کہ حکومتیں بڑے پیمانے پر اعلیٰ نسل کے نر جانوروں کا انتظام کریں، چونکہ مصنوعی طریقہ میں "رفق، نرمی" نہیں ہوتی ہے، (۱)

حرمت کی دوسری وجہ

حاملہ بنانا، چونکہ یہ عمل نر جانور کے اختیار میں نہیں ہے، وہ صرف مادہ منویہ داخل کرسکتا ہے، مگر ممکن ہو حمل قرار نہ پائے، اور جفتی سے مقصود حمل قرار پانا ہی ہے، حاصل یہ کہ جفتی سے مقصود نر کا مادہ منویہ ہے اور وہ ایسی چیز ہے جس کی کوئی قیمت نہیں، نیز اس کام سے مقصود نسل حاصل کرنا ہے اور وہ حمل سے ہوگی اور حمل ٹھہرانا اس کے اختیار میں نہیں ہے۔ فتاوی شامی میں ہے

"لا تصح الإجارة لحسب التيس وهو نزوه على الإناث "

وتحته في ردالمحتار:"لأنه عمل لا يقدر عليه وهو الإحبال (۲)"

اگر بلا اجرت نر جانور نہ ملے تو؟

اگر نر جانور کا مالک بلا قیمت کسی بھی طرح سے تیار نہیں ہے، تو مادہ کے مالک کے لئے قیمت دے کر جفتی کروانا جائز ہے؛ لیکن نر کے مالک کے لئے وہ اجرت کسی بھی طرح سے

---

(۱) سنن ابی داود شرح از الشیخ عمر فاروق سعدی، حدیث: ۳۴۲۹

(۲) فتاوی شامی، باب الاجارۃ الفاسدۃ: ۹/۷۵، زکریا

حلال اور جائز نہیں ہے اور مادہ کا مالک اس صورت میں گنہگار نہیں ہوگا، گنہگار صرف نر کا مالک ہوگا۔(۱)

بکرے کو جفتی کے لیے فارم میں پالنا اور اس کی جفتی پر اجرت لینا

بکرے کو اپنے فارم میں نسل بڑھانے کے لیے بکریوں سے جفتی کروانا اور اس مقصد کے لیے پالنا جائز ہے، لیکن اس بکرے کو جفتی کرنے اور نسل بڑھانے کے لیے کرایہ پر دینا یا دوسروں کی بکریوں سے جفتی کی اجرت لینا دینا دونوں ناجائز ہیں، حدیثِ مبارک میں اس سے ممانعت وارد ہوئی ہے۔ البتہ اجرت طے کیے بغیر بکریوں کا مالک ہدیہ کے طور پر یا جانور کے چارہ وغیرہ کے لیے کچھ دے، یا اس جانور کو کچھ کھلائے پلائے تو یہ جائز ہے۔

"عن نافع، عن ابن عمر قال:نهى النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عسب الفحل، وفي الباب عن أبي هريرة، وأنس، وأبي سعيد : حديث ابن عمر حديث حسن صحيح، والعمل على هذا عند بعض أهل العلم، وقد رخص بعضهم في قبول الكرامة على ذلك، وعن أنس بن مالك، أن رجلاً من كلاب سأل النبي صلى الله عليه وآله وسلم عن عسب الفحل؟ فنهاه، فقال: يا رسول الله، إنا نطرق الفحل فنكرم، فرخص له في الكرامة"(۲)

مرغ اور مچھلی کو مردار یا نجاست کھلانا

اکثر جگہ فارمی مرغ کو جو غذا دی جاتی ہے اس میں خنزیر کے گوشت یا چربی کی ملاوٹ کی جاتی ہے، اگرچہ مرغیوں کو اس طرح کی غذا دینا جائز نہیں؛ لیکن اگر مرغیوں کو ایسی غذا کھلا

---

(۱) مستفاد: فتاوی رحیمیہ، جدید، زکریا: ۹/۳۰۶، فتاوی قاسمیہ: ۲۱/۶۲۹

(۲) سنن الترمذی، ت: شاکر، حدیث: ۵۶۵

دی جائے تو چونکہ غذا کھانے کے بعد مستہلک ہو جاتی ہے اس کا اثر باقی نہیں رہتا؛ اس لیے ایسی مرغیوں کا کھانا جائز ہوگا۔

"ولو أكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت كما حل أكل جدي غذي بلبن خنزير؛ لأن لحمه لم يتغير وما غذي به يصير مستهلكا لا يبقى له أثر ولو سقى ما يؤكل لحمه خمرًا فذبح من ساعته حل أكله ويكره"۔(١)

گوبر کی خرید وفروخت کا حکم

گوبر خالص بیچنا بھی جائز ہے، اور مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا ہوا ہو یا کھاد کی صورت میں ہو تب بھی اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اُس سے حاصل شدہ آمدنی کو استعمال کرنا بھی جائز ہے۔(٢) اور مرغی کی بیٹ (جو پولٹری فارم والے زمینداروں کو کھاد کے طور پر فروخت کرتے ہیں، اس) کے ساتھ بھی چونکہ مٹی وغیرہ ملی ہوتی ہے، لہٰذا اس کا بیچنا بھی جائز ہے۔(٣)

گوبر قابل انتفاع ہوتا ہے، گوبر مٹی وغیرہ کے ساتھ ملا ہوا ہو تو تبعاً وضرورتاً اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اُس سے حاصل شدہ آمدنی کو استعمال کرنا بھی جائز ہے۔

"وَجَازَ بيع السرقين وَالِانْتِفَاع كَالْبيع"(٤)

مگر انسان کے پاخانہ کا بیع کرنا جائز نہیں ہے، ہاں! انسان کے پاخانہ میں مٹی یا راکھ مِل کر غالب ہو جائے، جیسے کھات (کھاد) میں مٹی کا غلبہ ہو جاتا ہے تو بیع بھی جائز ہے اور اس کو کام میں لانا مثلاً کھیت میں ڈالنا بھی جائز ہے۔

---

(١) الدر المختار: ٩/ ٤٩١، كتاب الحظر والإباحة، ومثله في زيلعي، تبيين الحقائق: ٦/ ١٠ كتاب الكراهية

(٢) تجارت کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، 5/ 418، ط: بیت العمار

(٣) تجارت کے مسائل کا انسائیکلو پیڈیا، 6/ 151، ط: بیت العمار

(٤) ملتقی الأبحر: ٢١١

مورتی یا مزار کے نام پر چھوڑے جانور کو خریدنا

ہندو اور ان پڑھ جاہل مسلمانوں میں یہ دستور ہے کہ جانور کسی بت کے نام پر یا کسی مزار کے نام پر ایک معین مدت کے لئے چھوڑ دیتے ہیں، پھر کچھ مدت کے بعد یا اپنی تکلیف دور ہونے پر اس جانور کو پکڑ کر فروخت کر دیتے ہیں، ایسا جانور جو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا ہو، اس کو خرید کر قربانی کرنا یا عام دنوں میں قصاب سے اس کا گوشت خریدنے سے متعلق یہ بات ذہن نشین رہے کہ کسی مزار یا بت کے نام پر جانور چھوڑنا بنص قطعی حرام اور سخت گناہ کا کام ہے مگر اس حرام عمل سے جانور حرام نہیں ہو جاتا اور شرعی اصول کے مطابق یہ جانور اپنے مالک کی ملک سے خارج نہیں ہوتا، اگر چہ وہ اپنی غلط عقیدہ کی بنا پر یہ سمجھتا ہے کہ وہ میری ملک سے نکل کر غیر اللہ کے لئے وقف ہو گیا ہے مگر شرعاً اس کا یہ عقیدہ باطل ہے وہ جانور بدستور اس کی ملک میں ہے، لہذا اگر کوئی شخص جانور کے مالک سے وہ جانور خرید کر قربانی کرے تو قربانی درست ہے، اسی طرح عام دنوں میں اگر قصاب یہ جانور خرید کر اس کا گوشت فروخت کرے تو وہ گوشت خرید کر استعمال کرنا بھی درست ہے۔(۱)

لیکن عام طور سے ایسا جانور مالک سے خریدا نہیں جاتا ہے بلکہ لوگ ایسے جانور کو اچک لیتے ہیں اور مارکٹ میں ذاتی جانور کی طرح فروخت کرتے ہیں، اس لئے ایسی بیع درست نہیں ہے۔

مرغیوں پر زکوۃ کا حکم

جو مرغیاں بیچنے کے لیے خریدی ہوں ان تمام مرغیوں کی کل قیمت کو اور جو رقم ان مرغیوں کو بیچ کر حاصل کی ہو اور وہ موجود ہو اس کو زکاۃ کا سال پورا ہونے پر زکاۃ کے دیگر

---

(۱) معارف القرآن از مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ ج ۲ ص ۲۳ ۴، ص ۲۴ ۴ سورۂ بقرہ تحت الآیۃ وما اہل بہ لغیر اللہ، فقط واللہ اعلم بالصواب۔ یکم صفر المظفر ۱۴۰۳ھ۔

اَموال (سونا، چاندی، نقدی، دیگر مال تجارت، وغیرہ) میں شامل کریں گے اور نصاب (چاندی میں 61 تولہ دو گرام اور 360 ملی گرام اور سونے میں آٹھ تولہ سات گرام 480 ملی گرام) کے بقدر یا زائد ہونے کی صورت میں کل مال (میں واجب الادا اخراجات اور قرض منہا کر کے، بقیہ مال) کا ڈھائی فیصد زکاۃ لازم ہوگی۔

اور اگر مرغیاں انڈے بیچنے کے لیے رکھی ہوں تو مرغیوں میں زکاۃ نہیں ہے، بلکہ زکاۃ کا سال پورا ہونے پر جتنے انڈے موجود ہوں ان کی قیمت اور جو رقم انڈے بیچ کر کمائی ہو اور وہ موجود ہو ان کو زکاۃ کے دیگر اَموال میں شامل کر کے نصاب کے بقدر یا زائد ہونے کی صورت میں کل مال (میں واجب الادا اخراجات اور قرض منہا کر کے، بقیہ مال) کا ڈھائی فیصد زکاۃ لازم ہوگی۔ فقط واللہ اعلم

مویشی میں زکاۃ کب واجب ہوتی ہے

تین قسم کے جانوروں میں زکاۃ واجب ہے:

اونٹ، جب وہ پانچ یا اس سے زائد ہوں، گائے، جب وہ تیس یا اس سے زائد ہوں، بکری، بھیڑ، دنبے وغیرہ، جب وہ چالیس یا زائد ہو جائیں۔ جانوروں پر زکوۃ فرض ہونے کی شرائط یہ ہیں کہ وہ جانور نصاب کے بقدر ہوں اور نصاب پورا ہونے کے بعد ان پر سال گزر گیا ہو اور وہ جانور سائمہ ہوں، سائمہ وہ جانور ہے جو سال کے اکثر حصہ میں خود چر کر گزارا کرتا ہو اور اس سے مقصود صرف دودھ لینا یا نسل بڑھانا یا شوقیہ پرورش اور فربہ کرنا ہو اور اگر گھر میں گھاس لا کر کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا ہل وغیرہ کسی کام میں لانا یا سواری لینا ہے تو یہ جانور سائمہ نہیں اور اس کی زکاۃ واجب نہیں، لہٰذا اگر مال مویشی نصاب کے بقدر ہوں، سائمہ ہوں اور نصاب کے بقدر ہونے کے بعد ان پر سال گزر چکا ہو تو اس صورت میں سال گزر جانے کے بعد ان پر زکوۃ لازم ہوگی۔

اور اگر جانور تجارت کی نیت سے لیے ہوں تو یہ مالِ تجارت شمار ہوں گے، اور ان پر مالِ

تجارت کی زکات کے احکام جاری ہوں گے،یعنی اگران جانوروں کی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی کی مالیت کے برابر یااس سے زیادہ ہواور سال پورا ہوجائے تو ان کی موجودہ مالیت کاڈھائی فیصد بطورِزکات دیناواجب ہوگا۔قصائی حضرات جانورخرید کرگوشت فروخت کرتے ہیں تو وہ تمام جانورجوذبح کے لئے رکھے گئے ہوں سب مالِ تجارت شمارہوں گے ،ان کی مالیت اگرسونے یاچاندی کےنصاب کوپہنچ جائےتو زکاۃواجب ہوگی۔

”(وشرطه) أي شرط افتراض أدائها (حولان الحول) وهو في ملكه (وثمنية المال كالدراهم والدنانير).. (أو السوم) بقيدها الآتي (أو نية التجارة) في العروض، (قوله :وشرطه إلخ) ما تقدم في قول المصنف وشرط افتراضها عقل إلخ شروطفي رب المال، وماهناشروطفي نفس المال المزكى ط(قوله:وهو في ملكه) أي والحال أن نصاب المال في ملكه التام كما مر، والشرط تمام النصاب في طرفي الحول كما سيأتي.. (قوله بقيدها الآتي) هو الاكتفاء بالرعي في أكثر السنة بقصد الدر والنسل، وأنت الضمير إشارة إلى أن المراد بالسوم الإسامة؛ إذ لا بد فيه من نيتها لأن السائمة تصلح لغير الدر والنسل كالحمل والركوب، ولاتعتبر هذه النيةمالم تتصل بفعل الإسامة كمافي البحر“(۱)

بکری کولقوہ کےعلاج کے لیے شراب پلانا؟

بکری کولقوہ کےعلاج کے لیے شراب پلانا جائز نہیں ہے، جانورتو اَحکام کا مکلف نہیں ہے،لیکن جانورکوشراب پلاناانسان کاعمل ہے،اورانسان چوں کہ مکلف ہے؛ لہٰذا اس کے

---

(۱) فتاوی شامی، کتاب الزکاۃ: ۲/۲۹۰

لیے بکری کو شراب پلانا جائز نہیں ہوگا۔اگر کسی نے پلائی تو وبال اسی پر ہوگا۔

"و لا یجوز أن یداوي بالخمر جرحًا أو دبر دابة و لا أن یسقي ذمیًا و لا أن یسقي صبیًا للتداوي و الوبال علی من سقاہ، کذا في الهدایة"(۱)

فائدہ: اگر جانور کو کوئی ایسی بیماری ہو جس کا علاج ماہر ڈاکٹر شراب ہی بتائے اس کے علاوہ کوئی اور دوا نہ ہو تو مجبوراً استعمال کرائی جاسکتی ہے، مگر اس سلسلہ میں بہت احتیاط ضروری ہے، بوقتِ ضرورت اہلِ علم سے رابطہ کرلیا جائے۔

تجارت کی خاطر مرغیوں کو شراب پلانا

مرغیوں کے پولٹری میں مرغیوں کی افزائش کے لئے مرغیوں کو شراب پلائی جاتی ہے، مقدار کم زیادہ ہوسکتی ہے، مگر شراب پلانے سے مرغی کی افزائش جلدی ہوتی ہے، اگر صرف پانی پلایا جائے تو تاخیر سے اسکی افزائش ہوتی ہے، اور یہ کام تقریباً پولٹری فارم والے کرتے ہیں ،کاروبار کی ترقی کے لئے تاجر یہ عمل کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔

واضح رہے کہ شراب خریدنا اور اسے جلد افزائش کی غرض سے مرغیوں کو پلانا ناجائز وحرام ہے، لہٰذا پولٹری فارم والوں کا یہ عمل کرنا جائز نہیں ہے اور سخت گناہ ہے۔"علاّمہ نظام الدین حنفی اور علمائے ہند کی جماعت نے لکھا ہے: شراب سے کسی زخم یا جانور کی لگی ہوئی پیٹھ کا علاج کرنا جائز نہیں ہے۔

"لایجوز ان یداوی بالخمر جرحاأو دبر دابة"(۲)

---

(۱) الفتاوی الھندیۃ:۵/۳۵۵،بحوالہ : دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،فتوی نمبر 144206200077:

(۲) الفتاوی الھندیۃ، کتاب الکراھیۃ، الباب الثانی من عشر فی التداوی والمعالجات:۵/۳۵۵

مرغیوں کا وزن بڑھانے ان کے لئے کو شراب پلانا

آج کل مرغیوں کا وزن بڑھانے کے لیے پانی میں شراب ملا کر پلایا جاتا ہے، یاد رہے کہ مرغیوں کو شراب پلانا ناجائز ہے، اگر چہ ایسی مرغیوں کی بیع درست ہے، مگر یہ عمل ناجائز ہے جس سے توبہ کرنی چاہیے۔

شرابی مرغ کے گوشت کا حکم

جس جانور یا مرغ کو شراب پلا کر بڑا کیا جاتا ہو اس کے گوشت کے حلت وحرمت یا کراہت کے سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ اگر مرغی نے شراب پی لی ہے تو اس کی وجہ سے اس کا گوشت حرام نہ ہوگا جب تک کہ اس میں بدبو پیدا نہ ہو جائے، تاہم شراب کی معنوی خرابی اس میں برقرار رہے گی اس لیے جو پولٹری فارم والے شراب پلاتے ہیں وہاں سے گوشت لینے سے احتیاط کرنا بہتر ہے، اور اگر مرغ کے گوشت کے اندر بدبو پیدا ہو جائے تو اس کا کھانا مکروہ ہے، ایسے مرغ کو کچھ دن تک حلال غذا کھلائی جائے پھر گوشت سے بدبو ختم ہو جائے تب ذبح کرے۔

”وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثة أيام لدجاجةولو أكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت“(۱)

جانور کو منشیات کے ذریعہ قابو میں کرنے کا حکم

بعض لوگ کسی جانور کا شکار کرنا ہو تو پانی پینے کی جگہ شراب رکھ دیتے ہیں، جس سے جانور نشہ میں آجاتا ہے تو اسے شکار کرنا یا قابو میں کرنا آسان ہو جاتا ہے، جانور چونکہ غیر مکلف

---

(۱) الدر مع الرد: ۹/ ۴۹۲، ط: زکریا، بحوالہ: دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، جواب نمبر: 149610

ہے، اگر شراب دور رکھ دی جائے اور جانور آ کر خود پی لے تو اس میں حرج نہیں ہے، جس طرح مردہ کیڑوں کے ذریعہ مچھلی کا شکار کرنا جائز ہے، اسی طرح مذکورہ حیلہ بھی درست ہے، کیونکہ مذکورہ حیلہ سے جانور کو تکلیف پہنچانا نہیں ہے بلکہ شکار کو آسان بنانا ہے، البتہ شراب کا برتن جانور کے قریب لے جا کر نہ رکھے، بلکہ برتن ایک جگہ رکھدے جانور خود آ کر پے لی تو یہ حیلہ درست ہے، ورنہ برتن جانور کے قریب لے جا کر رکھا تو گناہ گار ہوگا۔

"قوله ولو سقی دواب" قال بعض المشائخ: لو قاد الدابة الی الخمر لا بأس به، ولو نقل الی الدابة یکره" (۱)

شراب پلا کر پرورش کئے گئے بکرے کی قربانی کرنا

جانوروں کو شراب پلانا مناسب نہیں ہے، چونکہ وہ ناپاک ہوتی ہے؛ اس لئے جان بوجھ کر ناپاکی کھلانا پلانا انسانی مروت وشرافت سے گری ہوئی بات ہے، تاہم شراب پلانے کے بعد شراب کا استحالہ ہو جاتا ہے اور اس کا اثر باقی نہیں رہتا؛ اس لئے اس جانور کی قربانی درست ہے، لیکن کوشش کی جائے کہ کچھ دنوں تک اپنے پاس جانور کو رکھا جائے تا کہ کچھ اثر اگر پیدا ہو گیا ہو تو زائل ہو جائے۔

"حلّ أكل جدي غذي بلبن خنزير؛ لأن لحمه لا يتغير وما غذي به يصير متسهلكا لا يبقى له أثر" (۲)

چوری کا جانور خریدنا

اگر کوئی یہ جانتے ہوئے کہ میں جس شخص سے خریداری کر رہا ہوں اس کا مال چوری شدہ مال ہے یا پھر اس کو اس بات کا صحیح اندازہ نہ ہو، دوسری صورت میں امکان غالب چوری کا

---

(۱) فتاوی شامی، کتاب الاشربہ: ۶/ ۴۴۹، ط: سعید

(۲) درمختار مع الشامی: ۹/ ۴۹۲، ط: زکریا

مال ہونے کا ہے یا شک ہے ان صورتوں میں اسے اس شخص کے ساتھ کاروباری لین دین رکھنے کے متعلق تفصیل یہ ہے کہ اگر پہلے سے معلوم ہے کہ یہ مال چوری کا ہے یا قرائن سے غالب گمان یہ ہے کہ یہ مال چوری کا ہے تو شرعاً ایسا مال خریدنا جائز نہیں ہے اور ایسے شخص کے ساتھ کاروباری معاملات رکھنا بھی شرعا جائز نہیں ۔اور اگر صرف معمولی شک ہے تب بھی ایسے مال کے خریدنے سے اجتناب بہتر ہے، اگرچہ خریدنے کی گنجائش بھی ہے، چوری کا مال جتنے ہاتھوں میں چلا جائے وہ حرام ہی رہتا ہے اور اصل مالک کے علاوہ کوئی دوسرا اس کا مالک نہیں بنتا، اس لیے چوری کا مال فروخت کرنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، اور اگر خریدنے والے کو کسی چیز کے بارے میں یقینی معلوم ہو یا غالب گمان ہو کہ وہ چوری کی ہے تو اس کے لیے اس کو خریدنا اور ستعمال کرنا بھی جائز نہیں ہے، اور اس کا منافع بھی حلال نہیں ہوگا۔

”عن أبي هريرة عن النبي ﷺ أنه قال :”من اشترى سرقةً وهو يعلم أنها سرقة فقد أشرك في عارها وإثمها“(۱)

چوری کا جانور بغیر علم کے خرید لیا

اگر کوئی جانور خریدے اور ذبح کرنے سے پہلے کسی معتبر آدمی سے معلوم ہوا کہ جانور چوری کا ہے اور اس کا مالک مل جائے تو بائع سے ثمن واپس لے کر مالک کو جانور کی قیمت ادا کر دے اور اگر مالک کا علم نہ ہو تو بائع جانور کو لوٹا کر ثمن واپس لے لے اور اگر ذبح کے بعد کوئی جانور کا مستحق نکل آئے اور وہ جانور کی قیمت وصول کر لے تو ذبح درست ہوگا اور اس کا کھانا بھی حلال ہوگا اور اگر مستحق مذبوح کو ہی لے لے اور ما بقیہ کی قیمت کا ضامن بنا دے تو ذبیحہ تو حلال ہو جائے گا لیکن قربانی ادا نہیں ہوگی۔

”فلو غصب انسان شاة وضحى بها عن نفسه لم تجزي عنه

---

(۱) السنن الكبرى للبيهقي، كتاب البيوع، باب كراهية مبايعة من أكثر ماله من الربا، ط: دار الكتب العلمية بيروت، لبنان

لعدم الملك ثم ان اخذها صاحبها مذبوحه وضمنه النقصان فكذلك لا تجزئ عن واحد منهما ولو اشترى انسان شاة ليضحي بها فلما ذبحها تبين ببينه انها مستحقه اي انها كانت لها ملك انسان غير البائع فحكمها حكم المعصوبة وشراؤه اياها بمنزله العدم۔ (۱)

بکری یا گائے کے بچے جو خنزیر اور کتی کا دودھ پیے ہوں تو کیا حکم ہے؟

ان جانوروں کے بچے جن کو کھانا حلال ہے حرام جانوروں کا دودھ پی کر پرورش پائے ہوں مثلاً بکری کے بچے کتی کا دودھ پی کر یا گائے کے بچے خنزیر کا دودھ پی کر پرورش پائے ہوں تو ایسی صورت میں اس بچے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اس کا گوشت حلال ہے کیونکہ جیسے ہی دودھ پیٹ میں داخل ہوا کچھ ہی دیر میں ہضم ہو کر خون وغیرہ میں تبدیل ہو گیا اور شئ کی حقیقت کے بدل جانے سے اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے لہذا جب تک وہ حرام جانور کے جسم کا حصہ تھا اس وقت تک حرام تھا لیکن جب وہ حلال جانور کے بدن کا جز بن گیا تو حلال ہو جائے گا۔

”كما حل اكل جدي غذى بلبن خنزير لان لحمه لا يتغير وما غذى به يصير مستهلكا لا يبقى له اثر..وكونه يتغذى بالنجاسة لا يمنع حله“۔ (۲)

بکری کا بچہ کتے کے ہم شکل ہو تو کیا حکم ہے

اگر ایسا ہوا کہ بکری کا بچہ کتے کی شکل میں پیدا ہوا تو اس کے حکم کی متعلق تفصیل یہ

---

(۱) الموسوعة الفقهية الكويتيه: ۸۸/۵۴

(۲) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الحظر والاباحه: ۴۱۴/۹

ہے کہ فقہاء نے حکم کا مدار اس کی شناخت پر رکھا ہے اور شناخت کے لئے کچھ علامات ذکر کئے ہیں کہ اگر وہ گوشت کھاتا ہے تو کتے کے حکم میں ہے اور اگر گھاس کھاتا ہے تو بکری کے حکم میں اور اگر کتے کی طرح بھونکے تو کتے کی حکم ہے اگر بکری کی طرح بولے تو بکری کے حکم میں ہے اگر یہ دونوں علامتیں نہ پائی جائیں تو ذبح کرنے کے بعد اگر اوجھڑی نکلے تو کتے کے حکم میں ہے اور اگر آنت نکلے تب بکری کی حکم میں ہے کتے کے حکم میں ہونے کی صورت میں اس کا گوشت حلال نہ ہوگا اور بکری کے حکم میں ہونے کی صورت میں گوشت حلال ہوگا لیکن سر پھینک دیا جائے گا۔

" وان ینز کلب فوق عنز فجاءھا نتاج له راس ککلب فینظرفان اکلت لحما فکلب جمیعھا وان اکلت تبنا فذا الراس یبتر ویؤکل باقیھا وان اکلت لذا وذا فاضربنھا والصیاح یخبر وان اشکله فاذبح فان کرشھا بدا فعنز والا فھو کلب فیطمر"(۱)

بت کے نام پر چھوڑے گئے سانڈ کا حکم

غیر مسلم جو گائے وغیرہ بت کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں ان کا گوشت کھانے کے متعلق حکم یہ ہے کہ جو جانور غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیا جائے اس سے غیر اللہ کا قرب مقصود ہوتا ہے اسلئے وہ ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہے اس کا کھانا حرام ہے۔

"انما حرم علیکم المیته والدم ولحم الخنزیر وما اھل به لغیر الله سوره بقره (۱۷۳) ذبح لقدوم الامیر ونحوه کواحد من العظماء یحرم لانه اھل به لغیر الله ولو.... ذکر اسم الله

---

(۱) ردالمحتار: ۹ر ۳۷۷، کتاب الذبائح

تعالی"(۱)

گندگی کھانے والی مرغی کا حکم

بہت سے مالکان مرغیاں مرغیوں کو ان کی جلد نشونما کے لیے مصنوعی غذا جس میں سور کا گوشت شامل ہوتا ہے کھلاتے ہیں ایسے ہی بعض لوگ حرام فیڈ کھلاتے ہیں جس کا مقصود بھی جلد نشو ونما ہی ہوتا ہے تو ایسے مرغیوں کو کھانے کے متعلق یہ ہے کہ اگر یقینی طور پر معلوم ہو کہ ان کو حرام غذا دی جارہی ہے تو وہ جلالہ کے حکم میں ہے جلالہ کہتے ہیں گندگی کیڑے مکوڑے وغیرہ کھانے والے مرغ کو اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اس میں بدبو آتی ہو تو اس کا کھانا مکروہ تحریمی ہے ایسی مرغی کو تین دن بند کر کے پھر ذبح کیا جائے تو اس اس کا کھانا درست ہے اور اگر اس میں بدبو نہ آتی ہو تب بھی بہتر یہی ہے کہ تین دن بند کر کے پاک غذا دے پھر ذبح کرے۔

"الجلالة المكروهة التي اذا قربت وجدت منها رائحة فلا تؤكل ولا يشرب لبنها ولا يعمل عليها ويكره بيعها وهبتها وشرح المصنف في الحضر والاباحة انه يكره لحم الاتان والجلاله قال الشارح هناك وتحبس الجلالة حتى يذهب نتن لحمها وقدر بثلاثةايام لدجاجة واربعة لشاة ولو أكلت النجاسة وغيرها بحيث لم ينتن لحمها حلت"۔(۲)

جلّالہ کی جامع تفصیل

وہ حلال جانور جو حرام چیزیں (خنزیر کا گوشت، شراب، مضر اشیاء، حرام جانور کا

---

(۱) الدر مع الرد، کتاب الذبائح: ۹/ ۳۷۵

(۲) الدر المحتار مع الشامی: ۹/ ۴۱۴

دودھ) کھاتا ہو یا کھلایا جاتا ہو، تمام فقہاء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر اس حلال جانور کے گوشت میں ناپاکی کے اثرات نمایاں ہوجائیں اور اس کے بدن سے بدبو آنے لگے تو وہ جلالہ کے حکم میں ہے اس کو اتنے دن بند رکھا جائے اور پاک غذا کھلائی جائے کہ ناپاکی کا اثر ختم ہوجائے، اور اس کے بدن سے نکلنے والی بدبو ختم ہوجائے، خلاصہ یہ ہے کہ جلالہ قرار دینے کے لئے پہلی شرط یہ ہے کہ وہ صرف نجاست کھاتا ہو اور دوسری شرط یہ ہے کہ اس کے گوشت میں نمایاں طور پر بدبو پیدا ہو چکی ہو۔

اونٹ کو پاک غذا کے ساتھ چالیس دن، گائے بیل کو دس دن، بکرے کو چار دن اور مرغی کو تین دن بند رکھنے کی بات فقہاء کرام نے لکھی ہے، صحیح بات یہ ہی ہے کہ جانور پالنے والے جتنے دن میں بدبو ختم ہونے کا تجربہ رکھتے ہیں اتنے دن بند رکھا جائے گا اور بند رکھنے کا حکم مستحب اور افضل ہے، واجب نہیں ہے۔

جو چوپایہ یا مرغ جو نجاست اور صاف ستھری غذا بھی کھاتا ہے اور اس کے جسم سے بدبو نہیں آتی ہے تو اس کے بند رکھے بغیر ذبح کر کے کھانا جائز ہے۔(۱)

اس سے پتہ چلا کہ فارموں سے جو مرغیاں آتی ہیں ان کے گوشت میں کسی قسم کا تغیر نہیں ہوتا اور نہ ہی ان کے گوشت میں کسی قسم کی بدبو آتی ہے، اس لیے وہ مرغیاں چاہے کسی بھی طرح کی غذا سے پرورش پاتی ہوں کھانا جائز ہے، طبی نقصانات کی وجہ سے اگر احتیاط کی جائے تو بہتر ہے۔

بخاری شریف کی ایک مفصل روایت میں ہے کہ حضرت ابوموسی اشعریؓ کی مجلس میں مرغی کا گوشت لایا گیا؛ لیکن ایک شخص نے حاضرین میں سے اس لیے نہیں کھایا کہ اس نے اس مرغی کو گندگی کھاتے ہوئے دیکھا، تو حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ نے ایک حدیث سنائی اور اسے حکم دیا کہ کھائیں۔

---

(۱) فتاوی قاسمیہ

"عَنْ زَهْدَمٍ، قَالَ: كُنَّا عِنْدَ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ، وَكَانَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ هَذَا الحَيِّ مِنْ جَرْمٍ إِخَاءٌ، فَأُتِيَ بِطَعَامٍ فِيهِ لَحْمُ دَجَاجٍ، وَفِي القَوْمِ رَجُلٌ جَالِسٌ أَحْمَرُ، فَلَمْ يَدْنُ مِنْ طَعَامِهِ، قَالَ: ادْنُ، فَقَدْ رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَأْكُلُ مِنْهُ، قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُهُ أَكَلَ شَيْئًا فَقَذِرْتُهُ، فَحَلَفْتُ أَنْ لاَ آكُلَهُ، فَقَالَ: ادْنُ أُخْبِرْكَ، أَوْ أُحَدِّثْكَ............(۱)

مچھلی کا بھی یہی حکم ہے، شامی میں ہے:

"السَّمَكُ الَّذِي مَاتَ بِآفَةٍ وَلَوْ مُتَوَلِّدًا فِي مَاءٍ نَجِسٍ فَلَا بَأْسَ بِأَكْلِهَا لِلْحَالِ لِحِلِّهِ بِالنَّصِّ وَكَوْنِهِ يَتَغَذَّى بِالنَّجَاسَةِ لَا يَمْنَعُ حِلَّهُ"(۲)

حضرت مفتی سلمان منصور پوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں:

شراب، خنزیر، کتوں کے فضلات اور حرام غذاؤں سے پرورش کردہ مچھلیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ اس طرح مچھلیوں کو پالنا اور اس کا کاروبار کرنا جائز نہیں ہے، مسلمانوں کو اس طرح کے کاروبار سے احتراز کرنا چاہیے۔

تاہم ایسی مچھلیوں کے گوشت کو کھانے سے متعلق اصول وہی ہے کہ گوشت میں بدبو پیدا ہوگئی ہو، اس کا کھانا جائز نہ ہوگا؛ البتہ انہیں کچھ دن حلال اور صاف غذا کھلائی جائے، جس سے نجاست کی بدبو گوشت سے جاتی رہے، تو پھر ان کا کھانا بیچنا جائز ہوگا۔(۳)

کیا مرغیوں کو الٹا لٹکا کر ذبح کرنا تکلیف میں داخل ہے

مرغیوں کو الٹا لٹکانے سے انکا دم نہیں گھٹتا، نیز ان کو لٹکا کر تھوڑی دیر بعد ہی ذبح

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث: ۵۵۱۸، کتاب الذبائح والصید، باب لحم الدجاج

(۲) ردالمحتار: ۶/۳۰۶، کتاب الذبائح

کردیا جاتا ہے۔زیادہ دیر ان کو لٹکایا نہیں جاتا؛ اس لیے ایسے پولٹری فارموں سے مرغی خریدنے میں حرج نہیں ہے جہاں کوئی مسلمان ہاتھ سے ذبح کی شرعی شرائط کا لحاظ کر کے مرغی کو ذبح کرتا ہو، خواہ ذبح سے پہلے ان کو الٹا لٹکایا جاتا ہو۔البتہ اگر کسی مرغی کے متعلق یقین ہو کہ وہ زیادہ لٹکانے سے مرگئی ہے تو اس کا خریدنا اور استعمال کرنا جائز نہیں، بغیر وجہ کے شک کرنا تقویٰ نہیں ہے، جہاں شک کی کوئی وجہ ہو، تو مشتبہات سے اجتناب تقویٰ شمار ہوتا ہے۔فقط واللہ اعلم۔(۱)

جانور کو تکلیف پہنچانے کی شکلیں

اسلام میں جانوروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے، خواہ وہ پالتو جانور ہوں یا ذبح کئے جانے والے جانور ہوں، بعض لوگ جانورں کے ساتھ جانوروں کی طرح پیش آتے ہیں جو کہ شرعاً درست نہیں ہے، چنانچہ:

مویشیوں کو وزن کیلئے زمین کی سطح سے اٹھانا۔

کم عمر مویشیوں بچھڑوں کو ان کی مادہ سے جدا کر دینا۔

جانوروں کی شناخت کیلئے ان کے جسم پر داغنا یا کان کترنا۔

سفر میں جانور کو لانے میں راحت کا لحاظ نہ کرنا

چھوٹی گاڑی میں زیادہ جانور لے جانا، جس سے جانور ایک دوسرے پر چڑھ جاتے ہیں۔

فروخت کرنے سے پہلے خوب چارہ کھلانا یا فروخت کے میدان میں لانے کے بعد چارہ نہ ڈالنا کہ ابھی فروخت کر ہی دینا ہے۔

فروخت سے پہلے وزنی بنانے کے لئے نمک کا پانی جبراً پلانا۔

جانور کو ایک جگہ رکھنے کے لئے ضرب شدید کرنا۔

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر :143909201684

مرغیوں کو جلد بڑھا کرنے کے لئے کیمکل کا انجکشن دینا۔
فروخت کئے جانے والے جانور بارش اور گندگی میں چھوڑے رکھنا۔
منڈ چاقو سے ذبح کرنا۔
جانور کے سامنے چاقو تیز کرنا۔

تمرینی سولات

۱-قصاب کسے کہتے ہیں قصائی کی تاریخ کیا ہے؟
۲-قصائی کا پیشہ اختیار کرنا کیسا ہے؟
۳-کیا بکری چرانا سنت ہے؟
۴-بکری چرانے کی کیا حکمتیں ہیں؟
۵-کیا علماء نے بھی قصائی کا پیشہ اختیار کیا ہے؟
۶-مویشی پالنے کا مقصد کیا ہے؟
۷-مویشی سے انسان کتنے فوائد حاصل کرتے ہیں؟
۸-مویشی میں زکوۃ کب واجب ہوتی ہے
۹-مرغیوں پر زکوۃ کا کیا حکم ہے؟
۱۰-شراب پلائی گئی مرغ کے گوشت کا حکم
۱۱-چوری کا جانور خریدنا کیسا ہے؟
۱۲-جو سانڈ بت کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟
۱۳-جلالہ کا کیا حکم ہے؟
۱۴-مرغیوں کو الٹا لٹکا کر ذبح کرنا کیسا ہے؟
۱۵-جانور کو جفتی کے لئے کرایہ پر دینے کا حکم؟
۱۶-کیا حضرت موسیٰؑ کا ساتھی جنت میں قصائی ہوگا

ذبح و ذبیحہ کے احکام

حلال کی تعریف

فقہاء نے حلال کی تعریف اس طرح کی ہے: شریعت میں حلال وہ ہے جسے اللہ کی کتاب اور رسول اللہ ﷺ نے مباح قرار دیا ہے۔ یعنی جس کی حلت اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثابت ہے، اس کی ضد حرام ہے۔ **"الحلال في الشرع ما أباحه الكتاب و السنة اى ما أباحه الله و ضده الحرام"(۱)**

حلال کی اہمیت

قرآن مجید میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: **"يَا أَيُّهَا النَّاسُ كُلُوا مِمَّا فِي الْأَرْضِ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ لَا تَتَّبِعُوا خُطُوٰتِ الشَّيْطٰنِ اِنَّهُ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ"(۲)**

اے لوگو! جو چیزیں زمین میں موجود ہیں، ان میں حلال اور پاکیزہ چیزوں کو کھاؤ اور شیطان کے نقش قدم پر مت چلو۔ یقیناً وہ تمہارا کھلا دشمن ہے۔

ایک مقام پر انبیاء کو بھی حلال کھانے کے متعلق ارشاد ہے:

"يَا أَيُّهَا الرُّسُلُ كُلُوا مِنَ الطَّيِّبَاتِ وَ اعْمَلُوا صَالِحًا إِنِّي بِمَا تَعْمَلُونَ عَلِيمٌ"۔(۳)

اے پیغمبرو! پاک چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو۔ یقیناً میں تمہارے اعمال سے خوب واقف ہوں۔

حلال جانور میں بنیادی شرطیں

لحمی غذاؤں کے حلال ہونے کے لئے تین باتوں کا لحاظ ضروری ہے، اول یہ کہ جس جانور کا گوشت ہے، وہ خود حلال ہو، ایسے جانوروں کی تعداد محدود ہے، قرآن وحدیث میں اس

---

(۱) التعریفات الفقھیہ :۸۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(۲) سورہ بقرہ :۱۶۸

(۳) سورہ المومنون :۵۱

سلسلہ میں اُصول بھی ذکر کردیئے گئے ہیں اور ان کی جزوی تفصیلات بھی مذکور ہیں؛ چنانچہ تمام درندہ جانور حرام ہیں، نیز رینگنے والے جاندار کیڑے مکوڑے وغیرہ بھی حرام کئے گئے ہیں اونٹ، بیل بھینس، بکرے، ہرن، مرغ میں نر و مادہ نیز پالتو وجنگلی جانور حلال کئے گئے ہیں۔

دوسری قابل لحاظ چیز یہ ہے کہ حلال جانور کے بھی بعض اجزاء حرام ہیں، جس کا ذکر خود حدیث میں ہے اور وہ یہ ہیں : ''نر و مادہ کے اعضاء تناسل، فوطے، بہتا ہوا خون، مثانہ، پتھہ، جس گوشت میں گرہ پڑگئی ہو'' (۱)

بعض فقہاء نے اِن پر اُس کا بھی اضافہ کیا ہے، جس کو قصاب حضرات ''مغز حرام'' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ کل آٹھ ہیں۔

تیسری ضروری بات یہ ہے کہ وہ حلال جانور شرعی اُصولوں کے مطابق ذبح کیا گیا ہو۔

حیوان حلال ہونے کے شرائط کی حکمت کا خلاصہ

حضرت شاہ ولی اللہ قدس سرہ نے حجۃ اللہ البالغہ اور حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ نے حجۃ الاسلام میں اسلامی ذبیحہ کی حکمت اور اس کے آداب وشرائط پر بصیرت افروز تحقیقات فرمائی ہیں جن میں ایک بات بنیادی اہمیت رکھتی ہے کہ جانوروں کا معاملہ عام نباتاتی مخلوق جیسا نہیں، کیوں کہ ان میں انسان کی ہی طرح روح ہے، انسان کی طرح دیکھنے، سننے، سونگھنے اور چلنے پھرنے کے آلات واعضا ہیں، انسان کی طرح ان میں احساس وارادہ اور ایک حد تک ادراک بھی موجود ہے، اس کا سرسری تقاضا یہ تھا کہ جانور کا کھانا مطلقاً حلال نہ ہوتا لیکن حکمت الٰہی کا تقاضا تھا کہ اس نے انسان کو مخدوم کائنات بنایا، جانوروں سے خدمت لینا، ان کا دودھ پینا اور بوقت ضرورت ذبح کرکے ان کا گوشت کھالینا بھی انسان کے لئے حلال کردیا۔

---

(۱) کتاب الآثار: ۱۱۶

زمانۂ جاہلیت میں ذبح کا طریقہ

زمانہ جاہلیت میں، عام طور پر ذبح کرنے کے طریقے مخصوص نہیں تھے اور مختلف قبائل اور علاقوں کے لوگ مختلف طریقے استعمال کرتے تھے، بعض اوقات غیر انسانی طریقے اپنائے جاتے تھے، اسلام نے جانوروں کو ذبح کرنے کے اصول وضوابط مقرر کیے، عمومی طور پر چند طریقے رائج تھے:

۱۔نحر : اونٹ کو نحر کیا جاتا تھا، یعنی اس کی گردن کے نیچے چاقو مار کر اس کی جان لی جاتی تھی۔اس طریقے میں اونٹ کو کھڑا کر کے یا اس کی اگلی ٹانگیں باندھ کر ذبح کیا جاتا تھا۔

۲۔عقر : شکار کئے جانے والے جانوروں کی ٹانگیں کاٹ دی جاتی تھیں تاکہ وہ بھاگ نہ سکیں، پھر انہیں مار دیا جاتا تھا۔

۳۔خنق : بعض اوقات جانوروں کو گلا گھونٹ کر یا کسی اور طریقے سے مار دیا جاتا تھا۔

۴۔ضرب : جانور کو لکڑی یا پتھر سے مار کر ہلاک کیا جاتا تھا۔

۵۔ذبح : عام طور پر جانور کی گردن پر چاقو چلا کر خون بہایا جاتا تھا، لیکن اس میں ضروری اسلامی اصول وضوابط نہیں اپنائے جاتے تھے۔

اسلام کے آنے کے بعد ان طریقوں کو ممنوع قرار دیا گیا اور اسلامی شریعت کے مطابق جانور کو ذبح کرنے کے اصول وضوابط مقرر کئے گئے۔ان اصولوں میں جانور کو کم سے کم تکلیف پہنچانا اور اس کا خون بہانا شامل ہے، تاکہ جانور کی جان لینے کے عمل میں رحم اور انسانیت کا مظاہرہ کیا جاسکے۔

جس کی تفصیل ''البدایہ والنہایہ'' میں حافظ ابن کثیرؒ نے جہاں زمانہ جاہلیت کے مختلف رسوم ورواج کے تحت اور ''فقہ السیرۃ'' میں امام محمد الغزالیؒ نے جہاں اسلام کے ابتدائی دور کے واقعات اور اصلاحات پر روشنی ڈالی ہے، ''اور المغنی'' میں ابن قدامہؒ نے فقہی مسائل پر تفصیلی بحث کے تحت ذکر کیا ہے۔

زمانہ جاہلیت میں جانوروں کی قسمیں

اسلام سے پہلے زمانہ جاہلیت میں عربوں کے بعض جانوروں کے لئے مخصوص نام اور رسمیں تھیں جو مذہبی یا توہماتی عقائد پر مبنی تھیں، بحیرہ، سائبہ، وصیلہ، اور حام ایسے ہی جانوروں کے نام ہیں جن کا ذکر قرآن مجید میں بھی آیا ہے، ان جانوروں کو مختلف مقاصد اور مخصوص حالتوں میں مقدس مانا جاتا تھا اور ان کے ساتھ مخصوص سلوک کیا جاتا تھا۔

۱۔ بحیرہ : وہ اونٹنی تھی جس کا کان کاٹ دیا جاتا تھا اور اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا، یہ اس صورت میں ہوتا جب اس اونٹنی نے مسلسل پانچ مرتبہ مادہ بچے جنے ہوں اور پانچواں بچہ نر ہو۔

۲۔سائبہ: وہ جانور تھا جسے کسی خاص منت یا نذر کے پورا ہونے پر آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس پر کسی قسم کا بوجھ یا سواری نہیں کی جاتی تھی۔لوگ اسے اپنے دیوتاؤں کے نام پر آزاد چھوڑ دیتے تھے۔

۳۔وصیلہ : وہ بکری تھی جس نے پہلی بار مادہ جنی ہو اور دوسری بار بھی مادہ جنی ہو تو اسے بھی آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا۔بعض روایات کے مطابق یہ بھی کہا جاتا ہے کہ وصیلہ وہ بکری تھی جس نے جڑواں بچے (ایک نر اور ایک مادہ) جنم دیے ہوں۔

۴۔حام: وہ نر اونٹ تھا جس نے دس مرتبہ بچے جنے ہوں اور اس کے بعد اسے آزاد چھوڑ دیا جاتا تھا اور اس پر سواری نہیں کی جاتی تھی۔

یہ تمام رسمیں اور عقائد اسلام کے آنے سے پہلے کے تھے اور اسلام نے ان سب کو باطل قرار دیا؛ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان توہماتی رسموں کو باطل قرار دیا:

"مَا جَعَلَ اللّٰهُ مِنْ بَحِيْرَةٍ وَّلَا سَآئِبَةٍ وَّلَا وَصِيْلَةٍ وَّلَا حَامٍ وَّلٰكِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا يَفْتَرُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ

وَأَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ"(۱)

ترجمہ : اللہ نے نہ بحیرہ مقرر کیا ہے اور نہ سائبہ اور نہ وصیلہ اور نہ حام، لیکن کافر اللہ پر جھوٹ افتراء باندھتے ہیں اور ان میں سے اکثر عقل نہیں رکھتے۔

حاصل یہ کہ اہلِ عرب جاہلیت میں بعض حلال جانوروں کا گوشت حرام خیال کیا جاتا تھا اور بعض حرام جانوروں کو حلال؛ چناچہ جن جانوروں کو وہ اپنے بتوں کے تقرب یا ان کے شر سے بچنے کے لئے آزاد چھوڑ دیتے تھے ان کا گوشت حرام سمجھتے تھے، زمانۂ جاہلیت کے عرب مردار، بہنے والا خون، گلا گھوٹ کر، چوٹ لگ کر، اونچائی سے گر کر، سینگ لگ کر مرنے والے جانوروں کو اور اس جانور کو جسے کسی درندہ جانور نے کچھ حصہ کھا کر باقی چھوڑ دیا ہو اپنے لئے حلال سمجھتے تھے ۔

قربانی کرنے کی رسم زمانہ جاہلیت میں بھی مروج تھی، مگر من گھڑت دیوتاؤں کی خوشنودی کے لئے یا ناجائز نذر وشکر کے لئے قربانی کی جاتی تھی، جس کا طریقہ یہ تھا کہ ذبیحہ کو بت کے سامنے رکھ دیا جاتا، یا پہاڑوں پر چھوڑ دیا جاتا، اس قربانی کا تصور جو غیر اللہ کے نام پر کی جاتی تھی مقصد صرف یہی ہوتا تھا کہ آفات و بلیات سے محفوظ رہ سکیں، دیوتاؤں کی خدمت میں قربانی کردی اب ہم مامون ومحفوظ ہیں۔

ذبح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف

ذبح کی لغوی تعریف: کاٹنا اور پھاڑنا، اصطلاحی تعریف : علامہ ابن نجیم مصری رحمہ اللہ نے یوں کی ہے **"قطع الاكثر من الحلقوم والمرئي والودجين"** کہ ذبح حلق کی نالی اور دونوں شہ رگ کے اکثر کا کاٹنا لیکن حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی فرماتے ہیں کہ یہ تعریف جامع نہیں ہے کیونکہ یہ ذبح اضطراری کو شامل نہیں لہذا یہ تعریف زیادہ مناسب ہوگی

---

(۱) سورۃ المائدۃ: ۱۰۳

کہ ذبح کہتے ہیں قابو یافتہ جانور کی مخصوص رگوں کو کاٹنے اور غیر قابو یافتہ جانور کو اس طرح زخمی کر دینا جو موت تک منتج ہو۔(۱)

ذبح کی حقیقت

ذبح کے معنیٰ لغت میں " **قطع الأوداج** " (گردن کی شہ رگ کے کاٹنے کے ہیں) اور اصطلاحِ شریعت میں ذبح کے معنیٰ جانور کے حلقوم اور شہ رگ کو ایک ساتھ بسم اللہ پڑھ کر کاٹ دینے کے ہیں، اور ذبح کے لیے "**ذکوۃ**" لفظ بھی بکثرت استعمال ہوتا ہے، اور "**ذکوۃ**" کا لفظ جب کتاب الطہارۃ میں بولا جاتا ہے تو اس سے مراد "پاک ہونا" ہوتا ہے، جیسا کہ حدیث میں آیا ہے "**ذکاۃ الارض یبسھا**" اور جب "**ذکاۃ**" کا لفظ کتاب الذبائح میں بولا جاتا ہے تو شرعی طریقہ سے جانور کو ذبح کرنے کے معنیٰ میں ہوتا ہے۔

ذبح کی قسمیں

ذبح کی دو قسمیں ہیں: (۱) ذبح اختیاری (۲) ذبح اضطراری:

ذبح اختیاری

اونٹ کے علاوہ دیگر قربانی کے جانور کو آسانی کے ساتھ لٹا کر اس کے گلے پر بسم اللہ پڑھ کر چھری چلا دی جائے، جس سے اس کے حلقوم اور دونوں شہ رگ کٹ جائیں، اور اونٹ کو کھڑے کھڑے نحر کر دیا جائے چونکہ انٹ کی تمام رگوں کا تعلق گردن کی ایک جگہ پر ہوتا ہے، اور کھڑے کھڑے اس جگہ پر چھری پھیر دی جائے تو یہ ذبح اختیاری کے دائرے میں داخل ہے۔

"**وھی اختیاریۃ واضطراریۃ :فالأول الجرح فیما بین اللبۃ**

---

(۱) بدائع: ۴/ ۱۷۱، جدید فقہی مسائل: ۲/ ۱۲۸

والّلحین" (۱)

ذبحِ اختیاری کے شرائط

(۱) ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھنا ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے شرط ہے، اگر بسم اللہ نہ پڑھی جائے تو وہ "ما اهل لغير الله" کے تحت داخل ہو کرنا جائز وحرام ہو جائیگا۔

'فكلوا مما ذكر اسم الله عليه ان كنتم بآياته مؤمنين" (۲)

(۲) ایسے آلۂ جارحہ کا ہونا کہ جس کے ذریعہ سے محلِ ذبح سے خون جاری ہو جائے۔

"وأما شرطها أربعة: الأول آلة قاطعة جارحة" (۳)

(۳) ذابح کا اعتقادی یا ادعائی طور پر صاحب ملت ہونا شرط ہے، جیسے مسلمان یا اپنے آسمانی مذہب پر باقی یہودی وعیسائی۔

"الثاني أن يكون ممن له ملة حقيقة كا لمسلم أو ادعاء كالكافر" (۴)

(۴) محلِ ذبح یعنی ایسا جانور ہونا جو کلی طور پر یا جزئی طور پر ذبح کے ذریعہ سے قابل انتفاع ہو، کلی طور پر قابل انتفاع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ حلال ماکول اللحم جانور ہو تو اس کا گوشت بھی حلال اور چمڑا بھی پاک ہے، جزئی طور پر قابل اِنتفاع ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ذبح شرعی کے بعد اس کا گوشت حلال نہیں ہے، مگر اس کا چمڑا قابل انتفاع ہے، جیسا کہ جب غیر ماکول اللحم جانور کو شرعی طور پر ذبح کرلیا جائے تو اسکی کھال سے نفع اٹھانا درست ہے۔

"وكون المحل من المحللات من كل وجه كما كول اللحم

---

(۱) البحر الرائق: ۸/ ۳۰۵

(۲) الأنعام: ۱۱۸

(۳) البحر الرائق: ۸/ ۳۵

(۴) البحر الرائق: ۸/ ۱۶۷

أو من وجه كغيره وهو ما يباح الانتفاع بجلده وشعره"(۱)

نوٹ: ان شرائط میں سے اگر ایک شرط بھی نہ پائی جائے تو شرعی ذبح کے دائرہ میں داخل نہ ہوگا۔

شرائطِ ذبح

۱۔ذبح کرنے والا عاقل ہو۔

۲۔مسلمان ہو یا اہل کتاب میں سے ہو(اور اہل کتاب سے مراد وہ یہودی یا نصرانی ہیں جو فی الجملہ خدا کے وجود نبوت ووحی اور ملائکہ وغیرہ پر ایمان رکھتے ہوں یہود ونصاری کے علاوہ کچھ اور قوم اور خود وہ یہود ونصاری جو عملاً دہریہ اور مذہب کے منکر ہو نیز قادیانی یہ سب عام کافر اور مشرکین کے حکم میں ہیں)

۳۔ذبح کا آلہ ایسا تیز ہو کہ جس کے ذریعے سے محل ذبح سے خون جاری ہو جائے۔

۴۔ذبح کرنے والا ذبح کے وقت خود ذبیحہ پر ذکر کی نیت سے اللہ کا نام لے۔

۵۔ذبح کے وقت مذبوح میں جان موجود ہو۔

۶۔ذبح اختیاری میں عین فعل ذبح اور ذبح اضطراری میں تیر پھینکنے یا جانور چھوڑنے کے وقت تسمیہ کہا گیا ہو۔

۷۔بسم اللہ پڑھنے اور ذبح کے درمیان زیادہ فصل نہ ہو۔

۸۔متعین جانور پر تسمیہ پڑھ کر ذبح کرنا۔

۹۔متعین رگوں کا کٹ جانا۔

۱۰۔محل ذبح یعنی ایسا جانور ہو جو کلی یا جزی طور پر ذبح کے ذریعے سے قابل انتفاع ہو جیسے ماکول اللحم جانور کہ اس کا گوشت حلال ہے اور چمڑا پاک ہے اور غیر ماکول اللحم کے

---

(۱) البحر الرائق :۸/۳۰۵

اس کا صرف چمڑا پاک ہے۔

”واما شرطها فاربعه الافضل اله قاطعه جارحه والثاني كون الذابح ممن له ملة حقيقه كالمسلم او ادعاء كالكافر. الثالث كون المحل من المحللات اما من كل وجه كما كول اللحم او من وجه كغيره وهو ما يباح الانتفاع بجلده وشعره والرابع التسميه عندنا لما سياتي“۔(۱)

شوافع کے نزدیک ذبح کے شرائط

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک سانس کی نلی اور کھانے کی نلی کا کٹنا ضروری ہے اور ودجین (دوشہ رگوں) کا کاٹنا مسنون ہے اور ذابح کا مسلمان ہونا ضروری ہے، بسم اللہ پڑھنا مسنون ہے۔

”قد ذكرنا ان مذهبنا اشتراط قطع الحلقوم والمري بكمالها وان الودجين سنة“(۲)

جانور کی صرف تین رگیں کٹے تو کیا حکم ہے؟

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ کسی وجہ سے (مثلا چھری منڈ ہو) جانور کو ذبح کرتے وقت دو یا تین رگیں کٹتی ہے تو ایسی حالت میں ذبح کے درست ہونے کے متعلق کچھ تفصیل اس طرح ہے کہ جانور کے گلے میں چار رگیں ہوتی ہیں:

۱۔حلقوم جس سے جانور سانس لیتا ہے (اسکو نرخرا بھی کہتے ہیں)۔

۲۔مری جس سے جانور کھاتا پیتا ہے۔

---

(۱) البحر الرائق:۸/۳۰۵، زکریا

(۲) شرح مهذب :۹/۹۰

۳ ۔ ۴۔ دو شہ رگیں جو حلق کی نالی کے دائیں بائیں ہوتی ہے جسے ودجین بھی کہتے ہیں اور ذبح کے دو درجات ہیں۔

دراصل اس مسئلہ میں ذبح کے دو درجہ ہیں؛ پہلا: درجۂ کمال، دوسرا: درجۂ کفایت؛ درجہ کمال یہ ہے کہ حلق، غذائی نالی اور ودجین کٹ جائے، درجۂ کفایت یہ ہے کہ چار میں سے کوئی بھی تین رگیں کٹ جائے، امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک یہی مسئلہ ہے، چنانچہ اگر کوئی بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرے اور صرف تین رگیں کٹے تب بھی ذبح درست ہو جائے گا، خلاصہ یہ کہ کسی بھی تین رگوں کا کٹ جانا یا چاروں رگوں کا اکثر حصہ کٹ جانا جانور کے حلال ہونے کے لیے کافی ہے اس سے کم (دو رگوں کے کٹنے سے یا چاروں رگوں کے آدھا آدھا کٹنے) سے جانور حلال نہیں ہوگا۔

"والعروق التي تقطع في الذكاة أربعة: الحلقوم وهو مجرى النفس، والمريء وهو مجرى الطعام، والودجان وهما عرقان في جانبي الرقبة يجري فيها الدم، فإن قطع كل الأربعة حلت الذبيحة، وإن قطع أكثرها فكذلك عند أبي حنيفة - رحمه الله تعالى -، وقالا : لا بد من قطع الحلقوم والمريء وأحد الودجين، والصحيح قول أبي حنيفة - رحمه الله تعالى - لما أن للأكثر حكم الكل، كذا في المضمرات" (۱)

اگر ذبح کرتے وقت جانور میں حرکت نہ ہو؟

جانور کے حلال ہونے کے لیے ضروری ہے کہ ذبح کرنے کے وقت اس میں زندگی کی رمق باقی ہو اگر بالکل زندگی نہ ہو تو مردہ سمجھا جائے گا اور زندگی کا بقاعدہ بقا علامات

(۱) فتاوی ہندیہ: ۲۸۷/۵

کے ذریعے سے معلوم ہوگا چنانچہ اگر ذبح کے وقت جانور میں کوئی حرکت نہ ہو اور نہ خون نکلے تو ایسی صورت میں اگر اس کا منہ کھلا ہوا ہو، پاؤں پھیل گئے ہوں، بال بجھ گئے ہو، تو جانور مردا شمار ہوگا اور اگر منہ ملا ہوا ہو، انکھ بند کرلیا ہو، پاؤں پھیلے ہوئے نہ ہو اور بال کھڑے ہو تو یہ زندگی کے پائے جانے کی علامت ہوگی اور اس کا کھانا حلال ہوگا، علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ یہ علامات اس وقت دیکھے جائے گی جب اس کا زندہ ہونا معلوم نہ ہو اور اگر جس طریقے پر بھی ہو ذبح کرنے کے وقت اس کا زندہ ہونا معلوم ہو جائے چاہے معمولی درجے کی حیات ہو تو اس کا کھانا حلال ہوگا ورنہ نہیں۔ فقہائے کرام کی تصریحات سے معلوم ہوتا ہے کہ جانور کے حلال ہونے کے لیے ذبح کے وقت مطلق حیات کا پایا جانا کافی ہے، لہذا ذبح کے وقت جانور کا تڑپنا، اضطراب، حرکت کرنا یا اس سے خون کا نکلنا یہ ذبح کے تحقق کے لیے کافی ہے، اور اس صورت میں وہ جانور حلال ہوگا۔

"ذبح شاه لم تدري حياتها وقت الذبح ولم تتحرك ولم يخرج الدم ان فتحت فاها لا تؤكل وان ضمت اكلت وان فتحت عينها لا تؤكل وان ضمتها اكلت وان مدت رجلها لا تؤكل وان قبضتها اكلت وانما شعرها لا تؤكل وان قام اكلت لان الحيوان يسترخي بالموت ففتح فم وعين ومد رجل ونوم شعر علامات الموت لانها استرخاء ومقابلها حركات تختص بالحي فدل على حياته وهذا كله اذا لم تعلم الحياة وان علمت حياتها وان قلت وقت الذبح اكلت مطلقا بكل حال"(۱)

(۱) الدر مع الرد، کتاب الذبائح: ۹/۴۴۸، ط: دار عالم الکتب

ذبح کرتے وقت کن چیزوں کی رعایت ضروری ہے

جانورکو ذبح کرتے وقت ان چیزوں کا خیال رکھنا کہیں ضروری ہے اورکہیں بہتر ہے:

۱۔بہتر ہے کہ جانورکو ذبح کرنے سے پہلے چارہ کھلائے یاپانی پلائے۔

۲۔مذبح (ذبح کرنے کی جگہ) لے جاتے وقت گھسیٹ کرنہ لے جائے۔

۳۔جانورکوآسانی سے گرائے۔

۴۔قبلہ رخ بائیں کروٹ لٹائے (اس سے جان بآسانی نکلتی ہے)۔

۵۔چار پیروں میں سے تین باندھے۔

۶۔چھری تیز کرنا ہوتو جانور سے چھپا کر کرے۔

۷۔جانورکولٹانے سے پہلے چھری تیز کرلے۔

۸۔ایک جانورکو دوسرے جانور کے سامنے ذبح نہ کرے۔

۹۔لٹانے کے بعدفوراذبح کرے۔

۱۰۔سختی سے ذبح نہ کرے کہ سرالگ ہوجائے۔

۱۱۔چھری تیز رکھے۔

۱۲۔گلے کی جانب سے ذبح کرے نہ کہ گردن کی جانب سے۔

”و ندب احداد شفرته قبل الاضطجاع وكره بعده كم جربي رجلها الى الم ذبح ،وذبحها من قفاها ان بقيت حية حتى تقطع العروق والا لم تحل لموتها بلا زكاه والنخع.... وكره كل تعذيب بلافائده......“(۱)

---

(۱) فتاوی شامی: ۲۹۶/۶

آلہ ذبح کیسا ہونا چاہئے؟

آلہ ذبح (وہ آلات جن سے ذبح کرنا جائز ہے اور وہ جن سے ذبح کرنا جائز نہیں ہے) کے حوالے سے اسلامی شریعت میں کچھ اصول وضوابط موجود ہیں:

آلہ ذبح کی شرائط:

۱۔تیز دھار آلہ : ذبح کرنے والا آلہ تیز دھار ہونا چاہیے تاکہ جانور کو جلدی اور کم تکلیف میں ذبح کیا جاسکے۔

۲۔آہنی یا فولادی آلہ: ذبح کے لیے استعمال ہونے والا آلہ آہنی یا فولادی ہونا چاہیے، اگرچہ دیگر دھاتیں بھی استعمال ہو سکتی ہیں،لیکن لوہے کو ترجیح دی جاتی ہے۔

۳۔غیر دھات: اگر آہنی یا فولادی آلہ موجود نہ ہو تو بوقت ضرورت دیگر مواد (جیسے پتھر یا شیشہ) بھی استعمال کیے جاسکتے ہیں بشرطیکہ وہ تیز ہوں۔

جن آلات سے ذبح کرنا جائز نہیں:

۱۔دانت یا ناخن: حدیث شریف میں نبی کریم ﷺ نے دانت اور ناخن سے ذبح کرنے سے منع فرمایا ہے۔

۲۔کند آلہ : کند آلے سے ذبح کرنا جائز نہیں کیونکہ یہ جانور کو غیر ضروری تکلیف دیتا ہے اور ذبح کی شرائط پوری نہیں کرتا۔ **”إذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبحة“**(۱)

ذبح کا حکم

اضطراری حالت (۲) میں تو کسی جانور کا گوشت بھی ہو ذبح کیا ہو یا نہ کیا ہو بقدر ضرورت

---

(۱) البدر المنیر :۸/ ۳۸۷

(۲) آدمی مسلسل بھوک کی شدت کی وجہ سے مرنے کے قریب پہنچ جائے اور اسے یہ گمان غالب ہو جائے کہ اگر کچھ نہ کھایا تو مر جائے گا،اسے مردار اور حرام جانور کے گوشت کے سوا کچھ نہ ملے تو حرام گوشت سے جان بچانے کی مقدار کھانا جائز ہے۔

کھانا جائز ہے۔ ”اِلَّا مَا اضۡطُرِرۡتُمۡ اِلَیۡہِ“ مگر اختیاری صورت میں حلال جانور کا بھی ذبح شرعی ضروری ہے بغیر ذبح شرعی کے حلال جانور بھی حرام ہے۔ ”وَ لَا تَاۡکُلُوۡا مِمَّا لَمۡ یُذۡکَرِ اسۡمُ اللّٰہِ عَلَیۡہِ“۔

لہٰذا مسلمان حلال جانور کو تسمیہ (بسم اللہ اکبر) پڑھ کر ذبح کرے تب حلال ہوگا، اور اگر غیر مسلم تسمیہ پڑھ کر بھی ذبح کرے تب بھی حرام رہے گا۔ نیز مسلمان ہی ذبح کرے لیکن اگر وہ قصداً تسمیہ ترک کردے تب بھی حرام ہے۔

ذبح اضطراری

یہ ہے کہ جب ذبح اختیاری پر قدرت نہ ہو تو جانور کے بدن کے کسی بھی حصہ میں ایسا زخم کردیا جائے جس سے خون جاری ہوجائے، البتہ ذبح اختیاری پر قدرت ہونے کے باوجود ذبح اضطراری ذبیحہ حلال نہ ہوگا۔

”الثانی الجرح فی أی موضع کان من البدن وھذا کالبدل عن الأول لأنہ لایصار إلیہ إلا عند العجز عن الأول“(۱)

ذبح اضطراری کی قسمیں

ذبح اضطراری کی تین قسمیں نصوص سے ثابت ہیں: (۱) جانور بدک جائے اور کسی طرح انسان کے قابو میں نہ آئے، یا جنگلی جانور ہرن وغیرہ ہو تو ایسی صورت میں ذبح اضطراری جائز ہوجاتا ہے، حضرت ابوالشعراء اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ میں نے کہا یا رسول اللہ! کیا حلق اور لبہ کے علاوہ کسی اور جگہ بھی ذبح ہوسکتا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بدکے ہوئے جانور یا جنگلی جانور کے پیر یا ران میں زخم کردو، تو تیرے لیے جائز اور کافی ہوگا۔

---

(۱) البحر الرائق: ۳۰۶/۸

"عن أبي العشراء عن أبيه قال قلت يا رسول الله ! أما يكون الذكاة إلا في الحلق واللبة قال لو طعنت في فخذها لأجزأک"(۱)

(۲) آلۂ جارحہ کے ذریعہ ذبح اضطراری اختیار کیا جائے، مثلاً تیر وغیرہ سے بسم اللہ پڑھ کر جانور کو مارا جائے، اور تیر جانور کو زخمی کر دے، اور تیر مارنے والے کے قبضہ میں آنے سے پہلے پہلے اس کی روح نکل جائے تو ایسی صورت میں تیر کا زخم بھی ذبح کے قائم مقام ہو جاتا ہے، حدیث میں ہے کہ حضور کو مال غنیمت میں کچھ اونٹ حاصل ہوئے، ان میں ایک اونٹ بدک گیا تو صحابہ کرامؓ نے تیر مار کر اسے کو الیا تو حضور ﷺ نے اسی کو ذبح قرار دیا، اور حضور ﷺ نے فرمایا: جو تمہارے تیر کے ذریعہ سے زخمی ہو جائے اس کو کھا لیا کرو، اور جس میں تیر الٹا پڑ جائے اور زخم نہ ہو تو اس کو نہ کھایا جائے، حضرت عدی بن حاتمؓ نے حضور ﷺ سے کہا یا رسول اللہ! ہم تیروں سے شکار کو مارتے ہیں (تو کیا یہ حلال ہوتا ہے؟) آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس شکار کو تیر نے زخمی کر دیا ہو وہ حلال ہے کھاؤ جس کو تیر کی چوڑائی یا پشت لگ جائے اسے مت کھاؤ۔

"إنا نرمي بالمعراض قال ما خرق فكل وما أصاب بعرضه فلا تأكل"(۲)

(۳) شکاری جانوروں کے ذریعہ سے جانور کا شکار کیا جائے، اور چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھ کر چھوڑا جائے اگر شکار جانور کو شکاری جانور اسطرح زخمی کر دے کہ خون نکل آئے اور مالک کے قبضہ میں آنے سے پہلے وہ مرجائے تو وہ حلال ہے، اور اگر زندہ رہے تو اس کا ذبح کرنا لازم ہو جاتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم اپنے تربیت یافتہ شکاری کتے کو بسم اللہ

---

(۱) سنن النسائی، حدیث: ۴۴۱۳

(۲) صحیح بخاری، حدیث: ۵۲۶۴

پڑھ کر شکار پر چھوڑ دو پھر وہ شکار کو تمہارے لیے پکڑ کر روک لے تو تم اسے کھاؤ اس پر میں نے کہا کہ اگر چہ اسے مار دے تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر چہ جان سے مار دے تب بھی کھا سکتے ہو۔

" إذا أرسلت كلبك وذكرت اسم الله عليه فأمسك عليك فكل، قلت إن قتل قال: وإن قتل " (۳)

(۴) شکاری حالتِ احرام میں نہ ہونا۔

(۵) شکار حرم کا نہ ہونا۔

(۶) شکار کرنے والا اگر جانور یا پرندہ ہو تو (معلّم) یعنی تربیت یافتہ ہونا۔

ذبح اختیاری کے موقع پر ذبح اضطراری

بسا اوقات جانور کے موجود ہوتے ہوئے ذبح اختیاری کی صورت دشوار ہو جاتی ہے ایسے وقت میں ذبح اختیاری کو چھوڑ کر ذبح اضطراری اختیار کرنے کے سلسلے میں فقہاء کی عبارتوں سے تین صورتیں ملتی ہیں ا (۱) جانور قابو سے بالکل ہی باہر ہو اور ذبح اختیاری متعذر ہو جیسے بے قابو پرندہ بدکا ہوا یا کنوئیں میں گرا ہوا پالتو جانور (۲) جانور قابو سے باہر تو نہ ہو لیکن ذبح اختیاری میں تعسر کی کیفیت ہو جیسے جانور پالتو ہو لیکن ایک جماعت کی شرکت کے بغیر اس کو قابو میں نہ لایا جا سکتا ہو (۳) جانور قابو میں ہو لیکن ذبح اختیاری کی صورت میں اتنی تاخیر کا اندیشہ ہو کہ جانور کی موت واقع ہو جائے۔

"بعير او ثور ندا في المصر ان علم صاحبه انه لا يقدر على اخذه الا ان يجتمع جماعة كثير فلةان يرميه فلم يسترد التعذر بل التعسر" (۱)

---

(۱) فتاوی شامی: ۹ / ۴۴۰

”اشرف ثوره علی الهلاك وضاق الوقت علی الذبح او لم یجد الة الذبح فجرحه حل في روایة“ (۱) ”وما توحش من النعم فذکاته العقر والجرح وکذا ماتردی من النعم في بئر ووقع العجز عن زکاة الاختیار“ (۲)

ذبح اضطراری کی ایک صورت جانور کا کنویں وغیرہ میں گرجانا

اگر جانور کسی ایسی جگہ میں گرجائے جہاں شرعی ذبح انتہائی دشوار ہو تو ایسی صورت میں بسم اللہ پڑھ کر ایسا زخم لگانے سے جس سے خون بہہ جائے جانور حلال ہوجاتا ہے۔

”وماتوحش من النعم فزکاته العقر والجرح وکذا ماتردمن النعم في بئر ووقع العجز عن زکاه الاختیار“ (۳)

ذبح فوق العقدہ کا حکم

جانور کو ذبح کرنے کا مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ جانور کو قبلہ رو لٹا کر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے تیز دھار دار چھرے سے جانور کے حلق اور لبہ کے درمیان ذبح کرے اور گردن کو پورا کاٹ کر الگ نہ کیا جائے لیکن اگر کوئی جانور کو گردن کے اوپر سے ذبح کرتا ہے تو اس سلسلے میں فیصلہ کن حکم یہ ہے کہ اگر جان نکلنے سے پہلے ذبیحہ کی رگیں کٹ جاتی ہے تو ذبح صحیح اور جانور حلال ہوگا البتہ اس طرح ذبح کرنے کی صورت میں جانور کو زیادہ تکلیف ہوتی ہے اس لیے اس طرح ذبح کرنا مکروہ اور خلاف سنت ہے۔

”واذا ذبح شهد من قفاها فبقیت حیة حتی قطع العروق حل

---

(۱) فتاوی شامی: ۹/ ۴۴۰

(۲) هدایه، کتاب الذبائح، ۴: ۴۳۹/، اشرفي

(۳) هدایه، کتاب الذبائح: ۴۳۹/۴، اشرفي

لتحقق الموت بما هو زكاة ويكره لان فيه زيادة الم من غير حاجة۔(۱)

مشینی ذبیحہ

ذبح اختیاری میں دو چیزیں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں: (۱) چھری چلاتے وقت طاقت صرف کرنا (۲) چھری چلاتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔ اور یہ دونوں امور شخص واحد سے صادر ہونا لازم ہیں، لہذا اگر چھری پر طاقت لگا کر چلانے والا ایک شخص ہو اور تسمیہ پڑھنے والا دوسرا شخص ہو تو جانور حلال نہیں ہوگا۔

اسی طریقہ سے ذبح اِضطراری میں بھی دو چیزیں بہت زیادہ اہمیت کی حامل ہیں: (۱) آلۂ جارحہ استعمال کرتے وقت، اور اسی طریقہ سے شکاری کتے یا پرندہ کے چھوڑتے وقت بسم اللہ پڑھنا۔ (۲) آلۂ جارحہ کا جانور کو زخمی کر کے خون نکال دینا، یا شکاری کتے یا پرندہ کا جانور کو زخمی کر کے خون نکال دینا، یہ دونوں چیزیں ذبح اضطراری میں لازم اور شرط ہیں ان میں سے اگر ایک چیز بھی نہ پائی جائے تو جانور حلال نہیں ہوگا، اس وضاحت کے بعد مشینی ذبیحہ کی حقیقت پر غور کریں۔

مشینی ذبح کی حقیقت

مشینی ذبیحہ ذبح اختیاری کے دائرہ میں داخل ہے یا ذبح اضطراری کے دائرہ میں ؟ ماقبل میں بیان کیا گیا کہ ذبح اضطراری اس وقت جائز ہے جبکہ ذبح اختیاری پر کسی طرح قدرت حاصل نہ ہو سکے، ذبح اختیاری پر قدرت کے باوجود ذبح اضطراری جائز نہیں ہے، اور مشینی ذبیحہ میں کوئی شرعی مجبوری نہیں ہے جس کی وجہ سے ذبح اضطراری کو اختیاری کیا جائے ،اور ذبح اختیاری سے کوئی مانع موجود نہیں ہے، فقہاء کرام فرماتے ہیں: ذبح اضطراری ذبح

---

(۱) هدايه، كتاب الذبائح: ۴۳۹/۴، اشرفي

اختیاری کا بدل ہے، اس لیے ذبح اضطراری پر عمل جائز نہیں ہے، مگر یہ کہ ذبح اختیاری سے عاجز ہونے کے وقت اور یقیناً حکم شرعی ایسا ہی ہے کیونکہ ذبح کی پہلی شکل اخراجِ دم میں دوسری شکل کے مقابلے میں زیادہ مفید اور مؤثر ہے، لہذا پہلی شکل کو بغیر مجبوری کے چھوڑا نہیں جائے گا، اور ضرورت کی صورت میں دوسری شکل کافی ہے۔

"وهذا كالبدل عن الأول الاأنه لا يصار إليه إلا عند العجز عن الأول وإنما كان كذلك لأن الأول أبلغ في إخراج الدم من الثاني فلا يترك إلا بالعجز عنه ويكتفي بالثاني لضرورة"(۱)

نیز بعض مرتبہ ذبح سے قبل بجلی شاٹ کے ذریعہ سے نیم بیہوش کرنے کے بعد مشین کے ذریعہ چھری چلائی جاتی ہے اس کے اندر دو ضرر ہیں (۱) ذبح سے قبل جانور کو نیم بے ہوش کر دینا، یہ بھی ایک وحشیانہ حرکت ہے۔(۲) جانور پر مشینی چھری چلانا جو انسانی قوت سے نہیں چلتی ہے ان دو خرابیوں کی وجہ سے بھی مشینی ذبح جائز نہیں ہے۔(۲)

وقت کی قلت غیر معتبر عذر ہے

محض اس وجہ سے کہ جانوروں کی زیادہ تعداد ذبح کرنے میں دیر زیادہ لگے گی اسلئے ذبح اختیاری کو چھوڑ کر اضطرراری کو اختیار کرنا قابل قبول عذر نہیں ہے، کیونکہ اگر مختصر وقت میں زیادہ جانور ذبح کرنا ہے تو اتنی تعداد میں مزدور مہیا ہو سکتے ہیں، کم وقت میں زیادہ جانور ذبح کرنا دفع مضرت نہیں ہے جس کی وجہ سے امر ممنوع مباح ہو جائے بلکہ جلب منفعت ہے اور جلب منفعت کے لیے امر ممنوع مباح نہیں ہوتا، اور یقینی ذرائع سے یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ ۱۰ / ۱۵ / فیصد مشینی ذبیحہ میں ایسا ہوتا ہے کہ گلے میں چھری لگنے کے بجائے پیٹ میں چھری لگ جاتی ہے، کسی کے سر پر چھری لگ جاتی ہے، کسی کے منہ پر

---

(۱) البحر الرائق: ۳۰۶/۸

(۲) مستفاد فتاوی قاسمیہ: ۲۲ / ۱۳۷

چھری لگ جاتی ہے، یہ واضح دلیل ہے کہ مشینی ذبیحہ ذبح اختیاری کے دائرے میں داخل نہیں ہے۔اسلئے مشینی ذبح جائز نہیں ہے۔

قانونی مجبوری معتبر نہیں

قانونی مجبوری کا عذر بھی درست نہیں کیونکہ ہندوستان اور پورے ایشیاء میں مسئلہ ذبح میں کسی قسم کی قانونی مجبوری نہیں ہے اور مغربی ممالک میں بھی قانونی مجبوری عذر نہیں بن سکتی اسلئے کہ وہاں پر یہ قانون نہیں ہے کہ ہاتھ سے ذبح کرنا حکومت کی طرف سے منع ہے البتہ قانون یہ ہے کہ جس جگہ چاہے ذبح کیا جانا منع ہے، ذبح کے لئے مخصوص مقامات متعین کئے گئے ہیں انہیں مقامات کے حدود میں ذبح کیا جاسکتا ہے اور ایسے قوانین ہر بڑے شہر میں ہوتے ہیں تاکہ خون کی گندگی ہر جگہ منتشر نہ ہو،اور ایسے مخصوص مقامات میں ہاتھ کے ذریعہ سے روزانہ ہزاروں کی تعداد میں جانور سہولت کے ساتھ ذبح کیے جاسکتے ہیں،اس کی مثال منیٰ کا مذبح ہے کہ ڈھائی روز کے اندر دسیوں ہزار جانور ہاتھ سے ذبح کیے جاتے ہیں اور کسی حاجی کی قربانی بھیڑ اور ازدحام کی وجہ سے اس مدت کے اندر باقی نہیں رہتی،اس لیے قانونی مجبوری بھی ایسا عذر نہیں ہے جس کی وجہ سے امر ممنوع کو جائز قرار دیا جاسکے،ورنہ سالوں پہلے منیٰ میں مشینی ذبح کا سلسلہ جاری ہو جانا چاہیے تھا،حالانکہ بلا کسی پریشانی کے منیٰ میں تمام حاجیوں کی قربانی شرعی طریقہ سے ہاتھوں سے ذبح ہو جاتی ہے۔(۱)

مچھلی بغیر ذبح کی کیوں حلال ہے؟

شریعتِ مطہرہ نے مچھلی کے حلال ہونے کے لیے شرعی ذبح کو شرط نہیں بتایا ہے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ:"ہمارے لیے دو مردار اور دو خون حلال کیے گئے ہیں،دو مردار سے مراد مچھلی اور ٹڈی ہیں اور دو خون سے مراد جگر اور تلی ہیں"،اسی طرح دیگر

---

(۱) فتاوی قاسمیہ: ۲۲/۱۵۰

جانوروں کو اس لیے ذبح کیا جاتا ہے کہ ان میں جو دم مسفوح ہے وہ نکل جائے اور مچھلی میں خشکی کے جانوروں کی طرح دم مسفوح نہیں ہوتا، بلکہ اس کے بدن کا اصلی مادہ پانی ہے اور پانی بالطبع پاک ہے، اس لیے ذبح کرنے کا حکم نہیں ہے۔

"عن ابن عمر قال :قال رسول الله ﷺ :"أحلت لنا ميتتان، ودمان. فأما الميتتان :فالحوت والجراد، وأما الدمان :فالكبد والطحال(۱)فلو لم تكن هذه النصوص مع المبيحين لكان القياس الصحيح معهم، فإن الميتة إنما حرمت لاحتقان الرطوبات والفضلات والدم الخبيث فيها، والذكاة لما كانت تزيل ذلك الدم والفضلات كانت سبب الحل، وإلا فالموت لا يقتضي التحريم فإنه حاصل بالذكاة كما يحصل بغيرها، فإذا لم يكن في الحيوان دم وفضلات تزيلها الذكاة لم يحرم بالموت ولم يشترط لحله ذكاة كالجراد، ولهذا لا ينجس بالموت ما لا نفس له سائلة كالذباب والنحلة ونحوهما، والسمك من هذا الضرب، فإنه لو كان له دم وفضلات تحتقن بموته لم يحل بموته بغير ذكاة، ولم يكن فرق بين موته في الماء وموته خارجه، إذ من المعلوم أن موته في البر لا يذهب تلك الفضلات التي تحرمه عند المحرمين إذا مات في البحر. ولو لم يكن في المسألة نصوص لكان هذا القياس كافيا۔ والله أعلم"(۲)

---

(۱) مسند المكثرين من الصحابة:۱۰ /۱۶ ،ط:مؤسسة الرسالة

(۲) زاد المعاد، فصل في هديه في الغزوات والجهاد، جواز أكل ميتة البحر:۳/ ۳۷۷، ط:دار ابن حز،

مستفاداز:آن لائن دار الافتاء بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:144402101898

ذبح کرنے کی اجرت لینا کیسا ہے

اگرکسی شہر میں قصاب لوگ از خود کسی جانور کو ذبح نہ کرتے ہوں، بلکہ کسی دیندار مسلم کو بلوا کر ذبح کراتے ہوں، اور پھر اسے ذبح کرنے کی اجرت دیتے ہوں، تو اس شخص کا ذبح کرنے کی اجرت لینا شرعاً جائز ہے۔ البتہ ذبح سے قبل اجرت متعین ہو جانی چاہئے، کہ میں اتنی مزدوری لوں گا۔

"ویجوز الاستیجار علی الذکاة لأن المقصود منها قطع الأوداج دون إفاتة الروح، وذلک یقدر علیه .... کذافی السراج الوهاج"۔(۱)

جنابت کی حالت میں بکرا یا مرغی ذبح کرنا

فقہاء کرام نے جہاں ذبح کرنے کی شرائط کا ذکر فرمایا ہے وہاں ذبح کرنے والے کا جنابت سے پاک ہونا ذکر نہیں فرمایا، معلوم ہوا کہ ذبح کرنے والے کا جنابت سے پاک ہونا ضروری نہیں ہے، لہذا حالت جنابت میں "بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر" مرغ وغیرہ ذبح کرنا جائز ہے، یعنی اس ذبیحہ کا کھانا حلال ہوگا؛ البتہ ذبح میں اللہ تعالی کا نام لیا جاتا ہے؛ اس لیے پاکی کی حالت میں مرغ وغیرہ ذبح کرنا چاہیے۔ **"ولو الذابح ...امرأة حائضاً أو نفساء أو جنباً إلخ "(۲)**

ذبیحہ کی گردن پر پاؤں رکھنے کا حکم

قربانی کا مسنون طریقہ ہے کہ جانور کو قبلہ رخ لٹا کر تیز دھار دار آلے سے بسم اللہ پڑھ کر

---

(۱) الفتاوی الہندیۃ: ۴/ ۴۵۴، کتاب الاجارۃ، فصل فی المتفرقات

(۲) الدر المنتقی مع المجمع، کتاب الذبائح: ۴/ ۱۵۴، ط: دار الکتب العلمی بیروت

ذبح کرنااور ذبح کے وقت جانور کی گردن پر قدم رکھنا مستحب ہے حضرت انسؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے دو چتکبرے سینگوں والے مینڈھوں کی قربانی کی، آپ ﷺ نے ان دونوں کو اپنے ہاتھ سے ذبح کیا، اور ذبح کرتے وقت ''بسم اللہ، اللہ اکبر'' پڑھا، اور ان کے پہلو پر اپنا قدم مبارک رکھا۔

"عن أنس، قال: ضحى النبي ﷺ بكبشين أملحين أقرنين، ذبحهما بيده، وسمى وكبر، ووضع رجله على صفاحهما"(۱)

پروں پر پاؤں رکھ کر مرغ کو ذبح کرنا

واضح رہے کہ ذبح کرتے وقت ہر وہ عمل جس میں جانور کو ضرورت سے زیادہ تکلیف ہو وہ عمل مکروہ ہے؛ چوں کہ مرغ کے پروں پر پاؤں رکھنے اور ہاتھ میں پکڑنے میں مرغ کو کوئی زائد تکلیف نہیں ہے، اس لیے یہ عمل مکروہ بھی نہیں ہیں۔

"والحاصل أن كل ما فيه زيادة ألم لا يحتاج إليه في الذكاة مكروه، كذافي الكافي"۔(۲)

بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا

رسول اللہ ﷺ نیک اور اچھے کاموں کی ابتدا دائیں جانب سے فرماتے تھے، نیز ایسے امور کے لیے دائیں ہاتھ استعمال فرماتے تھے، اس لیے علماء نے دائیں ہاتھ سے ذبح کو سنت قرار دیا ہے، لہٰذا بلا کسی عذر کے بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا خلافِ سنت ہے؛ البتہ اگر کوئی عذر ہو اور دائیں ہاتھ سے ذبح کی وقتی کوئی صورت ممکن نہ ہو یعنی کوئی دوسرا فرد دائیں ہاتھ سے ذبح کرنے والا بسہولت میسر نہ ہو تو ایسی صورت میں بائیں ہاتھ سے ذبح کرنا یا ذبح

---

(۱) صحیح مسلم ۳: /۱۵۵۶

(۲) الفتاوى الهندية، كتاب الذبائح: ۲۸۸/۵، ط: دار الفكر

کروانا جائز ہے اور ذبیحہ حلال ہے۔(۱) اگر کسی کا دایاں ہاتھ نہ ہوتو بائیں ہاتھ سے ذبح کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔(۲)

ذبح کے وقت بسم اللہ ضروری

ذبح شرعی میں ہر جانور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لینا ضروری ہے، خواہ وہ قربانی کا جانور ہو یا عام جانور، اس کے بغیر ذبح شرعی متحقق نہ ہوگا اور جانور حلال نہ ہوگا، اور مستحب یہ ہے کہ بسم اللہ أللہ أکبر کہہ کر ذبح کرے؛ البتہ بلند آواز سے بسم اللہ کہنا ضروری نہیں، صرف اتنی آواز سے کہنا کافی ہے کہ آدمی خود سن لے اور اگر کسی نے جانور ذبح کرتے وقت جان بوجھ کر اللہ کا نام نہیں لیا تو ذبیحہ حلال نہ ہوگا؛ بلکہ حرام و مردار ہوگا، اور اگر کسی مسلمان سے بسم اللہ سہواً چھوٹ گئی، اس نے جان بوجھ کر نہیں چھوڑی تو سہو معاف ہے؛ لہٰذا اس صورت میں جانور حلال ہوگا، حرام و مردار نہ ہوگا۔

”لا تحل ذبيحة ......تارك تسمية عمداً......فإن تركها ناسياً حل.........والشرط في التسمية هو الذكر الخالص عن شوب الدعاء وغيره......والمستحب أن يقول :بسم الله أﷲ أكبر الخ ۔(۳)

متروک التسمیہ عادی کا حکم

جمہور فقہاء کے ہاں تسمیہ پڑھنا لازم اور ضروری ہے، اگر عمداً ترک کر دیا تو جانور میتہ کے حکم میں ہوگا، اور اگر نسیاناً چھوٹ گیا تو جمہور کے ہاں حلال ہے، البتہ امام احمدؒ کے

---

(۱) فتاوی محمودیہ: ۲۴/ ۱۱۲

(۲) فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۵/ ۴۰۴

(۳) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح: ۹/ ۴۳۱، ط: مکتبہ زکریا دیوبند

نزدیک تب بھی شکار حلال نہیں ہے، لیکن امام شافعیؒ کے نزدیک تسمیہ سنت ہے، واجب اور لازم نہیں ہے، البتہ اگر کوئی استخفافاً ترک کردے تو جانور مردار کے حکم میں ہوگا، ہاں ویسے ہی اتفاقاً تسمیہ ترک کردیا بلا استخفاف کے تو جمہور کے نزدیک حرام اور امام شافعیؒ کے نزدیک حلال ہے، لیکن اگر کوئی شخص عمداً ترک کرنے کا عادی ہو تو یہ استخفاف میں شمار ہوگا، اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک بھی جانور میتہ کے حکم میں ہوگا۔

" ان الامام الشافعی علیہ الرحمۃ صرح فیما بعد بان من یترک التسمیۃ عند الذبح استخفافا لایحل أکل الذبیحۃ" (۱)

مسلمان قصاب اور تسمیہ میں کوتاہی

قابل توجہ پہلو خود مسلمان قصابوں کا ہے، لوگوں کا احساس ہے کہ عام طور پر قصاب جانور ذبح کرتے چلے جاتے ہیں، بسم اللہ پڑھنے کا اہتمام نہیں کرتے، ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک طرف جانور کے گلے پر چھری چلا رہے ہیں، دوسری طرف دوکان میں کام کرنے والوں کو ڈانٹ ڈپٹ کررہے ہیں، یہاں تک کہ گالی بک رہے ہیں، ایسی صورت میں اگر قصداً اس نے جانور پر بسم اللہ نہیں کہا تو یہ ذبیحہ حلال نہیں ہوا، مرغیاں چوں کہ تقریبات میں بڑی تعداد میں ذبح کی جاتی ہیں؛ اس لئے اس موقع پر غفلت اور زیادہ ہوتی ہے، قصاب حضرات کو اس سلسلے میں خصوصی احتیاط برتنے کی ضرورت ہے، بہتر ہے کہ جہاں وہ اور کام کرنے والوں کو رکھتے ہیں، ایک شخص کو خاص اسی مقصد کے لئے رکھیں، جو جانور پر 'بسم اللہ اللہ اکبر' کہتے ہوئے اسے ذبح کرنے کا اہتمام کرے، نیز جو لوگ دعوت اور مختلف تقریبات کے لئے بڑی مقدار میں چکن خرید کرتے ہیں، وہ بھی اس بات کا اہتمام کریں کہ چکن ذبح کرنے میں اپنے ایک ایسے ساتھی کو مقرر کردیں، جو مستقل طور پر بسم اللہ اللہ اکبر کہتے ہوئے ذبح کا فریضہ انجام

---

(۱) کتاب الام: ۲/ ۱۳۱، بحوالہ: فتاوی دار العلوم زکریا: ۶/ ۱۳۲

دے، اس طرح حلال وحرام جیسے اہم مسئلہ میں ایک بڑی بے احتیاطی سے بچنے کا اہتمام ہوسکتا ہے، حرام غذا عبادت کو نامقبول بنادیتی ہے، دُعاؤں کو بے اثر کردیتی ہے، انسان کی اپنی اور اپنے بال بچوں کی زندگی پر اس کا برا اثر پڑتا ہے اور اگر انسان کسی دوسرے کو ایسی غذا کھلائے جو حرام ہو تو یہ گناہ بالائے گناہ ہے؛ اس لئے جو مسلمان قصاب جانور کو ذبح کرتے ہیں، یا جو لوگ چکن ذبح کرکے سپلائی کرتے ہیں، یا جو گوشت خرید کر بازار میں فروخت کرتے ہیں، وہ سب اپنے آپ کو حرام سے بچانے اور حلال پر قائم رہنے کا اہتمام کریں۔ (جدید فکری مسائل)

مسلمان قصائی پر بسم اللہ سے متعلق شک کرنا

آپ کے مسائل اور ان کا حل'' میں موجودہ زمانہ کے اکثر قصاب حضرات کا حال ذکر کرتے ہوئے ایک سوال کیا گیا جو قصاب اور عوام دونوں کے لئے مفید ہے۔

''دیکھنے میں آیا ہے کہ قصائی نماز جمعہ تک ادا نہیں کرتے اور گوشت میں مصروف نظر آتے ہیں، قرآن پاک میں ہے کہ جس جانور پر اللہ کا نام ذبح کرتے وقت نہ لیا جائے وہ حرام ہے، لہذا ہمیں شک ہے یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ وہ جانور ذبح کرتے وقت تکبیر نہیں کہتے ہوں گے، قصائیوں سے منہ لگتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے کیونکہ یہ انتہائی بداخلاق ہوتے ہیں ، آخر گوشت سے کب تک اجتناب کیا جاسکتا ہے؟ یہ تو بڑا مشکل کام ہے، اور ہمیں یہ بھی علم نہیں کہ آیا قصائی غیر مسلم نہ ہو؟ یا اگر ہم کسی پڑوس یا رشتہ دار کے ہاں گوشت کھاتے ہیں تو ہمیں نہیں علم کہ یہ کہاں سے ذبح شدہ ہے، اگر قصائی غیر مسلم ہو یا مسلمان بھی ہو، تو بھی تکبیر پڑھتا ہے یا نہیں اور رشتہ داروں سے پوچھنا جھگڑے کا سبب بن سکتا ہے اول انہیں خود بھی علم نہیں ہوگا ، ایسی صورت میں کیا کیا جائے؟

جواب:۔ ذبح کرنے والے عموماً مسلمان ہونے کی بنا پر ان کے بارے میں یہی گمان رکھنا چاہئے کہ وہ ذبح کے وقت تکبیر پڑھتے ہوں گے ایسے احتمالات جو آپ نے

لکھے ہیں قابل اعتبار نہیں، البتہ اگر یقینی طور کسی قصائی کا جان بوجھ کر قصداً بسم اللہ نہ پڑھنا معلوم ہو جائے تو پھر اس کا ذبیحہ نہیں کھانا چاہئے۔"(۱)

محض وہم سے قصائی کا ذبیحہ حرام نہیں ہوتا

بسا اوقات بعض حضرات کو قصائیوں کے متعلق یہ وہم رہتا ہے کہ قصائی اپنے فائدے کے لیے مردہ جانور کاٹ کر کھلا دیتا ہے تو اس سے متعلق حکم یہ ہے کہ جب قصائی مسلمان ہے اور بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر رہا ہے تو صرف وہم کی وجہ سے ذبیحہ حرام نہیں قرار دیا جائے گا لہذا قصائی کا ذبیحہ حلال ہوگا اور اس سے گوشت خرید کر کھانا بھی جائز رہے گا البتہ اگر کسی قصائی کے متعلق یقینی طور پر معلوم ہو کہ وہ مردار کا گوشت فروخت کرتا ہے تو اس سے گوشت خریدنا منع رہے گا اور اس قصائی کو اس حرکت روکا جائے گا۔

"وشرط كون الذبح مسلما"(۲)

کیا زیادہ مرغ ہونے پر تسمیہ کے ترک میں گنجائش ہے؟

بعض ذبح کی کمپنیوں میں مرغیاں زنجیر سے بندھی ہوتی ہیں، مسلمان ذابحین کے پاس ترتیب سے آتی ہیں، مشین جس تیزی سے چلتی ہے اس لحاظ سے ایک منٹ میں ۱۴۰ مرغیاں ذبح ہوتی ہیں، مگر ایک منٹ میں ۱۴۰ مرتبہ تسمیہ نہیں کہا جاسکتا تو ہر پانچ چھ مرغیوں پر ایک بار تسمیہ کہہ دیتے ہیں، مشین کی تیزی کم کی جائے گی کاروبار کا نقصان ہوگا، مشین کی تیزی کی طرح زبان کو تیز تو نہیں کر سکتے انسان اپنے بس میں جتنی بار کہنے کی طاقت رکھتا ہے اتنی ہی بار کہہ پائے گا، الغرض ایسی صورت میں ہر مرغ پر تسمیہ کہنے میں یا تو کاروبار کا نقصان ہے یا ذابح پر دشواری لازم آئے گی۔

---

(۱) آپ کے مسائل اور ان کا حل: ۴ر ۲۰۰، نعیمیہ دیوبند

(۲) الدر المحتار مع رد المحتار، کتاب الذبائح: ۳۵۸/۹

واضح رہے کہ کاروبار حلال کا کرنا ہے تو تیزی کم کرنی پڑے گی، دوسروں کو مال فراہم کرنے کی جلدی میں نہ حرام مال فراہم کرنا ہے اور نہ حرام کمائی حاصل کرنا ہے، از روئے شرع ہر مرغ پر تسمیہ واجب ہے، مکمل تسمیہ ''بسم اللہ واللہ اکبر'' نہ بھی کہہ سکے تو صرف ''بسم اللہ'' پر اکتفاء کرنا بھی درست ہے، مگر تسمیہ بہر صورت ہر مرغ پر ضروری ہے، تیزی کی وجہ سے جس مرغ پر تسمیہ چھوڑ دیا گیا وہ مرغ مردار کہلائے گا۔

ذبیحۂ مرغ پر بسم اللہ چنداں دشوار نہیں ہے، مرغ ذبح کیا جاتا ہے، اس کے پر صاف کئے جاتے ہیں آلائشیں نکالی جاتی ہیں، پھر اس کے ٹکڑے کئے جاتے ہیں اور یہ سارا عمل ہر مرغ پر دہرایا جاتا ہے، غور کیجئے کہ ان افعال کے مقابلہ میں ہر جانور پر ذبح کرنے والے کا بسم اللہ کہتے جانا کیا کوئی دشوار کام ہے؟ مسلمانوں کا فریضہ ہے کہ وہ حلال وحرام کے مسئلہ میں خاص طور پر پوری احتیاط سے کام لیں، مستحبات ومباحات کو دشواریوں کی وجہ سے نظر انداز کرنے کی گنجائش ہو سکتی ہے؛ لیکن حلال وحرام کے احکام میں تن آسانی اور سہل نگاری کی کوئی گنجائش نہیں۔(۱)

معین ذابح پر تسمیہ کا حکم

اگر جانور کو ذبح کرنے کے لئے دو آدمیوں نے چھری پکڑی ہو تو دونوں کے لئے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، اگر دونوں میں سے کسی ایک شخص نے قصداً اور جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑی ہو تو جانور حلال نہ ہوگا، اگر جس نے تکبیر نہیں پڑھی وہ تھوڑا سا گلا کاٹ کر ہٹ جائے اور دوسرا پورا ذبح کر دے تو جو بھی پہلے ذبح کرنے والا ہے جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑنے کی صورت میں جانور حلال نہیں ہوگا، البتہ بھول کر چھوڑنے کی صورت میں حلال ہوگا، واللہ اعلم!

---

(۱) کتاب الفتاوی: ۹/۸۰

اگر دو آدمی ذبح کریں تو دونوں کا تسمیہ پڑھنا واجب ہے

جانور کو ذبح کرنے والے کے لئے بسم اللہ اللہ اکبر پڑھنا واجب ہے، اگر ذبح کرنے والے بیک وقت دو افراد ہوں تو دونوں کے لئے بسم اللہ پڑھنا واجب ہے، لہٰذا اگر دونوں میں سے کسی ایک شخص نے قصداً اور جان بوجھ کر بسم اللہ چھوڑی ہو تو جانور حلال نہ ہوگا۔(۱) مذکور تفصیل سے معلوم ہوگیا کہ معین ذابح اگر کافر ہو تو ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

معین ذابح کا مطلب

ذبح کرتے وقت پیر، دم وغیرہ پکڑنے والا معین ذابح نہیں کہلائے گا، بلکہ معین ذابح وہ شخص ہے جو ذبح کرنے والے کے ہاتھ پر ہاتھ رکھے۔

"قال فی الاشباہ" مجوسی اخذبید مسلم فذبح والسکین فی یدالمسلم لایحلّ أکله، کملاعجز مسلم عن مدّقوسه بنفسه فاعنه علی یده مجوسی لایحل اکله"(۲)

کیا تسمیہ کا تلفظ درست ہونا ضروری ہے؟

موجودہ زمانہ میں جہالت عام ہونے کی وجہ سے لوگ عربی کلمات کو صحیح مخرج وغیرہ سے ادا نہیں کرتے ہیں، اس لئے جانور کے حلال ہونے کے لئے تجوید سے تسمیہ کا تلفظ شرط نہیں ہے، ذبح کے وقت بولے گئے کلمات پر "ذکر اللہ" کا اطلاق کافی ہے۔ چنانچہ "سبحان اللہ، الحمدللہ" وغیرہ کہہ کر ذبح کرنے سے بھی جانور حلال ہوجائے گا۔(۳)

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:143611200016

(۲) الاشباہ والنظائر: ۹۴

(۳) مستفاذ از: امداد الاحکام: ۶/ ۲/ ۴۳۲، زکریا بک ڈپو، دیوبند

کیا عربی زبان میں تسمیہ کہنا ضروری ہے؟

ذبح کے وقت باسم اللہ عربی میں کہنا ضروری نہیں ہے، زبان پر ذکر اللہ کافی ہے۔

"لان الفقهاء رحمهم الله لم يشترطوا العربية ولو كان لذكروه"۔(۱)

تسمیہ فعل ذبح پر ہے یا ذبیحہ پر

بسم اللہ پڑھنا یہ ذبح کرنے سے متعلق ہے یا جس جانور کو ذبح کیا جارہا ہے اس سے متعلق ہوتا ہے اس سلسلے میں فیصلہ کن یہ بات ہے کہ تسمیہ فعل ذبح سے ہی متعلق ہوتا ہے نہ کہ ذبیحہ سے؛ چنانچہ اللہ علامہ حصکفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ"اگر ایک کے اوپر ایک دو بکریوں کو لٹایا اور ان دونوں کو ایک ہی دفعہ ایک ہی تسمیہ سے ذبح کر دیا تو یہ دونوں حلال ہیں بخلاف اس صورت کے کہ دونوں کو یکے بعد دیگرے ذبح کرے تو دونوں پر الگ الگ تسمیہ ضروری ہے اس لیے کہ اس صورت میں فعل میں تعدد پایا جارہا ہے اس لیے تسمیہ بھی متعدد ہونا چاہیے۔

"لو اضجع شاتين احداهما فوق الاخرى فذبحهما ذبحة واحدة بتسمية واحدة حلا بخلاف ما لو ذبحهما على التعاقب لان الفعل يتعدد فتتعدد التسمية"۔(۲)

دو آدمیوں میں سے ایک نے ایک یا دونسوں کو بغیر تسمیہ کے کاٹا

اور اگر ایسا ہو کہ جانور کی صرف ایک یا دو رگیں کٹے پھر جلدی سے قصاب بغیر بسم اللہ

---

(۱) مستفاد: احسن الفتاوی: ۴۰۵/۷

(۲) الدر مع الرد، کتاب الزبائح :۹/۴۲۹ط :دار عالم الکتب بیروت

کے آگے بڑھ کر باقی رگوں کو کاٹ دے تو جانور مردار ہو جائے گا کیوں کہ دو ذبح کرنے والوں میں سے ایک نے بسم اللہ ترک کر دیا اور بغیر تسمیہ کے جانور حلال نہیں ہوتا۔

"رجل اراد ان يضحي صاحب الشاة يده على السكين مع يد القصاب حتى تعاونا على الذبح قال الشيخ الامام يجب على كل واحد منهما التسميه حتى لو ترك احدهما التسميه لا يجوز"(۱)

قصاب کا سورۂ فاتحہ یا سورۂ اخلاص وغیرہ پڑھ کر ذبح کرنا

ذبح کا مسنون طریقہ تو یہی ہے کہ بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے تاہم اگر کوئی سورہ فاتحہ، قل ھو اللہ احد وغیرہ ایسی چیزیں پڑھ کر ذبح کرے جن میں خالص اللہ کا نام ہے تب بھی ذبیحہ حلال ہوگا کیونکہ ذبح میں تسمیہ کی یہی شرط ہے کہ خالص اللہ کا نام موجود ہو۔

"والشرط في التسميه هو ذكر الخالص بأي اسم كان مقرونا بصفة كالله اكبر أو أجل أو أعظم"۔(۲)

بوقت ذبح غیر مسلم کو جانوروں کا پکڑنا

ذبح میں اعتبار چھری چلانے والے کا ہے اگر مسلمان بسم اللہ پڑھ کر چھری چلاتا ہے تو جانور حلال ہوگا چاہے پکڑنے والا مسلمان ہو یا کافر۔

"المسلم إذا ذبح فأمر المجوسی السكين بعد الذبح لم يحرم ولو ذبح المجوسی وأمر المسلم بعده لم يحل"(۳)

---

(۱) هنديه، كتاب الاضحيه: ۵/۳۰۵، زكريا قديم

(۲) ردالمختار، كتاب الذبائح :۹/۴۳۸، ط دار عالم الكتب، بيروت

(۳) الفتاوی التاتارخانیۃ: ۱۷/۳۹۱، مسئلہ: ۲۷۶۰۱، ھندیہ ۵/۳۳۰

غیر مسلم کی معاونت سے مراد جانور کے پیر، سر وغیرہ پکڑنے میں معاونت مراد ہے، اگر غیر مسلم ذبح کے وقت چاقو پر ہاتھ رکھے اور عمل ذبح میں ساتھ دے تو قربانی درست نہیں ہوگی۔ واللہ اعلم۔

کیا ذابح اور ذبیحہ دونوں کا قبلہ رخ ہونا سنتِ موکدہ ہے؟

علامہ شامیؒ اور علامہ طحطاویؒ کی تحقیق کے مطابق بوقتِ ذبح جانور کو قبلہ رخ لٹانا اور ذابح کا رخ کی طرف ہونا سنت موکدہ ہے، اگر اس کی رعایت نہ کی جائے تو ذبیحہ تو حلال رہے گا مگر یہ عمل خلاف سنت اور مکروہ ہوگا۔

"وکرہ ترک التوجہ الی القبلۃ لمخالفۃ السنۃ ،وقال الشامی :قولہ لمخالفۃ السنۃ ای الموکدۃ لانہ توارثہ الناس فیکرترکہ بلاعذر"(۱)

البتہ علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ نے بدائع میں مستحب اور علامہ سغدی رحمۃ اللہ علیہ صاحب نے آداب میں سے لکھا ہے۔ **"وفی الاصل یستحب توجیہھا الی القبلۃ فی وقت الذبح"(۲)**

احناف کے علاوہ دیگر مسالک مالکیہ، شافعیہ، اور حنابلہ میں بھی ذبح کے وقت جانور کو قبلہ رو کرنا مستحب ہے۔ **"والمستحب أن یوجہ الذبیحۃ الی القبلۃ "۔(۳)**

مسلمان کے لئے بھی عام حالات میں اپنی نشست رو بہ قبلہ کرنا مستحب ہے۔ **"ان لکل شئی سیدا وان سید المجالس قبالۃ القبلۃ"(۴)**

---

(۱) فتاوی شامی: ۶/۲۹۶، کتاب الذبائح

(۲) خلاصہ الفتاوی: ۴/۳۰۸، فتاوی عالمگیری میں ہے "واستحب الجمھور استقبال القبلۃ" (الفتاوی الھندیہ: ۱/۲۶۲)

(۳) المجموع شرح المھذب: ۸/۴۰۷

(۴) مجمع الزوائد، باب الجلوس مستقبل القبلۃ: ۸/۵۹، اس حدیث کی سند حسن درجہ کی ہے

فتاوی دارالعلوم زکریا میں ہے کہ" میرے خیال میں استحباب والاقول بہتر ہے، کیونکہ ایسر للناس ہے، اوراس میں دیگر مسالک کے ساتھ موافقت بھی ہے،اورتیسری وجہ یہ ہے کہ کتاب الجنائز سے پتہ چلتا ہے کہ بوقتِ وفات مسلمان میت کے لئے استقبالِ قبلہ سنت موکدہ نہیں ہے، کیونکہ ترکِ استقبال کومکروہ تحریمی نہیں کہا بلکہ جائز کہا،تو جب اشرف المخلوقات کے لئے استقبالِ قبلہ مستحب ہےتو حیوان کے ذبح کےوقت استقبالِ قبلہ سنت مؤکدہ ہونا مشکل ہے۔(۱)

جانورکو ذبح سے قبل پانی نہ پلانا

ذبح سے قبل جانورکو پانی پلانا مستحب ہے البتہ اگرکوئی بغیر پانی پلائے بھی جانورکو ذبح کرتا ہےتو ذبح درست ہےاور جانور حلال ہوگا۔

"قال الحنفية (٣) يستحب للمضحي قبل التضحية :ربط الأضحية قبل أيام النحر بأيام، لما فيه من الاستعداد للقربة وإظهار الرغبة فيها، فيكون له فيه أجر وثواب"(٢)

بغیرٹوپی پہنے ذبح کرنا

ٹوپی پہننا یا عمامہ باندھنا ہر وقت مسنون ہے بغیر عذر شرعی کھلے سر رہنے کی عادت بنانا مکروہ ہے، یہ کفار وفساق کا شعار ہے، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اپنے سرکو اور بدن کے اس حصہ کو جوستر میں داخل نہیں ہے (مگر باشریعت با تہذیب نیک لوگوں کا طریقہ یاان کی عادت یہی ہے کہ وہ اس کو چھپائے رکھتے ہیں) تو ایسے حصہ کولوگوں کے سامنے کھولنا مکروہ ہے اسلئے بہتر ہے کہ ٹوپی پہن کر ذبح کرے البتہ بغیر ٹوپی پہنے ذبح کرنے

---

(۱) فتاوی دارالعلوم زکریا:۶/ ۱۲۸

(٢) الفقه الاسلامي وادلته، مندوبات الاضحيه ومكروهاتها :٦٢٢/٤ط: دار الفكر بدمشق

سے بھی جانور حلال ہو جاتا ہے اور اس میں کوئی کراہت نہیں۔

”ویکرہ کشف رأسه بین الناس ومالیس بعورة مما جرت العادة بسترہ(۱)

علامہ ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ھیں: ولا یخفی علی عاقل ان کشف الراس مستقبح وفیه اسقاط مردود وترك ادب وانمایقع في المناسك تعبدا لله“(۲) فصل في ملابسه ﷺ کانت له عمامة تسمی: السحاب کساھا علیاً، وکان یلبسھا ویلبس تحتھا القلنسوة. وکان یلبس القلنسوة بغیر عمامة، ویلبس العمامة بغیر قلنسوة“(۳)

جانور کو ذبح کرنے سے قبل چھرے سے زخمی کرنا

بعض ممالک میں جانور کو ذبح کرتے وقت اس کو قابو کرنے کے لیے اس کی پیٹھ میں چھرا مارا جاتا ہے پھر اس کے بعد اس کو شرعی طور پر ذبح کیا جاتا ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ شرعی طور پر ذبح کیے جانے کی وجہ سے وہ جانور حلال ہو جائے گا البتہ اس کی پیٹ میں چھرا مارنے کا فعل مکروہ ہے لیکن اس کا اثر گوشت پر نہیں پڑے گا۔

”والحاصل ان کل ما فیه زیادہ الم لا یحتاج الیه في الزکاة مکروہ کذافي الکافي“۔(۴)

---

(۱) غنیة الطالبین: ۱/۱۳

(۲) فتاوی رحیمیہ: ۱۰/۱۵۶

(۳) زاد المعاد فی ہدی خیر العباد: ۱/۱۳۰

(۴) الفتاوی الھندیه: ۵/۲۸۸ ط: مکتبہ زکریا

بڑے جانور کو بیٹھے بیٹھے ذبح کردینا

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کہ جانور کو پتہ چل جاتا ہے کہ اب اس کو ذبح کیا جائے گا تو جانور ڈر کی وجہ سے بیٹھ جاتا ہے اور ذبح کے لئے اٹھانے کی دسیوں کوشش کے باوجود کھڑا نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں اگر جانور صحیح سالم ہو تو اس کو بیٹھے بیٹھے ذبح کر دینے سے بھی حلال ہو جائے گا۔

"أما ما یرجع الی محل التضحیه فنوعان:أحدهما سلامة المحل عن العیوب الفاحشه فلا تجوز العمیاء والمریضةالبین مرضها"(۱)

تین چار مرغیوں پر ایک ساتھ ایک مرتبہ میں چھری پھیرنا

عام طور پر مرغیوں کو علیحدہ علیحدہ ہی ذبح کیا جاتا ہے لیکن بعض لوگ ایک ساتھ تین چار مرغیوں کو ذبح کر لیتے ہے تو اس سلسلے میں حکم یہ ہے کہ اگر ایک ہی مرتبہ میں تین چار مرغیوں کو ایک بسم اللہ سے ایک ساتھ دفعتہ ذبح کرتا ہے تو سب حلال ہے (بشرطیکہ گردن الگ نہ کردے ورنہ وہ مکروہ ہوگا) اورا گر ایک بسم اللہ سے ایک ساتھ سب کو دفعتا ذبح نہ کرے بلکہ ایک جانور ذبح ہونے کے بعد دوسرا ذبح ہو رہا ہے تو ایسی صورت میں پہلی مرغی کے علاوہ باقی سب مرغیاں مردار ہونگے کیونکہ پہلی مرغی کے علاوہ بقیہ مرغیاں بغیر تسمیہ کے ذبح ہو رہے ہیں۔

"حتی لو اضجع شاتین احدهما فوق الاخری فذبحهما ذبحة واحدة بتسمیة واحدة حلا بخلاف ما لو ذبحهما علی

---

(۱) بدائع الصنائع، کتاب التضحیہ ۴: ۲۱۴، زکریا

التعاقب لان الفعل يتعدد فتعدد التسمية۔(۱)لو اضجع احدى الشاتين على الاخرى تكفي تسمية واحدة اذا ذبحهما بامرار واحد ولو جمع العصافير في يده فذبح وسمى وذبح اخر على اثره لم يسم لم يحل الثاني ولو امر السكين على الكل جاز بتسمية واحدة كذا في خزانه المفتين"۔(۲)

ذبح کرنے کے آلہ پرلکڑی کا دستہ ہونا ضروری نہیں

بعض حضرات کا خیال ہے کہ جس آلہ سے جانور ذبح کیا جارہا ہو اس آلہ کا دستہ لکڑی کا ہونا ضروری ہے؛ حالانکہ یہ خیال بے جا اور غلط ہے، شریعت نے اس طرح کی کوئی قید نہیں لگائی ہاں البتہ آلہ کا تیز ہونا ضروری ہے تاکہ جانور کو تکلیف نہ ہو۔

"و حل الذبح (بكل ما أفرى الأوداج) أراد بالأوداج كل الأربعة تغليبًا (وأنهر الدم) أي أساله(ولو) بنار أو (بليطة) أي قشر قصب (أو مروة) هي حجر أبيض كالسكين يذبح بها"(۳)

کلہاڑی مارکر ذبح کرنا

اگر ذبح کرتے وقت چھری موجود نہ ہو اور پاس میں دھاردار کلہاڑی ہو اور قصاب نے اس سے ذبح کردیا تب بھی ذبح درست ہوجائے گا اور جانور حلال ہوجائے گا کیونکہ ذبح

---

(۱)الدر المختار :۹/ ۴۳۹، زکریا

(۲)هندیه :۵/ ۲۸۹

(۳)ردالمحتار ۶/ ۲۹۵ط؛سعید

کے شرائط میں سے ہے کہ جانور کو تیز دھار آلہ سے ذبح کیا جائے اور وہ شرط یہاں پر پائی جا رہی ہے۔

"وحل الذبح بكل ما افرى الاوداج.... وانهر الدم"(۱)

میخ سے ذبح کرنا

اگر قصاب میخ (کیل) سے جانور ذبح کرتا ہے تو ذبح درست نہیں ہوگا اور جانور حلال نہیں ہوگا کیونکہ شرائط ذبح میں یہ بات مذکور ہے کہ آلہ ذبح دھار دار ہو اور کیل نوک دار آلہ ہے نہ کہ دھار دار لہٰذا ذبح درست نہیں ہوا۔

"والأصل أن الموت إذا حصل بالجرج بيقين حل؛ وإن بالثقل أو شك فيه فلا يحل حتما أو احتياطاً اهـ. ولا يخفى أن الجرح بالرصاص إنما هو بالإحراق والثقل بواسطة اندفاعه العنيف إذا ليس له حد فلا يحل. وبه أفتى ابن نجيم"(۲)

جھٹکے سے ذبح کی ہوئی مرغی کا کیا حکم ہے؟

ایک مسلمان شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ بسم اللہ اللہ اکبر پڑھ کر چھری کے ذریعہ مرغی کو ذبح کرے اور ذبح میں اس کی پوری گردن الگ کردی تو شریعت میں ایسی مرغی حرام ومردار نہیں بلکہ حلال وجائز ہے، البتہ ذبح میں پوری گردن الگ کردینا مکروہ ہے، پہلے صرف اتنی گردن کاٹی جائے کہ چار رگیں کٹ جائیں اور پوری گردن جانور ٹھنڈا ہونے کے بعد ہی الگ کی جائے۔

"وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الذبائح زکریا ۳۵۷/۹

(۲) رد المحتار ۴۷۱/۶ ط: سعید

تبرد أي تسكن عن الإضطراب" (۱)

کیا غیر مسلم کا ذبح کے بجائے جھٹکا مار کر ذبح کرنا

اگر کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کا ملازم ہو یا کسی غیر متعلق غیر مسلم کے کہنے پر کہ "مجھے اسلامی ذبح کا جانور نہیں چاہئے بلکہ جھٹکے سے مار کر یعنی جانور کی گردن کے اوپر سے چاقو مارا جائے تو یہ عمل مسلمان کے لئے کرنا جائز نہیں ہے، صاف کہدینا چاہئے کہ میں اسلامی طریقے پر ہی ذبح کروں گا ورنہ نہیں۔ (۲)

اگر کسی جگہ مسلمانوں کی تعداد کم ہو اور غیر مسلموں کا غلبہ ہو، اور غیر مسلم ہی جانور کو جھٹکا مار کر کاٹتے ہوں یا وہ خود ذبح کرتے ہوں تو بہر صورت ایسے جانور کا گوشت کھانا مسلمانوں کے لئے جائز نہیں ہے۔

آگ کے ذریعہ ذبح کرنے کا حکم

فقہاء نے فقہ کی کتابوں میں صراحت کی ہے کہ آگ کے ذریعہ ذبح کرنے سے جانور حلال ہوجاتا ہے، جبکہ آگ ذبح کا عمل کرے، یعنی رگیں کٹ جائیں اور خون بہہ جائے، بظاہر نار سے رگوں کا کٹنا عجیب معلوم ہوتا ہے، کیونکہ آگ بظاہر قاطع نہیں بلکہ محرّق ہے، حضرت مفتی محمود صاحب پاکستانی ؒ فرماتے تھے کہ اسکا مطلب یہ ہے کہ کسی کندلوہے کو جو کاٹتا نہیں آگ میں سرخ کر کے اس میں کاٹنے کی قوت پیدا کی جائے اور پھر اس سے جانور کی رگوں کو کاٹ دیے اور خون بہہ جائے تو ذبح متحقق ہوجائے گا۔ (۳)

---

(۱) درمختار مع الشامی: ۹/ ۴۲۷

(۲) مستفاد: فتاوی دارالعلوم دیوبند: ۱۵/ ۴۳۰

(۳) فتاوی دارالعلوم زکریا: ۶/ ۱۳۶

ذبح سے پہلے جانور کو الیکٹرک شاک دینا

حضرت شداد بن عاص رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت نے ہر چیز پر احسان کو لازم کیا ہے یہاں تک کہ قتل اور ذبح کرنے میں بھی (احسان کو لازم کیا ہے)۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جس وقت ذبح کرو تو اچھی طرح ذبح کرو لہٰذا ذبح سے پہلے بغیر کسی شرعی عذر کے جانور کو الیکٹرک شارک لگانا مکروہ تحریمی ہے، البتہ اس کا گوشت حلال رہے گا جب کہ الیکٹرک شاک کے بعد اس کا زندہ رہنا یقینی ہو اور اسے ذبح کیا گیا ہو اور اگر شاک کے بعد اس میں حیات کے باقی نہ رہنے کا یقین ہو تو جانور مردار ہو جائے گا اور جانور کو ذبح کی تکلیف سے بچانے کے لیے کرنٹ لگانا اس کے ساتھ بھلائی اور خیر خواہی کے نام پر ظلم ہے اس لیے کہ ذبح کرنے سے پہلے تکلیف دینا ہے حالانکہ شریعت نے اس سے منع کیا ہے۔

"وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد، أي :تسكن عن الاضطراب وهو تفسير باللازم كما لا يخفى (۱)، وكره النخع ......وكل ذلک مكروه ؛ لأنه تعذيب الحيوان بلا ضرورة، والحاصل أن كل ما فيه زيادة ألم لا يحتاج إليه في الذكاة مكروه كذا في الكافي"۔(۲)

جانور کو ذبح کرنے سے پہلے گولی مار کر بے ہوش کرنا

جانور کو ذبح سے پہلے بے ہوش کرنے کے لیے جو گولی ماری جاتی ہیں وہ دو قسم کی ہوتی ہے ایک وہ گولی جو جانور کو بے حس کر کے ذبح کے وقت اس کی تکلیف کو کم کر دے اور اس کے کچھ دیر بعد ہی جانور ٹھیک ہو جاتا ہے اس کا احساس شعور درست ہو جاتا ہے چلنے پھرنے

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح:۹/ ۴۲۷، ط: مکتبۃ زکریا دیوبند

(۲) الفتاوی الهندية :۲۸۸/۵،ط :مكتبة زكريا ديوبند

لگتا ہے اس قسم کی بے ہوشی کی گولی مارنے میں تو کوئی حرج نہیں بلکہ بعض اہل تحقیق کے نزدیک یہ عمل جانور کی تکلیف کم کرانے کے مترادف ہے اور دوسری قسم وہ گولی ہے جس کے مارنے سے تین یا پانچ منٹ کے بعد جانور مر جاتا ہے کیونکہ یہ دو مرتبہ قتل کرنے کے مترادف ہے اس لیے یہ مکروہ ہے تاہم فقہاء کا اتفاق ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور زندہ تھا اور شرعی طور پر ذبح کر دیا تو جانور حلال ہوگا لیکن اس میں جانور کو تکلیف دینا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ حیوان کو ذبح کرتے وقت اس کے ساتھ نرمی اور اچھا سلوک کرو۔

"عن شداد ابني اوس رضي الله عنه قال سنتان حفظتهما عن رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم قال ان الله تعالى كتب الاحسان على كل شيء فاذا قتلتم فاحسنوا القتله واذا ذبحتم فاحسنوا الذبحة وليحد احدكم شفرته وليرح ذبيحته" (۱) وكان الغرض من الصعق امران ازاله الوعي والشعور من الحيوان الذي سيصبح حتى اذا ذبح لا يشعر باي الم اسراع اعمال حيث لا يحتاج الى وقت طويل في الانتاج اذا لا يستعمل الذبح السعيفه يكون الانتاج قليلا جدا واذا ثبت ذلك فصيح الذي لم يصل الى درجة القتل من باب الاحسان للحيوان المذبوح لانه لا يشعر باي الم عند الذبح"۔ (۲)

بجلی کے جھٹکے سے جانور کو مفلوج کرنا

آسٹریلیا میں بڑے جانور مثلاً گائے کو ذبح کرنے سے پہلے اس کے سر پر ایک بجلی کی

---

(۱) صحیح مسلم: ۱۵۲/۲

(۲) معايير الحلال والحرام في الاطعمه والاشربه والادويه والمستحضرات التجميلة على ضوء الكتاب والسنه، للدكتور علي مصطفي يعقوب، ص: ۳۱۸

نوک دار گن سے کرنٹ دیا جاتا ہے، کچھ لوگ زوردار خاص آلات سے مارتے ہیں اور کچھ لوگ اس کے سر میں گن سے بولٹ شوٹ کرتے ہیں۔اس پروسیس کو سٹننگ کہتے ہیں،اس سے جانور بظاہر زندہ ہی ہوتا ہے لیکن اس کا دماغ ختم ہو جاتا ہے یا کچھ درجہ مفلوج ہو جاتا ہے لیکن ظاہری طور پر جان نظر آتی ہے جیسے ہلنا وغیرہ۔

یاد رہے کہ ذبح سے پہلے جانور کے سر پر بجلی کی نوک دار گن سے کرنٹ دے کر یا زوردار خاص آلات سے مار کر یا سر میں گن سے بولٹ شوٹ کر کے بیہوش کرنا وغیرہ، جانور کو کسی واقعی ضرورت کے بغیر محض اپنی آسانی وسہولت کے لیے اذیت وتکلیف پہنچانا ہے، جو شریعت میں ناجائز ومکروہ تحریمی ہے؛ اس لیے یہ طریقۂ ذبح شرعاً درست نہیں اگر چہ گوشت اس صورت میں بھی حرام نہیں ہوگا، اپنے گھر میں یا دوسرے کے یہاں دعوت میں اس طرح کا گوشت کھانا ناجائز نہ ہوگا؛ البتہ اگر جانور کرنٹ وغیرہ کی شدت برداشت نہ کر کے ذبح ہونے سے پہلے ہی مر گیا تو وہ حرام ومردار ہو جائے گا اور اس کا کھانا جائز نہ ہوگا، خلاصہ یہ کہ ذبح کے اس طریقہ کار سے بہر صورت بچنا چاہیے۔(۱)

”وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد، أي :تسكن عن الاضطراب، وهو تفسير باللازم كما لا يخفى“۔(۲)

،وكره النخع ......وكل ذلك مكروه ؛ لأنه تعذيب الحيوان بلا ضرورة ، والحاصل أن كل ما فيه زيادة ألم لا يحتاج إليه فى الذكاة مكروه (۳)كذا

---

(۱) فتاوی محمودیہ: ۱۷/ ۲۶۰، شوال ۹ ۱۳۴۹: مطبوعہ :ادارۂ صدیق ڈابھیل

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح: ۹ / ۴۲۷، ط : مکتبۂ زکریا دیوبند

(۳) الفتاوى الهندية، ۵ :۲۸۸، ط :المطبعة الكبرى الأميرية، بولاق، مصر

في الكافي، ذبح شاة مريضة فتحركت أو خرج الدم حلت وإلا لا إن لم تدر حياته عند الذبح، وإن علم حياته حلت مطلقاً وإن لم تتحرك ولم يخرج الدم كذا في الدر۔(۱)، قوله: "فتحركت": أي :بغير نحو مد رجل وفتح عين مما لا يدل على الحياة كما يأتي، قوله: "أو خرج الدم" :أي :كما يخرج من الحي، قال في البزازية :وفي شرح الطحاوي : خروج الدم لا يدل على الحياة إلا إذا كان يخرج من الحي عند الإمام وهو ظاهر الرواية"۔(۲)

بے ہوش جانور کو ذبح کرنا

اگر جانور غشی کی حالت میں ہے اور اس کی روح نہیں نکلی تو اسے ذبح کرنا جائز ہے اور اس سے حاصل ہونے والا گوشت حلال ہے، لیکن اگر اکثر رگیں کاٹنے سے پہلے جانور کی روح نکل گئی تو جانوار مردار ہے، اس کا گوشت کھانا حلال نہیں واضح رہے کہ جانور کو ذبح سے پہلے خود بے ہوش کرنا شرعاً درست نہیں۔فقط واللہ اعلم۔(۳)

جانور کو بے ہوش کرنے کا نقصانات

ذبح کرنے سے پہلے جانور کو ایسے انجکشن یا شاک لگایا جاتے ہیں جو اسے بے ہوش کردیں، اس کی مصلحت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اس سے جانور کو کم تکلیف پہنچے گی، لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس میں جانور کی بھلائی سے زیادہ اپنی "معاشی بھلائی" مقصود ہے، جو جانور ہوش و

(۱) الدر المختار مع رد المحتار: ۹/ ۴۴۷

(۲) رد المحتار

(۳) دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144109200199)

شعور سے محروم ہوگیا ہو، اس کو قابو میں رکھنا آسان ہوتا ہے اور کم افراد اس کے لیے کفایت کر جاتے ہیں اور جو جانور مکمل ہوش و شعور کی حالت میں ہو سکتی ہے اور قابو میں لانے کے لیے زیادہ افراد کی ضرورت پڑتی ہے، سوال یہ ہے کہ بے ہوش کرنے کا یہ طریقہ بہتر ہے یا غیر بہتر؟

غور کیجیے تو یہ طریقہ غیر بہتر ہے، اول تو اس لیے کہ اگر دوا کی مقدار کسی قدر بڑھ جائے یا خود جانور عام جانوروں کے مقابلہ کمزور ہو تو یہ اس کے لیے موت کا باعث بھی بن سکتا ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ جانور ذبح کیا جا رہا ہو، اس وقت جانور مردار ہو چکا ہو، دوسری عمومی بات یہ ہے کہ اس عمل سے دوران خون بھی متاثر ہوتا ہے اور جب دوران خون کم ہوگا تو خون بہتر طریقہ پر خارج نہیں ہو سکے گا اور دوران خون زیادہ ہو تو خون بہتر طور پر خارج ہو جائے گا، خون کے اچھی طرح نکل جانے کو محض مذہبی حکم کے نقطہ نظر سے جب تک جانور کے ذبح سے پہلے جانور کی موت کا یقین نہ ہو اسے حرام قرار نہیں دیا جا سکتا؛ لیکن یہ صورت کراہت سے بھی خالی نہیں۔

مذبوحہ جانور کو الٹا لٹکانا

عموماً جب جانور کو ذبح کیا جاتا ہے تو چمڑا اور انتڑیاں وغیرہ نکالنے اور گوشت صاف کرنے کے لیے الٹا لٹکایا جاتا ہے تو اس سلسلے میں مسئلہ یہ ہے کہ اگر جانور کو ٹھنڈا ہونے سے پہلے الٹا لٹکایا جاتا ہے تو یہ عمل مکروہ ہے ورنہ کوئی کراہت نہیں کیونکہ جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے اس میں زندگی کی کچھ رمق باقی رہتی ہیں اس وقت اس پر کاروائی کرنا اس کو تکلیف پہنچانا ہے اور جانور کو تکلیف پہنچانا مکروہ ہے اور ٹھنڈا ہونے کے بعد علت ایذاء ختم ہو جاتی ہے اس لئے کراہت بھی ختم ہو جائے گی۔

"ویکرہ ان یجر ما یرید الذبح برجلہ الی المذبح و ان تنخع الشاۃ قبل ان تبرد یعني تسکن من الاضطراب وبعدہ لا الم فلا

یکرہ النخع والسلخ"(۱) "وکرہ کل تعذیب بلا فائدۃ مثل قطع الراس والسلخ قبل ان تبرد"(۲)

ذبیحہ مرغ کی صفائی کے لئے گرم پانی میں ڈالنا

مشینی (اور غیر مشینی) ذبیحہ میں ایک طریقہ یہ بھی اپنایا جاتا ہے کہ مرغ وغیرہ کو ذبح کرنے کے بعد گرم پانی میں ڈال دیا جاتا ہے تاکہ پانی کی گرمی سے جانور کے بال اور پر وغیرہ ڈھیلے ہوجائیں، اور آسانی کے ساتھ گوشت سے علاحدہ ہوجائیں، بسا اوقات ذبح کی عام صورتوں میں بھی جانور کے بال اور پر وغیرہ بآسانی صاف کرنے کے لئے جانور کو گرم پانی میں ڈال دیتے ہیں، اور عموماً اس وقت تک جانور کے پیٹ کی آلائش اور گندگی نہیں نکال لی گئی ہوتی ہے، یہ صورت شرعاً کیسی ہے؟

اس سلسلہ میں سب سے بہتر یہ ہے کہ ذبح کے بعد جانور کے پیٹ کی تمام آلائش اور گندگیاں نکال دی جائیں، اس کے بعد جانور کو گرم پانی میں ڈالا جائے، اس صورت میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، اور گوشت استعمال کیا جائے گا، اسی طرح یہ بھی محفوظ رکھا جائے کہ ذبح کے بعد جانور کا خون پوری طرح نہ جائے، اس کے بعد اسے گرم پانی میں ڈالا جائے۔

اگر جانور کے پیٹ کی آلائش اور گندگی نکالنے سے پہلے اس کو گرم پانی میں ڈال دیا جائے تو اس صورت کا حکم علاحدہ ہوگا، اگر پانی اتنا گرم ہے اور اتنی دیر تک اس میں رکھا جائے جس میں اس کے پیٹ کی آلائش اور گندگی اس کے گوشت میں تحلیل اور جذب ہوجائے تو یہ گوشت غیر طیب اور نجس وناپاک ہوجائے گا، اور ایسے گوشت کا کھانا درست نہیں، اس لئے بہتر یہی ہے کہ پہلی صورت اپناتے ہوئے جانور کے پیٹ کی آلائش وگندگی پہلے باہر کردی جائے، پھر جانور کو گرم پانی میں ڈال کر اس کے بال وغیرہ صاف کئے جائیں۔

---

(۱) هدایه، کتاب الذبائح: ٤٣٩/٤

(۲) الدر المختار، کتاب الذبائح: ٤٢٧/٩

نیز یکے بعد دیگر گرم پانی میں مرغیوں کو ڈالنے سے دم مسفوح اور گندگی کی وجہ سے پانی بھی ناپاک ہوجائے گا۔

البتہ اگر پانی کا درجہ حرارت اتنا ہلکا اور اس میں اتنے کم وقفہ کے لئے جانور کو ڈالا جاتا ہے، جس میں تجربہ سے اس بات کا اطمینان ہو کہ پانی کی گرمی صرف بال اور پر وغیرہ کو ڈھیلے کر رہی ہے، اندر کی آلائش اور گندگی گوشت میں جذب نہیں ہوتی ہے، تو پورے احتیاط کے ساتھ ایسا کر لینے کی گنجائش ہے۔

لیکن عام طور سے اس قدر احتیاط کے ساتھ عمل نہیں ہوتا ہے، لہذا احتیاط اسی میں ہے کہ ذبح کرنے کے بعد چمڑی ہی ادھیڑ دی جائے، اور پروں کے ساتھ چمڑے کو بھی پھینک دیا جائے، ویسے بھی وہ فارم کی مرغیوں کو کئی انجکشن دئے جاتے ہیں کہ موجودہ زمانہ کے اطباء اس فارمنگ کی مرغی کے چمڑے کو نقصان دہ ہی بتلاتے ہیں۔

ایک طریقہ صفائی کا یہ بھی ہوسکتا ہے کہ گرم پانی میں ڈال دیں، پھر اس کے پانی کے جھڑ جانے تک انتظار کریں، پھر اس کو دوبارہ ڈبو دیں، پھر سرایت کئے ہوئے پانی کے نکلنے تک انتظار کریں، اس طرح کرنے سے بھی گنجائش ہوسکتی ہے۔

خلاصہ یہ کہ اگر مرغی کو اتنی دیر کھولا دیا جائے کہ پانی گوشت کے اندر پیوست ہوجائے تو یہ بالکل ناپاک ہوجائے گا، اور دھونے کے باوجود پاک نہ ہوگا؛ لیکن اگر اتنی دیر کے لئے پانی میں ڈالا کہ پانی کی حرارت جلد کی سطح تک پہنچ جائے اور مسامات اس طرح کھل جائیں کہ بال آسانی سے نکل سکیں، تو اس صورت میں تین دفعہ دھونے سے گوشت پاک ہوجائے گا۔

البتہ احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ مرغی کے ذبح کرنے کا خصوصی انتظام کیا جائے، اور اندرونی آلائش کو نکال کر اوپر سے مسامات کھلنے کے بقدر گرم پانی ڈالا جائے، یا چمڑی ہی کو ادھیڑ دیا جائے، یا کم از کم گوشت کو تین پانی سے دھونے کا اہتمام کیا جائے۔

اس بارے میں مفتی شعیب اللہ خان صاحب مفتاحی (بنگلوری) کی تحریر نفائس الفقہ

جلد سوم میں ''مرغی کی صفائی کے متعلق ایک مسئلہ کی تحقیق''۔

فتاوی بینات میں ہے: مرغیوں کے اندر جو آلائش اور نجاست ہے وہ مرغیوں کے اندر بذریعہ سرایت نہیں کرتی، تو اس صورت میں ان مرغیوں کا کھانا حلال ہوگا، اگر گرم پانی میں اتنی دیر رکھا گیا کہ مسامات سے گندگی سرایت کر جائے تو حرام ہوگا۔(۱)

فتاویٰ دارالعلوم زکریا میں لکھا ہے کہ: (مشاہدہ سے) بعد میں معلوم ہوا کہ پانی ابلا ہوا نہیں ہوتا؛ کیونکہ پانی ابالنے کے لئے ۸۰/اسی ڈگری سے لیکر ۸۵/پچاسی ڈگری تک حرات چاہئے، جبکہ اس پانی کی حرات ۵۲/ڈگری ہوتی ہے، جس سے پانی ابلتا نہیں، ہاں گرم ضرورت ہوتا ہے، پس معلوم ہوا کہ اس پانی سے گزرنے والی مرغی میں پانی کے اثرات ظاہر نہیں ہوتے، سوائے اس کے کہ بال و پر نکلتے ہیں۔(۱)

جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے چمڑا نکالنا

بہت سی جگہ قصائی جانور کو ذبح کرتے ہوئے جلد بازی میں ایک کوتاہی یہ کرتے ہیں تڑپتا ہوا جانور جو ابھی تک ٹھنڈا بھی نہیں ہوتا لیکن اُس کا سر الگ کر دیا جاتا ہے، کھال اتارنی شروع کر دیتے ہیں، حالانکہ یہ عمل درست نہیں، کیونکہ یہ جانور کو اِضافی تکلیف پہنچانا ہے، جس سے شریعت نے منع کیا ہے، چنانچہ فقہاء کرام نے مکروہات میں لکھا ہے کہ جانور کو ہر قسم کی بے فائدہ تکلیف پہنچانا مکروہ ہے جیسے اُس کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے سر الگ کر دینا یا کھلا اُتار دینا، نیز اس حالت میں جانور کے ہاتھ پاؤں توڑنا یا کاٹنا سب مکروہ ہے، کیونکہ ٹھنڈا ہونے سے پہلے یہ تمام کام بلاضرورت جانور کی اضافی تکلیف کا باعث ہیں، جن سے احتراز ضروری ہے۔(۲)

---

(۱) فتاویٰ بینات: ۵۹۱/۴

(۲) الدر المختار: ۲۹۶/۶، بدائع الصنائع: ۸۰/۵

مذبوحہ جانور کو ٹھنڈا ہونے تک چھوڑے نہ رکھنا

جانور کو ذبح کرنے کے بعد اتنی دیر تک چھوڑ دیا جائے کہ وہ ٹھنڈا ہوجائے اور حرکت بند ہوجائے، ٹھنڈا ہونے سے پہلے کھال اتارنا مکروہ ہے، بقر عید کے موقع پر اکثر قصائی اپنی قصائیت پر اتر آتے ہیں ذبح کرنے والے کو پوری طرح ذبح بھی نہیں کرنے دیتے ہیں اور کہتے ہیں "بس چھوڑ دیجئے! ہم دیکھ لیتے ہیں" آدھا تو خود بلا بسم اللہ ذبح کرتے ہیں اور جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی کام تمام کر دیتے ہیں، حدیث کی رو سے یہ عمل جانور کو تکلیف پہنچانے میں داخل ہے۔

"وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد"(۱)

جانور ذبح ہوجانے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے فوراً کھال اتارنا

جانور ذبح ہوجانے کے بعد ٹھنڈا ہونے سے پہلے فوراً کھال وغیرہ اتارنا مکروہ وناپسندہ عمل ہے، کیوں کہ اس صورت میں بے ضرورت جانور کو اذیت اور تکلیف پہنچانا ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جانور کو بلا ضرورت تکلیف دینے سے منع فرمایا ہے، جانور کو ذبح کرنے کا حکم ہے مگر تکلیف دینے کی اجازت نہیں ہے۔

":إن الله كتب الإحسان على كل شيء فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح وليحد أحدكم شفرته فليرح ذبيحته"(۲)

اس لیے ذبح کے بعد ٹھنڈا ہونے تک انتظار کرلینا چاہیے اور جب تک جانور ٹھنڈا نہ

---

(۱) الدر المختار، کتاب الذبائح ۹: ۴۲۷، ھدایہ ۴/۴۳۹

(۲) الصحیح لمسلم، کتاب الصید والذبائح، باب الأمر بإحسان الذبح: ۳/ ۱۵۴۸

قصاب کو گرم نہیں ہونا چاہئے۔

”(و) کره كل تعذيب بلافائدة (مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد) أي تسكن عن اضطراب وهو تفسير باللازم كما لايخفى. لأنه يلزم من برودتها سكونها بلاعكس“۔(۱)

قربانی کے جانور کا سینہ کھول دینا

عیدالاضحی وغیرہ میں قصاب جو گائے ذبح کرتے ہیں، ذبح کے فوری بعد جانور کا سینہ کھولدیتے ہیں، یعنی گردن کی نرم لٹکتی ہوئی کھال سینہ تک چاک کر دیتے ہیں، پھر سینہ میں چھری مار کر اس کا خون نکالدیتے ہیں، قصائی اپنی اصطلاح میں اسے ”چھاتی کھولنا“ کہتے ہیں کہیں وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ اگر نہ کھولا جائے تو اس سے جانور کو دیر سے موت آتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے، اور کھول دینے سے جانور کی جان جلدی نکل جاتی ہے، جس سے اسے راحت ملتی ہے، کہیں وجہ یہ بیان کرتے ہیں کہ ”اس طرح حوالی قلب کا خون نکلنے سے جانور جلد ٹھنڈا ہو جاتا ہے، بظاہر دونوں علتوں کی وجہ سے بوجہ حدیث ”فلیرح ذبیحته“ درست معلوم ہوتا ہے، مگر یہ عمل مکروہِ تحریمی ہے، کیونکہ حدیث کا مصداق ذبح سے قبل ہے، نہ کہ ذبح کے بعد، کیونکہ مذکورہ عمل میں جانور مزید تکلیف میں مبتلا کرنا ہے، حتی کے گلے کی رگیں کٹ جانے کے بعد گلے کی کھال وغیرہ پر چاقو رچلانے کی بھی اجازت نہیں ہے، یہ بلا ضرورت تکلیف پہنچانا ہے، اگر چہ اس حرکت کے بعد جان جلد نکل جاتی ہو مگر خود اس حرکت کی تکلیف زیادہ ہے اس لئے اس سے احتراز کرنا واجب ہے۔

”والحاصل ان مافيه زيادة الم لايحتاج اليه فى الزكاة مكروه“(۲)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح: ۹/ ۴۲۷

(۲) فتاوی عالمگیری: ۶/ ۱۹۳

اور اگر جلد موت آنے کی وجہ رگوں کا بہتا خون اندر گوشت میں رک جائے، جس گوشت وزنی ہو جاتا ہے تو یہ عمل خیانت اور دھوکہ کے علاوہ حدیث کے خلاف بھی ہے۔

ذبح کرنے کے بعد جانور کو آگ پر بھونا

بسا اوقات جانور (بکرا، مرغ وغیرہ) کو ذبح کرنے کے بعد الائش نکالے بغیر آگ پر بھونا جاتا ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ کہ اگر اتنی دیر تک آگ میں بھونا جائے کہ حرارت کی وجہ سے نجاست کا اثر گوشت میں پہنچ جائے تو اس کا کھانا نہ جائز ہے ہاں اگر اتنی دیر آگ میں رکھا جائے نجاست کا اثر گوشت میں نہ پہنچتا ہو تو وہ پاک ہے اس کا کھانا درست ہے۔ لیکن بہتر یہ ہے کہ الائش نکال کر جانور کو اگ پر بھنا جائے تا کہ جانور مشکوک نہ رہے۔

"وكذا دجاجة ملقاة حالة على الماء للنتف قبل شقها فتح (وكذا الدجاجه) قال في الفتح انها لا تطهر ابدا لكن على قول ابي يوسف رحمه الله تطهر والعله ___ والله اعلم ___ تشربها النجاسه بواسطه الغليان"(۱)

جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے گردن الگ کرنا کیوں منع ہے؟

جانور کے ٹھنڈا ہونے سے پہلے ہی اس کی گردن کو تن سے جدا کر دینا مکروہ اور منع ہے، یہ منع اس وجہ سے ہے کہ جانور ذبح کرتے وقت چار رگیں کاٹی جاتی ہیں تا کہ جانور کے جسم سے سارا ناپاک خون نکل جائے، گردن الگ نہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ یک دم گردن الگ کرنے سے گوشت میں خون رہ جانے کا خدشہ رہتا ہے یعنی جانور جلدی ٹھنڈا ہو جاتا ہے، اگر گردن الگ نہ کی جائے تو جانور آرام آرام سے ٹھنڈا ہوتا ہے اور سارا خون نکل جاتا ہے۔ ذبح کی سب سے بڑی حکمت یہی ہے کہ جانور کے جسم سے خون نکل کر جراثیم سے پاک ہو

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الطهارة: ۱/۴۷۱، ط دار عالم الکتب بیروت

جائے، البتہ گردن الگ ہو جانے سے بھی جانور کی حلّت میں کوئی فرق نہیں پڑے گا، ذبیحہ حلال رہے گا، البتہ جانور ذبح کر کے اس کے ٹھنڈا ہو جانے کے بعد اس کی گردن الگ کر دینا جائز ہے، خواہ پیٹ چاک کیا ہو یا نہ کیا ہو۔

"ويستحب الاكتفاء بقطع الأوداج ولا يباين الرأس ولو فعل يكره"(۱)

ذبح کے وقت مرغ کی گردن الگ کر دینا

کسی بھی حلال جانور اور پرندے کو ذبح کرتے وقت قصداً گردن الگ کر دینا مکروہ عمل ہے۔

"وكره كل تعذيب بلا فائدة مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد أي تسكن عن الإضطراب"(۲)

کیونکہ اس میں جانور کو ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا پایا جاتا ہے۔

"نهى رسول الله ﷺ أن تنخع الشاة إذا ذبحت"

حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہر ایک مخلوق کے ساتھ احسان وخوبی کا برتاؤ کرنے کو ضروری قرار دیا ہے۔

"إن الله كتب الإحسان على كل شيء، فإذا قتلتم فأحسنوا القتلة، وإذا ذبحتم فأحسنوا الذبح، وليحد أحدكم شفرته فليرح ذبيحته"(۳)

اور یہ یاد رکھیں کہ جانور اور پرندہ اس صورت میں بھی حلال ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا

---

(۱) الفتاوى الهندية: ۲۸۷/۵

(۲) فتاوی شامی: ۲۹۶/۶

(۳) صحیح مسلم، حدیث: ۱۹۵۵

بلاکراہت درست ہے، اس لیے کہ ذبح میں جن رگوں کا کاٹنا ضروری ہے وہ اس صورت میں بھی کٹ جاتی ہیں، اور اگر غلطی سے گردن الگ ہو جائے تو مکروہ بھی نہیں۔

"ومن بلغ بالسكين النخاع أو قطع الرأس كره له ذلك، وتوكل ذبيحته"۔ (۱)

روح نکلنے سے پہلے گردن الگ ہو جائے تو قربانی کا حکم

روح نکلنے سے پہلے گردن الگ ہو جائے تو قربانی ہو جائے گی اور گوشت بھی حلال ہوگا، البتہ ذبح کرنے کا مذکورہ طریقہ مکروہ ہے، اس سے بچنا لازم ہے؛ اس لیے کہ اس میں جانور کو ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا ہے۔

"وكره كل تعذيب بلا فائدةٍ مثل قطع الرأس والسلخ قبل أن تبرد أي تسكن عن الاضطراب"۔ (۱)

جانور ذبح کرنے کے بعد دبا کر رکھنا

بڑا جانور، بکرا وغیرہ ذبح کرنے کے بعد قصاب اس کے پیر وغیرہ پکڑے رہتا ہے اور دو چار منٹ جب تک جانور ٹھنڈا نہ ہو جائے جانور کو دبائے رکھتا ہے، اگر اس عمل کا مقصد جانور کے پیر ہلانے سے نکلنے والے خون کی تلویث سے بچنا ہے تو اجازت ہے، اور اگر محض قصائیوں کی عادات میں سے ہے تو مکروہ عمل ہے۔

ذبیحہ کے دماغ میں چھرا داخل کرنا

جانور کے دماغ کی طرف چھرے سے وار کرنا خلاف اولی عمل ہوگا نہ کہ مکروہ، مکروہ اس لئے نہیں کہ چمڑا چھیلنے میں جانور کو تکلیف ہوتی ہے؛ اس لئے کہ گو قلب اور دماغ کی موت

---

(۱) الدر المختار، کتاب الذبائح: ۹/ ۴۲۷

ہو جاتی ہے؛ لیکن اعضاء میں کچھ لمحات تک زندگی باقی رہتی ہے، بخلاف دماغ پر چھرے سے وار کرنے کے، کہ اس سے فوری طور پر دماغ بے حس ہو جاتا ہے اور تکلیف کا احساس ختم ہو جاتا ہے تو زیادہ تکلیف پہنچنے کی کیفیت نہیں پائی جاتی۔ واللہ اعلم۔

چوری کا جانور ذبح کر کے فروخت کرنا

بعض مرتبہ اپنے نفع کے لئے سستے میں چوری کا جانور معلوم ہونے کے باوجود بیچنے والے چور سے جانور خرید کر گوشت بنا کر بیچ دیا جاتا ہے اسلامی فقہ کی روشنی میں یہ بات ہے کہ ”چوری اور غصب کا جانور ذبح کرنے کے بعد غاصب اور چور کی ملکیت میں آجاتا ہے، ذبح کر دینے کی وجہ سے جانور کا ضمان اس پر واجب ہو جاتا ہے، یعنی جو کچھ قیمت اس جانور کی ہے وہ قیمت جانور کے مالک کو ادا کرے یا اس سے معافی تلافی کر لے، اور جانور حلال شمار کیا جاتا ہے، یعنی مردار شمار نہیں ہوگا، بلکہ حلال جانور پر عمل ذبح ہونے کی وجہ سے حلال ذبیحہ شمار ہوگا، مگر جب تک ضمان ادا نہیں کرے گا اس وقت تک اس ذبیحہ سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے، خواہ کھانے کے ذریعہ ہو یا فروخت کرنے کے ذریعہ، اگر چہ کے یہ غاصب کی ملکیت میں آچکا ہے۔(۱)

چوری کی چھری سے جانور ذبح کیا

کسی کی چھری چوری کرنا حرام ہے، اگر کسی نے چھری چوری کی تو اس پر توبہ کرنا لازم ہے، توبہ کی تکمیل کے لیے چھری اصل مالک کو لوٹانا ضروری ہے، تاہم اگر کسی نے چھری چوری کر کے اللہ کا نام لے کر جانور ذبح کیا، تو ذبیحہ حلال شمار ہوگا؛ کیوں کہ ذبیحہ کی حلت و حرمت کا تعلق اللہ کے نام پر ذبح کرنے، نا کرنے سے ہے، چھری کی چوری کے عمل کی وجہ

---

(۱) فتاوی دار العلوم دیوبند: ۴۳۱/۱۵

سے حرمت ذبیحہ میں سرایت نہ کرے گی۔فقط واللہ اعلم۔(۱)

گھابن جانور کو ذبح کرنا

جس جانور کے پیٹ میں بچّہ ہو(زندہ یامردہ)اس کا ذبح کرنا جائز ہے البتہ جان بوجھ کر ولادت کے قریب جانور کو ذبح کرنا مکروہ ہے،اس لئے بہتر ہے کہ حاملہ یادودھ دینے والی مادہ کو ذبح نہ کیا جائے کیونکہ دودھ دینے اور بچہ حاصل کرنے میں زیادہ فائدہ ہے اور اگر یہ جانور قربانی کا ہے تو ذبح کے بعد جو بچہ نکلے اس کو بھی ذبح کیا جائیگا،اس کا کھانا حلال ہے،اور اگر مردہ نکلے تو اس کا کھانا درست نہیں،اور اگر ذبح کرنے سے پہلے ہی مرگیا تو اس کا گوشت کھانا حرام ہے۔"**شاة أو بقرة أشرفت علی الولادة، قالوا :یکره ذبحها؛ لأن فیه تضییع الولد**"(۲) حدیث سے گھابن جانور کے ذبح کی اجازت ملتی ہے،حضرت ابوسعید رضی اللہ عنہ سے مروی حدیثِ مبارکہ ہے کہ: "میں نے رسول اللہ ﷺ سے جنین (ذبیحہ کے پیٹ سے نکلنے والے بچے) کے متعلق دریافت کیا،تو آپ ﷺ نے فرمایا :اگر چاہو تو اسے کھالو،مسدد نے کہا : ہم عرض گزار ہوئے کہ یارسول اللہ ہم اونٹنی کو نحر اور گائے بکری کو ذبح کریں،پھر ہمیں اس کے پیٹ سے بچہ ملے تو کیا اسے پھینک دیں یا کھالیں؟فرمایا :اگر تم چاہو تو اسے کھالو کیونکہ اس کا ذبح ہونا اس کی ماں کا ذبح ہونا ہے۔

"سَأَلْتُ رَسُولَ اللهِ عَنِ الْجَنِينِ فَقَالَ كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ. وَقَالَ مُسَدَّدٌ قُلْنَا يَا رَسُولَ اللهِ نَنْحَرُ النَّاقَةَ وَنَذْبَحُ الْبَقَرَةَ وَالشَّاةَ فَنَجِدُ فِي بَطْنِهَا الْجَنِينَ أَنُلْقِيهِ أَمْ نَأْكُلُهُ قَالَ كُلُوهُ إِنْ شِئْتُمْ فَإِنَّ ذَكَاتَهُ ذَكَاةُ أُمِّهِ"(۳)

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،فتوی نمبر:144111200863

(۲) فتاوی ہندیہ:۵/۲۸۷

(۳) أبی داؤد،السنن،حدیث:۲۸۲۷

ذبیحہ کے جنین کا حکم

حاملہ (گابھن) جانور کے پیٹ سے جو بچہ نکلے اگر نکلتے وقت زندہ تھا تو بالاتفاق اسے ذبح کردیا جائے تو حلال ہے، ذبح کرنے سے پہلے مرجائے تو حرام ہے، اگر مردہ پیدا ہوا، اس کی تخلیق مکمل نہیں ہوئی ہو تو فقہاء کرام متفق ہیں کہ اس کا کھانا حرام ہے؛ کیونکہ وہ مضغہ کے حکم میں ہے، اور مردہ ہونے والا کامل الخلقہ ہے، تو امام صاحبؒ کے نزدیک اب بھی اس کا کھانا حرام ہی ہوگا، صاحبین اور امام شافعی کے نزدیک اس کا کھانا حلال ہے۔

امام صاحب کے قول میں احتیاط ہے، اور حلال وحرام کے مسائل میں احتیاطی پہلو پر عمل کرنا چاہئے اس لئے گابھن گائے کے پیٹ سے نکلنے والے بچہ کو جب تک شرعی طور پر ذبح نہ کردیا جائے اس کا کھانا جائز نہیں، خواہ مردہ پیدا ہوا ہو یا پیدا ہو کر مرا ہو۔ (۱)

جو جانور صحیح طریقے پر ذبح نہ ہو اس کو دوبارہ ذبح کرنا

کبھی کبھار ایسا ہوتا ہے کوئی پہلی مرتبہ ذبح کرتا ہے اور ذبح کے تجربے سے ناواقفیت کی بنا پر وہ مکمل رگیں نہیں کاٹ پاتا یا کوئی اور صورت پیش آئی (مثلاً جانور دو رگوں کے کٹنے کے بعد بھاگ کھڑا ہوا، وغیرہ) جس میں مکمل رگیں نہیں کٹی پھر کوئی دوسرا شخص آگے بڑھ کر باقی رگوں کو بسم اللہ پڑھ کر کاٹ دیتا ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ پہلے ذبح میں مکمل رگیں نہیں کٹی تھی اس وجہ سے وہ ذبح مکمل نہیں ہوا تھا لیکن دوسرے ذبح میں باقی رگیں کٹ گئی اس لیے ذبح ثانی مکمل اور درست ہے لہذا جانور حلال ہوگا۔

"وان علمت حیاتها وان قلت وقت الذبح اکلت مطلقا" (۲)

---

(۱) کتاب الفتاویٰ: ۴/۱۹۵

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح ۹/۳۷۴ ط زکریا

حلقوم کاٹنے کے بقیہ رگیں کٹنے سے پہلے بعد جانور کا مر جانا

اگر کسی طریقے سے یہ علم ہو جائے کہ حلقوم (سانس کی نالی) کاٹتے وقت جانور میں حیات تھی اور باقی رگیں کاٹتے وقت مردہ ہو گیا تھا تو ایسی صورت میں حکم یہ ہوگا کہ اگر ذبح کے وقت خون نکلا ہو تو جانور حلال ہوگا اور اگر خون نہیں نکلا تو جانور مردار کہلائے گا۔

"ذبح شاه مريضه فتحركت او خرج الدم كما يخرج من الحي حلت والا لا ان لم يدر حياته عند الذبح"(۱)

مسلمان قصاب نے ذبح کیا اور غیر مسلم نے چمڑا اتارا

اگر جانور کو مسلمان کا شرعی طور پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتا ہے اور بعد میں مذبوح جانور کا چمڑا غیر مسلم اتارتا ہے تو اس ذبیحہ کے کھانے کے متعلق حکم یہ ہے کہ فقط غیر مسلم کے چمڑا اتارنے سے ذبیحے کی حلت پر کوئی اثر نہیں پڑتا لہذا اس کا کھانا درست ہے۔

"وشرط كون الذابح مسلما...... أو كتابيا أو ذميا أو حربيا۔"(۲)

جو جانور چلنے پھرنے اور اٹھنے بیٹھنے سے عاجز ہو اس کو ذبح کرنا

جو ضعیف و کمزور مویشی کسی بیماری کی وجہ سے یا عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے اس قدر کمزور ہوں کہ ان کا چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا دشوار ہو ایسے ہی بعض جوان اور موٹے تازے مویشی جن کا پیر وغیرہ ٹوٹ گیا ہو جس کی وجہ سے ان کا کھانا پینا سب چھوٹ جاتا ہے اور بڑی تکلیف سے ہاتھ پیر رگڑ رگڑ کر مرتے ہیں تو ان کو اپنی موت مرنے دینے سے بہتر ہے کہ ذبح

---

(۱) رد المحتار، کتاب الذبائح ۹/۴۴۸ ط زکریا

(۲) الدر المختار مع رد المحتار کتاب الذبائح ۹/۳۵۸

کر دیا جائے اسلئے کہ ذبح کرنے سے وہ تکلیف دہ زندگی سے محفوظ ہو جائیں گے اور ان کا گوشت کھانا اور فروخت کرنا درست ہے ان کو اپنی موت مرنے دینا برا ہے۔(۱)

جو جانور بزرگوں کی قبر پر ذبح کیے جاتے ہیں ان کا حکم

فی زمانا لوگ بزرگوں کے نام نیاز کے طور پر مانتے ہیں مثلا کہ فلاں پیر کی خانقاہ پر مانا ہوا بکرا ہے پھر اس کو اس پیر کی قبر پر لے جا کر بسم اللہ پڑھ کر ذبیحہ کرتے ہیں تو اس ذبیح کے متعلق حکم یہ ہے جو جانور تعظیما و تقربا الی غیر اللہ ذبح کیا جائے اگر چہ بوقت ذبح اللہ کا نام لیا گیا ہو تب بھی وہ حلال نہیں ہوگا اس لیے کہ وہ غیر اللہ کے نامزد کیا گیا ہے لہذا ما اھل بہ لغیر اللہ میں داخل ہو کر حرام ہو گیا فقط بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کرنے سے حلال اور پاک نہیں ہوگا بلکہ جو غیر اللہ پر نامزد کیا ہے اس نیت کو ختم کرنا ہوگا۔

"ذبح لقدوم الامیر ونحوہ کواحد من العظماء یحرم لانہ اھل بہ لغیر اللہ ولو.......ذکر اسم اللہ تعالی"(۲)

گردن مروڑی ہوئی مرغی کا حکم

عموما جب بلی مرغ کا شکار کرتی ہے تو سب سے پہلے گردن پر حملہ کر کے سر کو دھڑ سے جدا کرتی ہے ایسی صورت میں اس مرغی کو ذبح کر کے کھانے کے سلسلے میں حکم یہ ہے کہ اگر گردن کا اتنا حصہ باقی ہے کہ ذبح ممکن ہو تو ذبح کرنے سے مرغ حلال ہو جائے گا سر کو پھینک کے باقی مرغی کھالے اور اگر بلی سر کے ساتھ پوری گردن بھی توڑ دے اور ذبح کرنے کی مقدار کا حصہ نہ بچا ہو تو ذبح کرنے کا کوئی راستہ نہیں اس لیے اس کا کھانا حرام ہے۔

"شاۃ قطع الذنب او داجھا وھي حیہ لا تزکي لفوات محل

---

(۱) مستفاد از: فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۵/۴۴۸

(۲) الدر المختار مع رد المحتار، کتاب الذبائح: ۹/۳۷۵، ط: دار عالم الکتب بیروت

الذبح ولو انتزع رؤسها وهي حية تحل بالذبح بين اللبة واللحيين"۔(۱)

بلی کے منہ سے چھڑائی ہوئی مرغی کا حکم

بعض اوقات بلی مرغ کے بدن کے کسی حصہ پر حملہ کرتی ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ مرغی کو بلی سے چھڑانے کے فورا بعد ذبح کرتے وقت اسی طرح خون نکلتا ہو جیسا زندہ صحیح مرغی ذبح کرتے خون نکلتا ہے تو اس کا کھانا جائز ہے اگر چہ اس میں حرکت محسوس نہ ہو۔

"ذبح شاة مريضة فتحركت او خرج الدم كما يخرج من الحي حلت والا لا ان لم يدر حياته عند الذبح وان علم حياته حلت مطلقا وفي شرح الطحاوي خروج دم لا يدل على الحياة الا اذا كان يخرج من الحي عند الامام وهو ظاهر الرواية"۔(۲)

مسجد کے سامنے جانور ذبح کرنا

اگر کوئی غیر مسلم اپنے کھانے پینے کے لئے جانور ذبح کرائے اور مسلمان ایسی جگہ اسے ذبح کرے جو مسجد کے سامنے ہو تو حرج نہیں، اگر غیر مسلم اللہ کے نام سے اور اللہ کی تعظیم میں مسلمان سے جانور ذبح کرائے، تو یہ صورت بھی جائز ہے، اگر مسجد کے سامنے مسجد کے ڈھانچے کے احترام کے طور پر جانور ذبح کیا جائے تو یہ جائز نہیں، کیونکہ کسی بھی شئے کی تعظیم میں جانور ذبح کرنا حرام ہے۔

"ذبح على قدوم الأمير ونحوه كواحد من العظماء يحرم

---

(۱) فتاوی شامي، كتاب الذبائح: ۳۰۸/۶

(۲) شامي، كتاب الذبائح، زكريا: ۴۴۷/۹

لأنه أحل به لغير الله ولو ذكر اسم الله تعالى"(۱)

مندر کے سامنے جانور ذبح کرنا

مندر کے سامنے کسی جانور کو ذبح کرنا کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں ہے، یہ ذبیحہ حرام ہے، اللہ تعالی نے خود اس کا ذکر فرمایا"ماذبح علی النصب "(۱) بلکہ اس میں کفر کا اندیشہ ہے اس لئے نہ اس طرح ذبح کرنا درست ہے اور نہ اس ذبیحہ میں سے کھانا۔ غیر مسلم بھائیوں کو نرمی سے سمجھا دینا چاہیے کہ ہمارے لئے خدا کے سوا کسی اور کی عبادت درست نہیں اور جانور کی قربانی بھی عبادت میں شامل ہے، اس کا مقصد دوسرے لوگوں کے مذہب کی توہین یا ان سے نفرت نہیں ہے۔ اگر کوئی غیر مسلم اپنے کھانے پینے کیلئے جانور ذبح کرائے اور مسلمان ایسی جگہ اسے ذبح کرے جو مسجد کے سامنے ہو تو کوئی حرج نہیں، اگر غیر مسلم اللہ کے نام سے ذبح اور اللہ کی تعظیم میں مسلمان سے جانور ذبح کرائے تو یہ صورت بھی جائز ہے۔

"ذبح علی قدوم الامیر ونحوه هکواحد من العظماء یحرم
لأنه احل به لغير الله ولو ذكر الله اسم الله تعالى"

غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور کا حکم

بعض مسلم طبقے میں یہ رواج عام ہے کہ کسی کے بیمار ہو جانے پر منت مانی جاتی ہے کہ اگر یہ شخص ٹھیک ہو جائے تو اس کے نام پر جانور ذبح کریں گے اسی طرح کہ کفار کے علاقوں میں یہ دستور ہیں کہ کے کسی کے مرجانے پر جانور کو مردے کے نام پر جانور ذبح کر کے دعوت کی جاتی ہے اور اس نے مسلمان بھی مدعو ہوتے ہیں تو ان مذکورہ دو صورتوں کے متعلق حکم یہ ہے کہ یہ جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کیا گیا ہے اس کو اگر بسم اللہ پڑھ کر بھی ذبح کیا جائے

---

(۱) شامی: ۴/۹ ۴۷، کتاب الفتاویٰ: ۴/ ۱۸۵

تب بھی حلال نہیں ہوگا بلکہ ما اھل لغیر اللہ میں شامل ہو کر حرام ہوگا۔

”واعلم أن النذر الذي يقع للأموات من أكثر العوام وما يؤخذ من الدراهم والشمع والزيت ونحوها إلى ضرائح الأولياء الكرام تقرباً إليهم فهو بالإجماع باطل وحرام ما لم يقصدوا صرفها لفقراء الأنام وقد ابتلي الناس بذلک ولا سيما في هذه الأعصار وقد بسطه العلامة قاسم في شرح درر البحار“۔(۱)

”ذبح لقدوم الامير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله ولو ذكر اسم الله تعالى“۔(۲)

غیر اللہ کے نامزد جانور کو نیت بدل کر ذبح کرنا

بسا اوقات لوگ جانور کو غیر اللہ کے نامزد کر دیتے ہیں (مثلاً یہ فلاں پیر کا بکرا ہے) پھر جب اپنی غلطی کا احساس ہوتا ہے اس وقت نیت تبدیل کر کے ذبح کرتے ہیں تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا کیونکہ ذبیحہ میں حرمت غیر اللہ کی نامزدگی کے سبب آرہی تھی اور نیت کی تبدیلی کی وجہ سے سبب ختم ہوگیا لہٰذا جانور حلال رہے گا۔

”ذبح لقدوم الامير ونحوه كواحد من العظماء يحرم لانه اهل به لغير الله ولو ذكر وصلية اسم الله تعالى عليه“۔(۳)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار، كتاب الصوم، قبيل باب الاعتكاف، ۳ :۴۲۷، ط :مكتبة زكريا ديوبند

(۲) الدر المختار مع رد المحتار:۶/۳۰۹،ط:سعيد

(۳) الدر المختار مع رد المحتار كتاب الذبائح ۹/۳۷۵ زكريا

مشینی ذبح کے گوشت کی دعوت قبول کرنا

آسٹریلیا میں مارکیٹ میں چکن دو طرح کا ملتا ہے کچھ کے پاس ہاتھ سے ذبح شدہ ہوتا ہے اور کچھ مشین سے ذبح شدہ چکن فروخت کرتے ہیں۔ اگر کسی مسلمان کے ہاں دعوت پر گئے تو کیا یہ پوچھنا لازم ہے کہ وہ یہ تحقیق کر کے لایا ہے کہ یہ ہاتھ سے ذبح شدہ ہے؟ اور اگر اس کو معلوم نہ ہو کہ ہاتھ سے ذبح شدہ ہے یا مشین سے۔ تو پھر اس کا کیا حکم ہوگا؟

اس سلسلہ میں حکم یہ ہے کہ اسلام میں مشینی ذبح جائز نہیں ہے، اس میں ذبح شرعی کی شرائط نہیں پائی جاتیں؛ لہٰذا مشین سے ذبح شدہ مرغ سے اجتناب کیا جائے اور جو مرغ ہاتھ سے شرعی طریقہ پر ذبح کیا جاتا ہو، صرف وہ کھایا جائے۔ اور جب مارکیٹ میں دونوں طرح کا گوشت رائج ہے اور عام لوگ احتیاط بھی نہیں کرتے تو دعوت کے موقعہ پر میزبان سے تحقیق کر لینے میں کچھ حرج نہیں؛ بلکہ جب کوئی کھانے کی دعوت دے تو دعوت قبول کرنے کے ساتھ میزبان کو مشینی ذبیحہ کے گوشت سے اجتناب کے لیے کہہ دیا جائے اور اگر میزبان کو معلوم نہ ہو اور لوگوں میں دونوں طرح کا گوشت رائج ہو تو ایسا گوشت کھانے سے احتراز چاہیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۱)

چرم کا خون کپڑوں پر لگے تو نماز کا حکم

جو خون جانور سے ذبح کے وقت بہتے ہوئے نکلتا ہے وہ ''دم مسفوح'' کہلاتا ہے اور وہ ناپاک ہوتا ہے، اگر وہ کپڑے یا بدن پر ہتھیلی کی گہرائی کی مقدار یا اس سے کم لگے تو اس کے ساتھ پڑھی گئی نماز صحیح ہو جاتی ہے؛ لیکن اتنی مقدار کو بھی دھو کر نماز پڑھنا چاہیے، مگر قصاب حضرات کے کپڑے یا بدن پر ایک درہم نہیں بلکہ کئی دراہیم کا خون لگا ہوتا ہے، اس لئے جب تک اسے مکمل صاف نہ کیا جائے نماز درست نہ ہوگی۔

---

(۱) دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر: 169700

”وعفا الشارع عن قدر درهم وإن كره تحريمًا فيجب غسله وما دونه تنزيهًا إلى آخر ما في رد المحتار“۔(۱)

اور کھال پر جو خون لگا ہوتا ہے وہ عام طور پر وہی دمِ مسفوح ہوتا ہے؛ لہٰذا اگر کسی کے کپڑوں پر کھال اٹھاتے وقت خون لگ جائے تو وہ ناپاک ہی ہوگا اور اگر اس کی مقدار ایک درہم سے زائد ہو تو اس میں نماز ادا کرنا بھی درست نہ ہوگا،اس لئے قصاب حضرات نماز کے لئے مستقل جوڑا رکھ لیں،خون آلود لباس کے بہانے نماز نہ چھوٹے۔

”وفي ”عيون المسائل“ :الدم الملتزق باللحم إن كان ملتزقاً من الدم السائل بعدما سال كان نجساً، وإن لم يكن ملتزقاً من الدم السائل لم يكن نجساً“(۲)

یہی حکم ان طلبہ کرام کا ہے جو مدارس کے لئے چرمِ قربانی وصول کرتے ہیں جو چرم اٹھانے اور ذبح کرنے کے کی وجہ سے کپڑوں پر کافی داغ دھبہ خون کے لئے ہوتے ہیں کہ کپڑے بدل کر نماز ادا کرنا ہوگا، چرم قربانی کی وصولی کو بہانہ بنا کر نماز ترک کرنا جائز نہیں ہے۔

کیا قربانی کے جانور کا خون قابل احترام ہے؟

ذبح کے وقت جو خون جانور سے نکلتا ہے وہ ناپاک ہوتا ہے، اگر بدن یا کپڑوں پر لگ جائے تو اس کو بھی ناپاک کر دے گا؛ اس لیے جانور کے خون کو ذبح کے بعد کسی طرح ہٹا دینا چاہیے؛ تاکہ اس کی وجہ سے ناپاکی نہ پھیلے۔ نیز اس طرح خون کا سڑکوں پر پڑا رہنا گندگی کا باعث بھی بنتا ہے۔ اس لئے گڑھا کھود کر خون اس میں بہا دیا جائے، اس گھڑے پر مٹی ڈال کر بند کر دیا جائے، سڑک پر قربانی کے جانور کا خون پڑا رہتا ہے،لوگ اور گاڑیاں اس پر سے گزرتی ہیں تو کبھی گر جاتی ہیں، بدبو پھیلتی، اسلام کی شبیہ خراب ہوتی ہے، مگر یہ سب اس وجہ سے

---

(۱) درمختار مع الشامی ۱ : ۵۲۰/، ط : زکریا

(۲) المحيط البرهاني في الفقه النعماني ۱ :۱۸۹/

کہ اسلام میں صفائی کا حکم ہے،ہاں! قربانی کے جانور کے احترام کا تو شریعت میں حکم ہے، لیکن اس کا خون شرعاً لائق احترام وتکرم نہیں ہے،اسی لئے اس کے احترام کا حکم نہیں دیا گیا۔ بہت سے قصاب حضرات خود قربانی کا خون جمع کرلیتے ہیں،یا دوسروں کو جمع کرکے فروخت کرتے ہیں،یہ عمل درست نہیں ہے۔فقط واللہ اعلم۔

کیاذبح کے بعد کلی کرنا ضروری ہے؟

جانور ذبح کرنے کے بعد کلی کرنے کی کوئی صراحت موجود نہیں،کلی کرنے سے پہلے بھی بات چیت کرنے میں شرعاً کوئی ممانعت نہیں۔فقط واللہ اعلم۔(۱)

قصاب کی اجرت جانور میں سے دینا یا مطالبہ کرنا

جانور ذبح کرنے اور گوشت بنانے والے قصاب کی اجرت الگ سے دی جائے، جانور کی کھال یا گوشت وغیرہ بطور اجرت دینا جائز نہیں ہے اگر دیا جائے تو اسی کے بقدر رقم کا صدقہ کرنا واجب ہے،البتہ بطور ہدیہ کے جتنا چاہے دیا جاسکتا ہے۔

”ولا يعطى اجر الجزار منها لانه كبيع..... والبيع مكروه فكذامافي معناه“(۲)

قصائی کی اجرت قربانی کے گوشت یا اس کے کسی حصے سے دینا جائز نہیں ہے،جیسا کہ علی رضی اللہ عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے انہیں ایک اونٹ کی قربانی کرکے اس کے گوشت وغیرہ کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اور یہ بھی حکم دیا کہ اس میں سے قصائی کو بطور

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن فتوی نمبر:144410101244

(۲) درمختار مع شامی ۹/۴۷۵،البحر الرائق ۹/۳۲۷،تاتارخانیۃ ۱۷/۴۴۲،ھدایۃ ۴/۴۳۴،جواہر الفقہ ۱/۴۵۲،کتاب المسائل ۲/۳۲۹

اجرت کچھ نہ دیا جائے(۱)

حافظ ابن حجرؒ بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ : قصائی کو معاوضہ ہونے کے سبب قربانی کے گوشت میں سے بطور اجرت دینا ممنوع ہے، امام نوویؒ نے بھی یہی بات کہی ہے۔

"إعطاء الجزار على سبيل الأجرة ممنوع لكونه معاوضة"(۲)

علامہ ابن قدامہؒ فرماتے ہیں : "اگر قصائی کو قربانی کے گوشت میں سے بطور صدقہ یا ہبہ دیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیونکہ ایسی صورت میں وہ دوسروں کی طرح ایک عام آدمی ہے، اس لئے کہ اس جانور سے اس کا تعلق رہا ہے اور اس کی طبیعت اس کی خواہش کرتی ہے۔"(۳)

تمرینی سوالات

۱۔حلال کسے کہتے ہیں؟

۲۔حلال جانور میں بنیادی شرائط کیا ہیں؟

۳-ذبح کی لغوی اور اصطلاحی تعریف کیا ہے؟

۴-شرائط ذبح بیان کریں؟

۵-شوافع کے نزدیک ذبح کے کیا شرائط ہیں؟

۶-ذبح کے وقت جانور کی کتنی رگیں کرنا ضروری ہے؟

۷-اسلامی ذبیحے کی کیا حکمتیں ہیں؟

۸-زمانے جاہلیت میں ذبح کے کتنے طریقے پائے جاتے تھے؟

۹-آلہ ذبح کیسا ہونا چاہیے؟

---

(۱) بخاری : کتاب الحج، حدیث ۱۲۰

(۲) فتح الباری: ۳/ ۶۵۰، شرح مسلم للنووی: ۹/ ۶۵

(۳) الشرح الکبیر: ۵/ ۲۰۹

۱۰- جہاں پر ذبح اختیاری دشوار ہو وہاں پر ذبح اضطراری کا کیا حکم ہے؟
۱۱- مشینی ذبیحے کا کیا حکم ہے؟
۱۲- مچھلی بغیر ذبح کے کیوں حلال ہے؟
۱۳- کیا زیادہ مرغ ہونے پر ترک تسمیہ کی گنجائش ہے؟
۱۴- کیا معین ذابح پر بھی تسمیہ ضروری ہے؟
۱۵- کیا عربی میں تسمیہ پڑھنا ضروری ہے؟
۱۶- تین چار مرغیوں کو یک بارگی ذبح کرنے کا کیا حکم ہے؟
۱۷- ذبح سے پہلے جانور کو الیکٹرک شاک دینا کیسا ہے؟
۱۸- ذبح کی تکلیف سے محفوظ رکھنے کے لیے ذبح سے قبل جانور کو گولی مار کر بے ہوش کرنا کیسا ہے؟
۱۹- ذبیحہ مرغ کو صفائی کے لیے گرم پانی میں ڈالنا کیسا ہے؟
۲۰- جانور ٹھنڈا ہونے سے پہلے گردن الگ کرنا کیوں منع ہے؟
۲۱- چوری کا جانور ذبح کر کے فروخت کر سکتے ہیں؟
۲۲- جو جانور بزرگوں کی خبر پر ذبح کیے جاتے ہیں ان کا کیا حکم ہے؟
۲۳- غیر اللہ کے نام سے جانور کو نیت بدل کر ذبح کرنا؟
۲۴- چرم کا خون کپڑوں پر لگے تو نماز کا کیا حکم؟

مختلف مذاہب کے قصّاب کے ذبیحہ کا حکم

اہل اسلام کا ذبیحہ

مسلمانوں کا اعتقاد یہ ہے کہ اللہ نے اس دنیا میں جو کچھ پیدا کیا ہے وہ سب انسان کے استفادہ کے لئے اور اس کی عزت افزائی کے لئے پیدا کیا ہے۔ **"ھو الذی خلق لکم ما فی الارض جمیعاً"**

جہاں تک جانوروں کے حلال ہونے کا حکم ہے یہ کام تو صرف اللہ کا ہے اللہ نے جن جانوروں کو جس طریقے سے ذبح کرنے کا حکم براہ راست قرآن میں یا بالواسطہ نبی کے ذریعہ حکم دیا ہے وہی جانور حلال ہوں گے ذیل میں اسی کے متعلق تفصیل پیش کی جارہی ہے۔

ذبح کرنے والا مسلمان ہونا کیوں ضروری ہے؟

ذبح کے عمل کے درست ہونے کے لئے دوسری ضروری بات یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت جانور پر اللہ کا نام لیا جائے، اللہ تعالیٰ نے اس بات کی صراحت فرمائی ہے کہ وہی جانور حلال ہے، جو اللہ کا نام لے کر ذبح کیا گیا ہو اور ایسے جانور کا گوشت کھانے سے منع فرمایا گیا ہے، جس پر اللہ کا نام نہیں لیا گیا ہو : **"وَلاَ تَاْكُلُوْا مِمَّا لَمْ يُذْكَرِ اسْمُ اللّٰهِ عَلَيْهِ"**۔(۱) احادیث میں اس کی اور بھی وضاحت آئی ہے، یوں تو اصل مقصود جانور پر اللہ تعالیٰ کا نام لینا ہے، خواہ کسی بھی طریقہ پر نام لیا جائے؛ لیکن افضل طریقہ یہ ہے کہ "بسم اللہ اللہ اکبر" کہا جائے، ذبیحہ پر اللہ تعالیٰ کے نام لینے کا یہ حکم ایمان وعقیدہ کے پہلو سے ہے۔

کیوں کہ دنیا کی مختلف مشرک قومیں ذبح اور قربانی کو مشرکانہ نقطۂ نظر سے انجام دیتی آئی ہے، لوگ دیویوں اور دیوتاؤں کے نام پر جانوروں کو چھوڑتے تھے، تہواروں میں ان کے نام سے قربانی کیا کرتے تھے، استھانوں اور بتوں کی عبادت گاہوں پر جانوروں کے نذرانے پیش کیا کرتے تھے اور کھانے کے لئے بھی غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرتے تھے

---

(۱) الانعام: ۱۲۱

،گویا ذبح و قربانی کو وہ اپنے مشرکانہ عقائد کے اظہار کا ذریعہ بناتے تھے،اس کی واضح مثال خود ہندوستان ہے،عام طور پر برادران وطن گوشت خوری کو ناپسند کرتے ہیں اور زیادہ تر سبزی خور ہیں،ان کو نہ صرف گائے کی قربانی پر اعتراض ہے؛ بلکہ بڑا جانور بھی ناگوار خاطر ہے؛ لیکن اس کے باوجود تہواروں میں ان کے یہاں بھی جانوروں کی قربانی کی جاتی ہے،رسول اللہ ﷺ آنے لوگوں کے ذہن میں عقیدۂ توحید کو راسخ کرنے اور مشرکانہ افکار سے انھیں بچانے کے لئے یہ تدبیر فرمائی کہ جن کاموں کو وہ شرک اور غیر اللہ کی تقدیس کے طور پر کرتے تھے،ان ہی کو توحید کے سانچے میں ڈھال دیا گیا،قربانی دینا چوں کہ ایک فطری جذبہ ہے اور گوشت انسان کی ایک فطری غذا ہے؛اس لئے آپ آنے قربانی کے طریقہ کو باقی رکھا،شرعی ذبیحہ کو حلال قرار دیا گیا؛لیکن ان کو شرک کی بجائے عقیدۂ توحید کا مظہر بنادیا کہ قربانی کی جائے،مگر اللہ ہی کے نام پر،جانور ذبح کیا جائے؛لیکن اللہ ہی کے نام پر،غیر اللہ کے نام پر نہ قربانی جائز ہے اور نہ جانوروں کو چھوڑنا اور ذبح کرنا،علماء اس بات پر متفق ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ کے علاوہ کسی اور کے نام پر جانور ذبح کرے تو اس کا کھانا حرام ہے؛ کیوں کہ خود قرآن مجید میں اس کی صراحت ہے،اس پر بھی قریب قریب اتفاق ہے کہ اگر ذبح کرتے وقت قصداً اللہ کا نام چھوڑ دے تو اس صورت میں بھی ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔(۱)

جس کو کلمہ طیبہ یاد نہ ہو اس کا ذبیحہ

ہمارے معاشرے میں بعض قصاب ایسے بھی پائے جاتے ہیں جنہیں اول کلمہ یاد نہیں؛لیکن وہ اللہ کا نام لے کر برابر جانور ذبح کرتے ہیں تو چونکہ ایمان کا تعلق دل کے عقیدے سے ہے اور وہ دل سے مومن ہوتے ہیں تو انہیں اگر چہ اول کلمہ یاد نہ ہو تب بھی صرف اللہ کا نام لے کر ذبح کرنے سے بھی ان کا ذبیحہ حلال ہو جائے گا البتہ انہیں اول کلمہ

---

(۱) الہدایہ ۴ : ۳۴۷/، جدید فکری مسائل

یاد کرنے کی ترغیب دینا چاہیے۔ ”وشرط کون الذبح مسلما“۔(۱)

مماتی کا ذبیحہ

جولوگ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حیات النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں ان کو عرف میں ”مماتی“ کہا جاتا ہے، عقیدۂ حیات النبی اہلِ سنت والجماعت کا اجماعی عقیدہ ہے، جس کا منکر اہلِ سنت والجماعت سے خارج اور گم راہ واہلِ ہوی میں سے ہے، لیکن یہ کافر یا مشرک نہیں؛ اس لیے ایسے شخص کا ذبیحہ کھانے کی گنجائش ہے۔ ”وشرط کون الذابح مسلمًا حلالًا“(۲)

فائدہ: اہلِ سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ آپ ﷺ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبورِ مبارکہ میں زندہ ہیں، اور ان کی حیات دنیوی حیات کے مماثل، بلکہ اس سے بھی قوی ہے، اور دیگر تمام لوگوں کی حیات سے انبیاء کرام علیہم السلام کی حیات ممتاز، اعلیٰ اور رفع ہے، اور وہ سب اللہ رب العزت کی ذات وصفات کے مشاہدہ اور مختلف قسم کی عبادات میں مشغول ہیں، یہ ضروری نہیں ہے کہ سب نمازوں میں مشغول ہوں گے، بلکہ ممکن ہے کہ کسی کو یہ مشاہدہ بصورتِ نماز ہوتا ہو اور کسی کو بصورتِ تلاوت ہوتا ہو اور کسی کو اور طریقہ سے، لہٰذا سب مشاہدہ باری تعالیٰ میں ہیں۔(۳) البتہ عالم برزخ میں انبیاء کرام علیہم السلام کی عبادات مکلف ہونے کے اعتبار سے نہیں ہیں، بلکہ بلا مکلف ہونے کے صرف تلذذ اور لذت حاصل کرنے کے لیے ہے۔ مذکورہ عقیدہ رکھنے والے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا درست ہے اور اس کا ذبیحہ بھی حلال ہے، اس کے برعکس جو قبر مبارک میں حیات نبی کا منکر ہو اس کی اقتدا میں نماز پڑھنا

---

(۱) الدر المختار ۹/٤٢٨ زکریا

(۲) الدر المختار وحاشیہ ابن عابدین: ۶/ ۲۹۶، (بحوالہ: دار الافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144211200072)

(۳) شفاء السقام فی زیارۃ خیر الانام للسبکی، ص: ۲۰۶

مکروہِ تحریمی ہے، الحاوی للفتاوی میں ہے کہ نبی کریم ﷺ کی اپنی قبر میں حیات اور تمام انبیاء علیہم السلام کی حیات علمِ قطعی کے ساتھ ثابت ہے بوجہ ان احادیثِ متواترہ کے جو حیاتِ انبیاء پر دلالت کرتی ہیں۔

"حياة النبي ﷺ في قبره هو و سائر الأنبياء معلومة عندنا علماً قطعياً لما قام عندنا من الأدلة في ذلك، و تواترت به الأخبار الدالة على ذلك"(۱)

مرد کی موجودگی میں قصّابہ عورت کا جانور کو ذبح کرنے کا حکم

جانور کے حلال ہونے کے لیے ذابح (ذبح کرنے والے) کا مسلمان یا اہلِ کتاب ہونا اور اللہ کا نام لینا شرط ہے، لہٰذا مردوں کی موجودگی کے باوجود اگر کوئی مسلمان یا اہلِ کتاب عورت جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے (چھری پھیرے) تو اس میں شرعاً کوئی حرج نہیں ہے، البتہ اگر مذبح (جائے ذبح) میں غیر محرم مرد بھی ہو تو عورت کو یہ اجازت پردہ کا مکمل اہتمام کرنے کی شرط کے ساتھ ہی دی جا سکتی ہے۔ اگر کسی جگہ عورت کی بے پردگی کا احتمال ہو تو عورت کو اس کی اجازت نہیں دی جائے گی۔(۲)

کافر حکومت کی طرف سے مقرر کردہ مسلمان قصائی کے ذبیحہ کا حکم

بعض ممالک میں کافر حکومت کی طرف سے دکانوں میں مسلمان قصائی رکھا جاتا ہے تو اس دکان سے گوشت خریدنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر مسلمان شرعی قاعدے کے مطابق بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرتا ہے تو ذبح درست ہے اور جانور کا گوشت حلال ہے لہذا اس جگہ سے گوشت خرید کر استعمال کرنا بھی جائز ہوگا۔

---

(۱) الحاوی للفتاوی، إنباء الأذكياء بحياة الأنبياء، ص:٥٥٤، ط:رشيدية

(۲) دارالافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144112200856

"وشرط كون الذابح مسلما حلالا خارج الحرم .... او كتابيا، ذميا، حربيا"(۱)

بوہرے کا ذبیحے کا حکم

بوہرے ایک مسلم کمیونٹی ہیں جو بنیادی طور پر ہندوستان، پاکستان، یمن اور دنیا کے مختلف حصوں میں پائی جاتی ہے۔ یہ کمیونٹی اسماعیلی شیعہ مسلک سے تعلق رکھتی ہے۔ بوہروں کی اصل یمن سے ہے، لیکن آج یہ کمیونٹی زیادہ تر جنوبی ایشیا میں آباد ہے۔

بوہرے عام طور پر دو اہم گروہوں میں تقسیم ہوتے ہیں:

۱۔دعوتِ فاطمیہ (داؤدی بوہرے) : یہ سب سے بڑا گروہ ہے اور اس کا مرکز ہندوستان کے شہر ممبئی میں ہے، ان کے روحانی رہنما کو "دعوت کا سیدنا" یا "داؤدی بوہرہ" کہا جاتا ہے۔

۲۔سلیمانی بوہرے : یہ گروہ زیادہ تر یمن اور سعودی عرب میں پایا جاتا ہے اور ان کے اپنے علیحدہ روحانی رہنما ہیں۔

۱۔بوہرے دوسرے شیعہ فرقوں کی طرح قرآن میں تحریف اور کمی بیشی کے قائل ہیں ،ان کے مطابق مصحف عثمانی میں دس پارے نہیں ہیں، جن میں اہل بیت کے بارے میں باتیں درج ہیں اور یہ دس سپارے جنابِ امیر کے پاس تھے اور انھوں اس خیال سے نہیں دیے کے اہل بیت کے ذکر کی وجہ سے تلف کر دیے جائیں گے، اس کے علاوہ قرآن میں کئی جگہ تحریف کے قائل ہیں، ان کا کہنا ہے دس پارے نہ ہونے کی صورت میں مصحف عثمانی سے کام نکالا جائے، ان کا خیال ہے کہ یہ دس پارے بعض خاص خاص شیعہ اکابر کے پاس ہیں۔

---

(۱)الدر المختار کتاب الذبائح ۴۷/۹ط دار عالم الکتب بیروت

۲۔ان کی نمازیں شیعوں کے برعکس اول وقت ہوتی ہیں، دن میں تین مرتبہ نمازیں پڑھتے ہیں۔پہلی فجر، دوسری بار ظہر کی ساڑھے بارہ کے لگ بھگ اور ظہر کی نماز پڑھ کر وہیں بیٹھے رہتے ہیں اور آدھا گھنٹہ کے بعد عصر کی پڑھ لیتے ہیں، اس طرح مغرب کی نماز پڑھنے کے کچھ دیر بعد عشاء کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔مسجد میں عورتوں کے لیے ایک حصہ مخصوص ہوتا ہے، پیش امام بطور عامل اور قاضی کے داعی کی طرف سے ہر بستی میں مقرر ہوتے ہیں اور اس کی معرفت سالانہ نذرانہ اپنی مقدار کے مطابق زکوۃ داعی کو بھیجتا ہے۔

بوہروں کے نزدیک رسول اسلام ﷺ کے اہل بیت کی مودت و محبت رکن اسلام ہے یہ لوگ قسم میثاق میں جس پر تمام بوہرے متفق ہیں کہتے ہیں کہ ”صدق دل سے امام ابو القاسم امیر المومنین کی جو تمہارے امام ہیں پیروی کریں“ ان کے فرائض پنجگانہ اس طرح ہیں۔

۳۔ان کی اذان شیعہ اثنا عشری کی طرح ہے لیکن وضو کا طریقہ اہل سنت کی طرح ہے ،بوہرے نماز کے دوران میں ہاتھ کھلے رکھتے ہیں نماز کے لیے ان کا لباس مخصوص ہوتا ہے یہ لوگ تین وقت نماز پڑھتے ہیں اور ہر نماز کے اختتام پر رسول اسلام ﷺ، حضرت علی بن ابی طالب اور حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہم اور اپنے اکیس اماموں کا نام لیتے ہیں۔

۴۔بوہرے نماز جمعہ کے قائل نہیں ہیں ان کی دعاؤں کی کتاب کا نام ”صحیفۃ الصلاۃ“ ہے بوہروں کے نزدیک شفاعت کا نہایت اہم مقام ہے، بوہروں نماز کے کپڑے علٰحد رکھتے ہیں، مگر جب کپڑے دستیاب نہ ہوں تو پہنے ہوئے کپڑوں میں نماز پڑھ لیتے ہیں۔

۵۔بوہرے ہندوؤں سے سخت پرہیز کرتے ہیں لیکن دلچسپ بات یہ ہے کہ ان میں کچھ باتیں ہندوؤں کی باقی ہیں، مثلاً ان کی عورتیں پردہ نہیں کرتی ہیں، یہ سود لیتے اور دیتے ہیں، دیوالی میں ہندوؤں سے زیادہ خوشی اور روشنی سے زیادہ سامان کرتے ہیں، اسی رات میں کھاتہ کی پرانی کتاب کو بند کردیتے ہیں اور نئی کھاتے کی کتاب شروع کرتے ہیں، ان کا

عامل ہر دکان پر جا کر کھاتے کی نئی کتاب پر بسم اللہ لکھتا ہے اور دکان دار کچھ اس کی نذر کرتا ہے۔

۶۔ بوہروں کا لباس عام طور پر عمامہ اور لمبی اچکن ہوتا ہے، سفید رنگ خاص بوہروں کا ہے اور یہ رنگ انھوں نے عباسیوں کی ضد میں جن کا رنگ سیاہ تھا اختیار کیا تھا، بوہرہ عورتیں عام لباس پہنتی ہیں اور باہر نکلتے وقت لباس پر ایک اسکرٹ نما لہنگا اور اوپر آدھا برقع پہنتی ہیں، مگر پردہ نہیں کرتی ہیں۔

بوہرے اپنی ثقافت، روایات اور تجارتی سرگرمیوں کے لیے مشہور ہیں، ان کی زبان ''لسانی'' یا ''گجراتی'' ہے، اور ان کا رہن سہن اور کھانے پینے کے طریقے ان کی مخصوص ثقافت کی عکاسی کرتے ہیں۔ بوہرے اپنے مخصوص لباس اور روایتی تہواروں کی وجہ سے بھی پہچانے جاتے ہیں۔(۱)

حاصل یہ کہ ''بوہرے'' تحریف قرآن کے قائل ہیں اور جمہور صحابہ کی تکفیر کرتے ہیں اس لیے ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا؛ اس لیے حلال اور غیر مشتبہ چیز کو چھوڑ کر مشتبہ چیز اختیار نہ کی جائے، اور بہر صورت بہتر ہے کہ ان کے ذبیحہ سے احتراز کیا جائے۔

''وبهذا ظهر أن الرافضي إن كان ممن يعتقد الألوهية في علي، أو أن جبريل غلط في الوحي، أو كان ينكر صحبة الصديق، أو يقذف السيدة الصديقة فهو كافر لمخالفته القواطع المعلومة من الدين بالضرورة، بخلاف ما إذا كان يفضل عليا أو يسب الصحابة فإنه مبتدع لا كافر۔(۲) (وأما شرائط الذكاة فأنواع) ــــــ (ومنها) أن يكون مسلماً أو

---

(۱) بحوالہ: ویکیپیڈیا، زاہد علی، ہمارے اسماعیلی مذہب کی حقیقت اور اس کا نظام، حیدرآباد 1954ء

(۲) ردالمحتار، فصل فی المحرمات: ۴۶/۳، ط: سعید

کتابیاً، فلا تؤکل ذبیحة أهل الشرك والمرتد(۱) قال تعالی: وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ (۲) والكتابي من يؤمن بنبي ويقر بكتاب۔ (۳)

الیز احمد کو نبی ماننے والے کا ذبیحہ

اہل سنت والجماعت کا متفقہ عقیدہ ہے حضرت محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نیا نبی آنے والا نہیں ہے اور جو آپ ﷺ کو آخری نبی تسلیم نہ کرے وہ مسلمان باقی نہیں رہے گا اور وہ الیز احمد فرقہ کے لوگ الیز احمد کو نبی مانتے ہیں لہٰذا وہ قادیانیوں کی طرح مرتد ہے اور مرتد کا ذبیحہ حرام ومردار ہے۔

"وأما الإيمان بسيدنا عليه الصلاة والسلام، فيجب بأنه رسولنا في الحال وخاتم الأنبياء والرسل، فإذا آمن بأنه رسول ولم يؤمن بأنه خاتم الرسل لاينسخ دينه إلى يوم القيامة لا يكون مؤمنا"۔ (۴)

غیر مقلدین کے نزدیک کافر کے ذبیحہ کا حکم

حضرت مولانا عبدالرحیم لاجپوری رحمہ اللہ "دلیل الطالب" کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ اہل حدیث مولانا نواب صدیق حسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں۔

"قال الشوكاني والحق ان ذبيحه الكافر حلال"

---

(۱) الفتاوى الهندية :۵/۲۸۵

(۲) المائده :۵

(۳) والأولى أن لا يأكل ذبيحتهم ولا يتزوج منهم إلا للضرورة (شامی ۹ :/ ۴۳۰)

(۴) لاتحل ذبیحة غیر کتابی من وثنی ومجوسی ومرتد' (الدر المختار ۱: / ۳۹۳)

یعنی شوکانی فرماتے ہیں کہ حق یہ ہے کہ کافر کا ذبح کردہ جانور حلال ہے۔(۱)

ہندو ہریجن کا اللہ کا نام لے کر اسلامی طریقے پر ذبح کرنا

شریعت نے جن جانوروں کا گوشت کھانا حلال بتایا ہے ان جانوروں کے حلال ہونے کے لیے ذبح کرنے والے کا مسلمان ہونا یا اہل کتاب میں سے ہونا ضروری ہے لہذا وہ لوگ جو مسلمان اور اہل کتاب میں سے نہیں ہے اگر وہ اللہ کا نام لے کر بھی ذبح کرتے ہیں کہ ان کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا ہندو ہریجن والے بھی چونکہ نہ مسلمان ہے نہ اہل کتاب میں سے ہے اس لیے ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں ہوگا۔

(وحل ذبيحه مسلم وكتابي) لقوله تعالى وطعام الذين اوتوا الكتاب حل لكم والمراد به ذبا ئحهم......... (لا مجوسي ووثني ومرتد ومحرم وتارك التسميه عمدا يعني لا يحل ذبيحتها هؤلاء) (۲)

گونگے شخص کا ذبیحہ

گونگے شخص کا ذبیحہ شرعا درست ہے شریعت نے اس کو ناسی کے درجے میں رکھا ہے گونگے شخص کے ذبح کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ذبح کرتے وقت اسمان کی طرف اشارہ کرے یہی اس کے لیے اللہ تعالی کا نام دینے کے قائم مقام ہوگا۔

"عن جابر قال سالت الشعبي عن ذبيحه الاخرس فقال يشير الى السماء۔(۳) واخرس. يعني تحل ذبيحتها هؤلاء..

---

(۱) مستفاد از فتاوی رحیمیہ: ۱۰/ ۶۷

(۲) البحر الرائق ۸: /۱٦۸، ط: زکریا

(۳) المصنف لعبد الرزاق، باب ذبيحة الاغلف والاخرس: ٤/٤٨٥، حديث: ٨٥٦٦

والاخرس عاجز عن الذكر فيكون معذورا وتقوم الملة مقامه كالناسي"۔(۱)

یہودی یا عیسائی قصاب کے گوشت کا حکم

اہلِ کتاب (یہودی اور عیسائی) کا ذبیحہ بنصِ قرآنی حلال ہے، 'طَعَامُ الَّذِيْنَ أُوْتُوْا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ" (۲) امام طبری رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں :

(وقوله :"وطعام الذين أوتوا الكتاب حلٌّ لكم"، وذبائحُ أهل الكتاب من اليهود والنصارى وهم الذين أوتوا التوراة والإنجيل وأنـزل عليهم "حل لكم"، يقول :حلالٌ لكم، أكله دون ذبائح سائر أهل الشرك الذين لا كتاب لهم من مشركي العرب وعبدة الأوثان والأصنام)

"اور اللہ کا فرمان: "و طعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم" اس سے مراد یہود و نصاریٰ کے ذبیحے ہیں۔ جنہیں تورات اور انجیل دی گئی اور ان پر اتاری گئی۔ 'حل لکم' کا مطلب ہے "حلال لکم" یعنی تمہارے لیے انہیں کھانا حلال ہیں، سوائے ہر قسم کے مشرکین کے ذبیحوں کے جنہیں کتاب نہیں دی گئی مشرکین عرب میں سے ہوں یا دیگر اصنام اور اوثان کو پوجنے والے مشرک۔

خواہ وہ عام شخص ہو یا قصاب ہو، اہل کتاب سے مراد وہ لوگ ہیں جو کسی نبی پر ایمان رکھتے ہوں اور کسی آسمانی کتاب جس کا کتاب اللہ ہونا بتصدیق قرآنی یقینی ہو جیسے توارت، زبور، انجیل صحف موسیٰ وابراہیم وغیرہ کا اقرار کرتے ہوں "والكتابي من يؤمن بنبي ويقر

---

(۱) البحر الرائق، کتاب الاضحیه :۱٦۸/۸، کراچي

(۲) المائده :۵

بکتاب "(۱) اس اعتبار سے یہود ونصاریٰ جو توریت وانجیل کو ماننے والے اور حضرت موسیٰ وعیسیٰ علیہما السلام پر ایمان لانے والے ہیں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں۔(۲)

موجودہ زمانہ کے اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے کے لئے مندرجہ ذیل شرائط ملحوظ رکھنا ضروری ہے:

۱۔ یہود ونصاریٰ اپنے مذہب کے اصول، پیغمبر اور کتب سماویہ کو مانتے ہیں، دہریہ، سائنس اور نجوم پرست نہ ہوں۔

۲۔ جانور کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں، ذبح کے وقت اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام نہ لیں۔ ہدایہ میں ہے ''ذبح کرنے کی شرط یہ ہے کہ ذبح کرنے والا دین توحید رکھتا ہو، اعتقاداً جیسے مسلمان یا بطور دعویٰ جیسے کتابی اور مسلمان اور کتابی ترک تسمیہ میں دونوں برابر ہیں، یعنی قصداً تسمیہ ترک کردیں تو ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

" ومن شرطه أن يكون الذابح صاحب ملة التوحيد إما اعتقادا كالمسلم أو دعوىٰ كالكتابي والمسلم والكتابي

---

(۱) شامی: ۹/۴۳۱

(۲) مفتی اعظم پاکستان مفتی شفیع صاحب معارف القرآن میں لکھتے ہیں: اب رہا یہ معاملہ کہ یہود ونصاریٰ کو اہل کتاب کہنے اور سمجھنے کے لئے کیا یہ شرط ہے کہ وہ صحیح طور پر اصلی تورات وانجیل پر عمل رکھتے ہوں یا محرف تورات اور انجیل کا اتباع کرنے والے اور عیسیٰ ومریم (علیہما السلام) کو خدا کا شریک قرار دینے والے بھی اہل کتاب میں داخل ہیں، قرآن کریم کی بیشمار تصریحات سے واضح ہے کہ اہل کتاب ہونے کے لئے صرف اتنی بات کافی ہے کہ وہ کسی آسمانی کتاب کے قائل ہوں اور اس کی اتباع کرنے کے دعویدار ہوں، خواہ وہ اس کے اتباع میں کتنی گمراہیوں میں جا پڑے ہوں، قرآن کریم نے جن کو اہل کتاب کا لقب دیا، انھیں کے بارے میں یہ بھی جا بجا ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ اپنی آسمانی کتابوں میں تحریف کرتے ہیں، **يحرفون الكلم عن مواضعه**، اور یہ بھی فرمایا کہ یہود نے حضرت عزیر (علیہ السلام) کو خدا کا بیٹا قرار دے دیا اور نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو، **وقالت اليهود عزير ابن الله وقالت النصرى المسيح ابن الله**، ان حالات وصفات کے باوجود جب قرآن نے ان کو اہل کتاب قرار دیا تو معلوم ہوا کہ یہود ونصاریٰ جب تک یہودیت ونصرانیت کو بالکل نہ چھوڑ دیں وہ اہل کتاب میں داخل ہیں، خواہ وہ کتنے ہی عقائد فاسدہ اور اعمال سیئہ میں مبتلا ہوں۔ (بقیہ حاشیہ اگلے صفحہ پر)

في ترك التسمية سواء"۔(۱)

لہٰذا جب تک بہ تحقیق ظن غالب نہ ہو کہ اس جانور کو کتابی نے تسمیہ پڑھ کر ذبح کیا ہے اس کا کھانا جائز نہیں۔

۳۔ذبح کرنے والے نے اپنے ہاتھ سے ذبح کیا ہو، آج کل مغربی ممالک میں مشین سے جانور کاٹے جاتے ہیں اور ساتھ میں "بسم اللہ اللہ اکبر" کی ٹیپ لگادی جاتی ہے، گویا "بسم اللہ" کہنے کا کام آدمی کے بجائے ٹیپ کرتی ہے، اور ذبح کا کام آدمی کے بجائے مشین کرتی ہے، ایسے جانور حلال نہیں بلکہ مردار کے حکم میں ہیں۔

۴۔ شرعی طریقہ پر حلقوم اور سانس کی نالی اور خون کی رگیں کاٹ دی جائیں، ان میں سے کوئی دو (۲) بھی رہ جائے تو وہ ذبیحہ حلال نہیں ہوگا، اس طریقہ کو اصطلاحِ شریعت میں ذکاۃ کہتے ہیں، قرآنِ کریم میں ارشاد ہے۔﴿إلّا ما ذكّيتم﴾

۵۔جانور کو گلے کی طرف سے ذبح کیا جائے نہ کہ گردن کی طرف سے، جانور کی گردن اوپر کی طرف سے کاٹ کر علیحدہ کردینا خواہ دستی چھری کے ذریعے ہو یا کسی مشین کے ذریعہ، ذبح کے شرعی طریقہ کے خلاف اور باتفاقِ جمہور ناجائز اور گناہ ہے۔جانور کو گردن کے اوپر سے بسم اللہ پڑھ کر ہی ذبح کیا گیا ہو پھر بھی اس کے حلال ہونے میں فقہاء صحابہ اور تابعین میں اختلاف ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ سے اس کا حرام ہونا منقول ہے، بخاری شریف میں ہے۔

(گذشتہ صفحہ کا بقیہ حاشیہ) امام جصاص نے احکام القرآن میں نقل کیا ہے کہ حضرت فاروق اعظم (رض) کے عہد خلافت میں آپ کے کسی عامل یا گورنر نے ایک خط لکھ کر یہ دریافت کیا کہ یہاں کچھ لوگ ایسے ہیں جو تورات پڑھتے ہیں اور یوم السبت یعنی ہفتہ کے دن کی تعظیم بھی یہود کی طرح کرتے ہیں مگر قیامت پر ان کا ایمان نہیں، ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے، حضرت فاروق اعظم (رض) نے تحریر فرمایا کہ وہ اہل کتاب ہی کا ایک فرقہ سمجھے جائیں گے۔

(۱) البنايه شرح الهدايه: ۵۲۷/۱۱

"فان ذبح من القفا لم تو کل سواء قطع الرأس أو لم یقطع" (۱)

حضرت عبد اللہ بن عمرؓ اس طریقۂ ذبح کے ناجائز اور گناہ ہونے کے باوجود اس کے گوشت کو حلال قرار دیتے تھے، مگر حرمت کو ہی ترجیح ہے۔

اہلِ کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے کی حکمت کیا ہے؟

علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اہلِ کتاب کے ذبیحہ کی حکمت یہ لکھتے ہیں "میری سمجھ میں حکمت جو اس مسئلہ کی آئی ہے، وہ یہ ہے کہ اہلِ کتاب اگرچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے اور خدا پر بھی مسلمانوں کی طرح صحیح ایمان نہیں رکھتے لیکن وہ دوسرے کافروں سے اس بات میں ممتاز ہیں کہ وہ اپنے آپ کو ایک ایسے دین کا متبع بتلاتے ہیں جو کسی وقت میں دین الٰہی یقیناً تھا، جس کا اتباع اس وقت فرض تھا، نیز وہ اپنے آپ کو ایسے پیغمبروں کا متبع بتلاتے ہیں جو درحقیقت خدا کے سچے رسول اور محبوب ہیں، اور اس وقت ان کی رسالت کا دور ختم ہوگیا ہے، تو یہ لوگ دوسرے کافروں کے برابر ہرگز نہیں۔

نیز تورات وانجیل پر ادھورا ایمان رکھنے کی وجہ سے یہ لوگ قیامت اور ملائکہ اور دیگر انبیاء پر بھی ایمان رکھتے ہیں، جنت دوزخ کے بھی قائل ہیں، اس شریعت نے فی الجملہ دوسرے کافروں سے اہلِ کتاب کو یہ امتیاز عطا کردیا کہ ان کے ہاتھ کے ذبیحہ کو حلال کیا، بشرطیکہ وہ خدا کے نام پر ذبح کریں، مسیح وغیرہ کے نام پر ذبح نہ کریں۔

نوٹ: مذکورہ گفتگو ان عیسائیوں اور یہودیوں کی بابت ہے جو حقیقت میں عیسائی اور یہودی ہیں، اور جو برائے نام عیسائی ہوں اور عقائد میں ملحد ہوں جیسے اکثر انگریز ایسے ہیں تو وہ گفتگو سے خارج ہیں، نہ انکا ذبیحہ جائز ہے نہ ان کی عورتیں حلال ہیں (ان سے نکاح جائز نہیں ہے)۔ (۲)

---

(۱) صحیح بخاری، کتاب الذبائح: ۲/ ۸۲۲

(۲) امداد الاحکام: ۶/ ۲۰۴، زکریا بک ڈپو، دیوبند

موجودہ دور کے یہودی وعیسائی کے ذبیحہ کا حکم

موجودہ دور کے اکثر یہود ونصاریٰ ملحد، دہریہ، سائنس پرست اور نجوم پرست ہیں، صرف نام کے اہلِ کتاب ہیں، ان کو مذہب سے بالکل لگاؤ نہیں، بلکہ ان کے اقوال وافعال سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مذہب سے بے زار ہیں تو ایسے یہود ونصاریٰ کو ''اہلِ کتاب'' کہنا صحیح نہیں اور ان کا ذبیحہ بھی حلال نہیں؛ اس لیے حلال اور غیر مشتبہ چیز کو چھوڑ کر مشتبہ چیز اختیار نہ کی جائے اور ان کے ذبیحہ سے مکمل احتراز کیا جائے۔(۱)

چنانچہ دارالافتاء دارالعلوم دیوبند کا بھی یہی فتوی ہے ''یہ بات یاد رکھنا چاہیے کہ آج کل جو اہل یورپ کے حالات مسموع ہوئے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ان میں اکثر ایسے ہیں جو محض قوم کے اعتبار سے یہودی یا عیسائی سمجھے جاتے ہیں، لیکن مذہب کے اعتبار سے وہ یہودی یا عیسائی بالکل نہیں، بلکہ وہ خود لوگ نفس مذہب ہی کو بے کار بتلاتے ہیں اور محض الحاد و دہریت کے خیالات رکھتے ہیں جو ان میں سائنس کے استعمال وانہماک سے یا ایسے لوگوں کی صحبت سے پیدا ہو گئے ہیں۔ چنانچہ ان کی تقریرات وتحریرات اس پر شاہد ہیں پس ان لوگوں کا قوم یہودی یا عیسائی سے شمار کیا جانا یا ان کا اپنے کو بہ مصلحت تمدنی عیسائی یا یہودی کہہ دینا کافی نہیں، جب یہودی یا عیسائی نہیں تو ایسے شخصوں کے احکام بھی مثل اہل کتاب کے نہ ہوں گے، پس ذبیحہ بھی ان کے ہاتھ کا حلال نہ ہوگا اور جب اکثر ایسے ہیں تو تاوقتیکہ بالیقین کسی خاص ذبیحہ کے ذابح کا اعتقاداً کتابی ہونا بالیقین ثابت نہ ہو جائے ان ذبائح سے عموماً احتیاط واحتراز واجب ہے،

''لأن العبرة للغالب الشائع لا للنادرِ''(۲)

---

(۱) مستفاد: قربانی کے مسائل کا انسائیکلوپیڈیا

(۲) قواعد الفقہ :۹۱ ''وفي الشامي :والأولى أن لا يأكل ذبيحتهم ولا يتزوج منهم إلا للضرورة ''(شامی:۹/۴۳۰)۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر:41738)

حاصل یہ کہ آج کل یورپ کے عیسائی اور یہودیوں میں ایک بہت بڑی تعداد ایسے لوگوں کی بھی ہے جو اپنی مردم شماری کے اعتبار سے یہودی یا نصرانی کہلاتے ہیں، مگر در حقیقت وہ خدا کے وجود اور کسی مذہب ہی کے قائل نہیں، نہ تورات و انجیل کو خدا کی کتاب مانتے ہیں اور نہ موسیٰ وعیسیٰ (علیہما السلام) کو اللہ کا نبی و پیغمبر تسلیم کرتے ہیں۔ یہ ظاہر ہے کہ وہ شخص مردم شماری کے نام کی وجہ سے اہل کتاب کے حکم میں داخل نہیں ہو سکتے۔

نصاریٰ کے بارے میں جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ ان کا ذبیحہ حلال نہیں اس کی وجہ یہ بتلائی کہ یہ لوگ دین نصرانیت میں سے بجز شراب نوشی کے اور کسی چیز کے قائل نہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا ارشاد یہ ہے کہ: ابن جوزی نے سند صحیح کے ساتھ حضرت علی (رضی اللہ عنہ) کا یہ قول نقل کیا ہے کہ نصاری بنی تغلب کے ذبائح کو نہ کھاؤ۔ کیونکہ انہوں نے مذہب نصرانیت میں سے شراب نوشی کے سوا کچھ نہیں لیا۔ امام شافعی نے بھی سند صحیح کے ساتھ یہ روایت نقل کی ہے۔

"عن علي رضي الله تعالي عنه قال لا تا كلوا ذبائح نصاري بني تغلب فانهم لم يتمسكوا من النصرانيه الاشربهم الخمر وراه الشافعي بسند صحيح عنه"۔ (۱)

مشرک قصاب کا ذبیحہ حرام ہے

مشرک کا ذبیحہ قرآن، سنت اور اجماع تینوں شرعی دلائل سے حرام ہے، خواہ وہ مشرک اصلی مشرکین میں سے ہو یا مرتد مشرکین (اسلام کے نام لیوا مشرکین) میں سے ہو، نیز اصنام صنم سے ہے، صنم مورتی اور بت کو کہتے ہیں۔ اوثان وثن سے ہے، ہر اس جاندار یا غیر جاندار

(۱) تفسیر مظہری: ۳/مائدہ ۴ ۳، بحوالہ: دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتویٰ نمبر : 144411102254

(بے جان) عاقل یا غیر عاقل مخلوق کو کہتے ہیں جسے اللہ کی عبادت میں شریک کیا جاتا ہو۔ وثن کی تعریف میں انسان، جن، پتھر، درخت، گائے، سانپ غرضیکہ ہر مخلوق داخل ہے، فرمان باری تعالیٰ ہے: وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ حِلٌّ لَكُمْ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَهُمْ" امام قرطبی رحمہ اللہ اس آیت کی تفسیر میں رقم طراز ہیں:

(قوله تعالى :وطعام الذين أوتوا الكتاب حل لكم ابتداء وخبر، والطعام اسم لما يؤكل والذبائح منه، وهو هنا خاص بالذبائح عند كثير من أهل العلم بالتأويل، وأما ما حرم علينا من طعامهم فليس بداخل تحت عموم الخطاب ولا بأس بأكل طعام من لا كتاب له كالمشركين وعبدة الأوثان ما لم يكن من ذبائحهم ولم يحتج إلى ذكاة"

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے : طعام کہتے ہیں کھانوں اور ذبیحوں کو۔لیکن بیشتر اہل علم کے نزدیک یہاں طعام سے خاص طور پر ذبیحے مراد ہیں، جہاں تک ان کے ان کھانوں کا تعلق ہے جو ہم پر حرام ہیں (جیسے شراب، خنزیر کا گوشت وغیرہ) تو وہ اس عمومی خطاب کے تحت داخل نہیں، مشرکین کے کھانے تناول کرنے میں کوئی حرج نہیں بشرطیکہ وہ ذبیحے نا ہوں اور انہیں ذبح کرنے کی ضرورت نا پڑتی ہو۔

امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں نبی ﷺ سے مرفوعاً روایت کیا ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: پس جب تم گوشت خریدو اور بیچنے والا یہودی یا عیسائی ہو تو اس سے لے کر کھاؤ۔ اور اگر ذبیحہ مجوسی کا ہو تو اسے مت کھاؤ"۔

"فإذا اشتريتم لحمًا، فإن كان من يهودي، أو نصراني، فكلوا، وإن كان من ذبيحة مجوسي، فلا تأكلوا"۔(۱)

---

(۱) کتاب المغنی: ۵۷۰/۴

بے نمازی قصاب کے ذبیحے کا حکم

بے نمازی قصاب کی دو حالتیں ہیں: اول: اس کا نماز ادا نہ کرنا غالب ہو بلکہ نماز کا انکار بھی کر دیتا ہو۔ دوم: کبھی کبھار نماز ترک کرتا ہو؛ پہلی صورت یعنی اکثر و بیشتر وہ نماز نہ پڑھتا ہو اور نماز کا انکار بھی کر دیتا ہو تو جمہور علماء کرام کے مؤقف کے مطابق ایسا شخص مرتد کافر اور مشرک ہے اور اس کا ذبیحہ بھی حرام ہے، دوسری صورت یعنی کبھی کبھار نماز ترک کرنے والی صورت میں وہ دین سے مرتد ہو کر کافر اور مشرک تو نہیں ہوتا البتہ فاسق ضرور ہے، فاسق وہ بندہ جو کبیرہ گناہوں کا مرتکب ہو اور صغیرہ گناہوں پر مداومت (ہمیشگی) اختیار کیے ہوئے ہو، لہذا فاسق کا ذبیحہ حلال ضرور ہے کھا سکتے ہیں، جیسے بے نمازی کی جنازہ پڑھنا جائز ہے، مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے، بے نمازی ہونے کی وجہ سے کفار جیسا معاملہ نہیں کیا جاتا، البتہ تقوی اختیار کرتے ہوئے اور فاسق کو زجر و توبیخ کرتے ہوئے اس کا نہ کھانا بہتر ہے، مگر ہم دیکھتے ہیں کہ سارے ہی قصاب ترکِ نماز کے عادی ہیں تو گوشت ترک کرنے سے حرج لازم آتا ہے، اس لئے بے نمازی قصاب سے گوشت خریدنا جائز ہے۔

مسلمان قصاب کا ذبح میں غیر مسلم کو ساتھ لینا

شادی، تقریب اور فنکشن کے مواقع پر زیادہ مقدار میں گوشت فراہم کرنا ہوتا ہے تو بعض قصاب حضرات یومیہ نوکری کے طور پر جوان لڑکوں کو مزدوری پر رکھتے ہیں اگر ان میں سے کوئی غیر مسلم ہو، اور اس نے بھی مرغ وغیرہ اپنے ہاتھ سے ذبح کر دیا خواہ بسم اللہ پڑھ کر ہی کیوں نہ ہو پھر بھی جانور حلال نہ ہوگا، اگر ذبح کر دینے کے بعد معلوم ہوا کہ یہ شخص مسلمان نہ تھا یا مسلمان تھا مگر بسم اللہ کے بغیر ذبح کر دیا، جبکہ گوشت سارا مل گیا ہے تو اس صورت میں یہ دیکھیں کہ آیا مردار گوشت کم ہے (یعنی غیر مسلم کا ذبح کیا ہوا) اور حلال گوشت زیادہ ہے، تحری کرے اور ظن غالب حلال ہونے کا ہے تو سارے گوشت کو حلال کہا جائے گا ورنہ نہیں۔ ہدایہ

میں جامع صغیر کے حوالے سے ہے: ذبح کی ہوئی بکریوں میں مردار بھی ہے تو اگر ذبح کی ہوئی زیادہ ہیں تو تحری کرے اور کھائے، یعنی تحری سے مذبوحہ کا ظن غالب ہو تو اس کو کھائے۔

"وإذا كان الغنم مذبوحة فيها ميتة فإن كانت الذبيحة أكثر تحري وأكل"۔(۱)

مرتد قصاب کا حکم

اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کا ذبیحہ حرام ہو جاتا ہے، مرتد سے مراد ایسا شخص ہے جو مذہب اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو اختیار کر لے یا توحید ورسالت کا انکار کر دے یا ضروریات دین کا منکر ہو جائے یا ایسے عقائد وافعال کو اختیار کر لے جو انکارِ قرآن اور انکارِ رسالت کے ہم معنی ہوں، اسی طرح ایسا شخص جو اپنے عقیدۂ کفریہ کو دجل وتلبیس نیز ملمع سازی کرتے ہوئے اس خباثتِ باطنیہ کو اسلامی صورت میں ظاہر کرتا ہے، وہ زندیق ہے۔

مرتد اور زندیق میں فرق یہ ہے کہ مرتد مذہب اسلام سے اعلانیہ پھر جاتا ہے اور کفریہ عقائد کو اپنا لیتا ہے، جبکہ زندیق کفریہ عقائد پر ملمع کر کے اسے اسلام کا حصہ تصور کرتا ہے، اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے کوئی شخص حرام مشروبات میں سے کسی شراب محرم کی بوتل پر شربتِ روح افزاء کا لیبل لگا کر لوگوں کو دھوکہ دے یہ زندیق ہے، مرتد، زندیق اور مشرک (ہندو، سکھ، بدھ، جین اور دھریے وغیرہ) کا ذبیحہ حرام ہے۔

کچھ لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ جانور خواہ کسی نے بھی ذبح کیا ہو اللہ کا نام لے کر کھانا جائز ہے، پھر تو نعوذ باللہ کوئی حرام حرام نہیں رہے گا، بلکہ شراب بھی بسم اللہ کہہ کر پینا جائز ہوگا، خنزیر بھی بسم اللہ کہہ کر ذبح کر دیں تو حلال ہو جائے گا، جانور حلال ہونے کے لئے جہاں

(۱) مجمع الانہر: ۲/۳۴۷

جانورکاازروئے شرع حلال ہوناضروری ہے وہیں ذبح کرنے والے کابھی شریعت کے اصولوں پرکاربندہوناضروری ہے۔

دہرئے قصاب کاحکم

وہ شخص جونہ توخداکاقائل ہواورنہ اس کی صفات کاقائل ہواسے ملحد یادہریہ کہاجاتا ہے۔یہ لوگ عموماًمادے کوغیرفانی اورمتشکل تسلیم کرتے ہیں۔ان کاخیال ہے کہ زمانہ ازلی اورابدی ہے اوراس زندگی کے بعدکوئی اورزندگی نہیں۔وہ معقولات کونہیں مانتے صرف محسوسات کے قائل ہیں۔ان کاخیال ہے کہ قانون قدرت کاعمل دنیاکے ہرکام کاذمے دار ہے،اسی سے دنیاکی تکوین ہوئی اوراسی کے مطابق ان میں تغیروتبدل ہوتاہے،وہ ہرامرمیں عامل واسباب تلاش کرتے ہیں۔لیکن ان سب کے باوجودوہ ایک اعلی وارفع طاقت کے قائل ہیں جس کونیچریاقدرت کے نام سے یادکرتے ہیں،دہریےکاذبیحہ حلال نہیں ہے۔

”لا مجوسي، ووثني، ومرتد، ومحرم، وتارک التسمية عمداأي لاتحل ذبيحةهؤلاء“۔(۱)

برہمن کاذبیحہ

برہمن اوربعض فلسفی قسم کے لوگ کسی جاندارکاگوشت کھاناحلال نہیں سمجھتے اورصرف نباتات پرگزاراکرتے ہیں،ان کاخیال ہے کہ حیوانات کوذبح کرنا انہیں عذاب دیناہے،وہ سمجھتے ہیں کہ چوں کہ حیوانات کوذبح کرناانہیں عذاب دیناہے،وہ سمجھتے ہیں کہ چوں کہ ذی روح ہیں لہذاوہ انسان جیسے ہیں اورکسی انسان کے لئے یہ جائزنہیں کہ وہ انہیں ذبح کرکے ان کے ساتھ زیادتی کامرتکب ہو،اس طرح ان لوگوں نے اپنے آپ کواللہ کی نعمتوں اور پاکیزہ رزق سے محروم کرلیاہے۔

---

(۱)تبیین الحقائق،کتاب الذبائح:۶؍۴۵۰،ط:زکریا

قادیانی شخص یا قادیانی قصاب کا ذبیحہ

قادیانی دوطرح کے ہیں: ایک وہ جو مسلمان تھے اور قادیانی ہوگئے، یہ مرتد ہیں، دوسرے: وہ جو خاندانی قادیانی ہیں، یعنی ان کے باپ، دادا، پردادا میں سے کوئی مرتد ہوکر قادیانی ہوگیا تھا اور نسلی طور پر اس نے بھی قادیانیت اختیار کی ہے، یہ مرتد تو نہیں ہے؛ لیکن زندیق ہے زندیق سے مراد وہ لوگ ہیں جو ہوں تو کافر مگر اپنے آپ کو مسلمان ظاہر کریں، دونوں ہی طرح کے قادیانیوں کا ذبیحہ حرام ہے، کیوں کہ ذبیحہ کے حلال ہونے کے لیے شرط ہے کہ ذبح کرنے والا شخص مسلمان ہو، اور یہ دونوں ہی کافر ہیں، ان کا کافر ہونا بعض علماء کی رائے نہیں ہے؛ بلکہ اس پر عرب وعجم کا اتفاق ہے کیوں کہ اسلام کچھ حقیقتوں کو ماننے کا نام ہے، ان میں یہ بھی ہے کہ رسول ﷺ آخری نبی تھے، آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی نہیں آسکتا، یہی وجہ ہے کہ سینکڑوں برگزیدہ صفات صحابہ ہوئے، تابعین وتبع تابعین ہوئے اور جلیل القدر اولیاء وصالحین پیدا ہوئے، لیکن چونکہ سلسلۂ نبوت بند ہوچکا تھا اس لیے انہیں نبوت کے شرف سے نہیں نوازا گیا، قادیانی حضرات اس کا انکار کرتے ہیں، وہ رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی نہیں مانتے؛ بلکہ مرزا غلام احمد قادیانی کو آخری نبی مانتے ہیں، جس نے انگریزوں کی شہ پر مسلمانوں میں انتشار پیدا کرنے اور جہاد کی طرف سے رخ موڑنے کے لیے نبوت کا دعویٰ کیا تھا۔ اس بات کی وضاحت بھی مناسب محسوس ہوتی ہے کہ قادیانی حضرات سے دوستی، تعلق رکھنا، ان کے تحائف قبول کرنا، یا ان کو تحائف بھیجنا قطعاً جائز نہیں ہے، غور کیجئے! ہم ایک طرف محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہونے پر ناز کرتے رہیں اور دوسری طرف نبوت محمدی کے خلاف بغاوت کرنے والوں سے دوستی بھی رکھیں، کیا یہ بات قابل قبول ہے؟(۱)

---

(۱) کتاب الفتاوی:۹/ ۸۲

رافضی قصاب کا حکم

جن روافض کا عقیدہ نصوص کے خلاف ہو، مثلاً وہ قرآن پاک میں تحریف کے قائل ہوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو نبی آخر الزماں مانتے ہوں یا حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کے بعد گیارہ بزرگوں کو معصوم مفترض الطاعہ اور انبیائے کرام علیہم السلام سے افضل سمجھتے ہوں، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کے منکر ہوں، یا جبریل علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ رکھتے ہوں کہ ان سے وحی پہنچانے میں غلطی ہوگئی یا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر بہتان لگاتے ہوں، وہ اسلام سے خارج ہیں، ان کا ذبیحہ حلال نہیں:

"نعم لا شک فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ عنها أو أنکر صحبة الصدیق أو اعتقد الألوهیة فی علی رضی اللہ تعالیٰ عنه أو أن جبریل غلط فی الوحی أو نحو ذلک من الکفر الصریح المخالف للقرآن"(۱)

البتہ وہ فرقہ جس کے عقائد کفریہ نہیں ہیں جیسے تفضیلیہ فرقہ ان کا ذبیحہ حلال ہے، مگر چونکہ آج کل جو روافض ہیں وہ اکثر تبرائی ہیں اور وہ تقیہ کے قائل ہیں؛ اس لیے ان کے ذبیحہ سے احتیاط کرنی چاہیے، مفتی عزیز الرحمن صاحب ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: "شیعہ سے ذبح کرانے میں احتیاط کرنی چاہیے کیوں کہ جو فرقہ ان کا کافر ہے اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے اور شبہ سے کسی حال میں خالی نہیں ہے"۔(۲)

شیعہ قصّاب کا ذبیحہ

شیعہ حضرات میں متعدد فرقے ہیں کچھ وہ ہیں جو اصول و نصوص کے صراحۃً منکر ہیں مثلاً

---

(۱) شامی: ۶/۳۷۸

(۲) فتاویٰ دار العلوم: ۱۵/۴۲۴۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔ (دار الافتاء، دار العلوم دیوبند، جواب نمبر: 175129)

اس کے قائل ہیں کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام سے رسالت کو پہونچانے میں غلطی ہوئی ہے یا قرآن کریم میں تحریف کے قائل ہیں یا حضرت عائشہؓ پر لگائی گئی تہمت کو سچ مانتے ہیں وغیرہ، ایسے لوگ ایمان سے خارج ہیں ان کا ذبیحہ مردار ہے اس کو کھانا جائز نہیں ہے۔

"نعم لا شک في تکفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنکر صحبة الصديق رضي الله عنه أو اعتقد الألوهية في علي رضي الله عنه أو أن جبرئيل عليه السلام غلط في الوحي أو نحو ذلک من الکفر الصريح المخالف للقرآن"۔ (۱)

باقی جن حضرات پر کفر عائد نہیں ہوتا اور وہ شرعی طریقہ پر ذبح کریں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے۔ اور جو لوگ کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خلفائے ثلاثہ پر صرف افضل مانتے ہیں ان کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے۔

"وإن کان يفضل علياً کرم الله وجهه علي أبي بکر رضي الله عنه لا يکون کافراً إلا أنه مبتدع"۔ (۲)

غیر مقلدین کے نزدیک شیعہ کا ذبیحہ حلال ہے

غیر مقلد عالم دین سید محمد نذیر حسین صاحب مرحوم نے شیعہ کے ذبیحہ کے حلال ہونے پر شیعہ کی شہادت وگواہی سے استدلال کرتے ہوئے لکھا ہے کہ "واضح ہو کہ ذبیحہ اہلِ تشیع کا کھانا حلال ہے، کیونکہ وہ اہلِ اسلام سے ہیں، اس دلیل سے کہ اہلِ سنت کے نزدیک ان کی

---

(۱) ابن عابدین، الدر المختار مع رد المحتار، "کتاب الجہا : باب المرتد، مطلب مہم : فی حکم سب الشیخین" : ج ۴، ص: ۱۳۵

(۲) جماعة من علماء الهند : الفتاوی الهندية، "کتاب السير : الباب التاسع : في أحکام المرتدين، موجبات الکفر أنواع، ومنها : ما يتعلق بالأنبياء عليهم السلام" : ج ۲، ص : ۲۷۶، بحواله: کفايت المفتی، "باب الفرق" : ج ۱، ص : ۴۳۵، مستفاد: فتاوی دار العلوم وقف ديوبند ۲: ۲۸۱/

شہادت مقبول ہے۔ اگر اہلِ تشیع کافر ہوتے تو شہادت ان کی مقبول و جائز نہ ہوتی، حالانکہ وہ مقبول و جائز ہے اور شہادت کافر کی مسلمان پر بالاتفاق روا نہیں ہے، چنانچہ ہدایہ وکفایہ و شرح وقایہ وکنز الدقائق و درمختار وغیرہ کتبِ معتبرہ میں مذکور ہے۔ **"تقبل شهادة أهل الأهواء إلا الخطابية"** (۱) بدعتی لوگوں کی شہادت قبول ہے، سوائے خطابیہ کے۔ مراد اہلِ اہوا سے رافضی و خارجی ومعتزلہ وغیرہ ہیں، پس اہلِ تشیع جب نزدیک اہلِ سنت کے اہلِ اسلام ٹھہرے تو ذبیحہ ان کا بے شک حلال ہوگا۔ **واللہ أعلم بالصواب، فاعتبروا یا أولي الأبصار۔**

فقط حررہ: عبدالحق۔ سید محمد نذیر حسین

ہوالموافق: اہلِ تشیع میں بعض فرقے ایسے بھی ہیں جو حضرت علی کو خدا کہتے ہیں، جیسے فرقہ خطابیہ، اس فرقہ خطابیہ کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت علی بڑے خدا ہیں اور امام جعفر چھوٹے خدا ہیں، سو اہلِ تشیع و دیگر اہلِ اہوا کے اس قسم کے مشرک و کافر فرقوں کا ذبیحہ ہرگز حلال نہیں ہے، اس قسم کے فرقوں کی شہادت بھی قبول نہیں ہے اور اس قسم کے فرقوں کی روایتِ حدیث بھی مقبول نہیں ہے، حاشیہ ہدایہ میں ہے:

"قوله: إلا الخطابية هم قوم ينسبون إلىٰ ابن الخطاب، رجل كان بالكوفة يزعم أن عليا الإله الأكبر وجعفر الصادق الإله الأصغر" (۲)

مگر خطابیہ فرقہ جو کوفہ کے ایک آدمی ابن خطاب کی طرف منسوب ہے، ان کا عقیدہ ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ بڑے خدا ہیں اور جعفر صادق چھوٹے خدا ہیں۔ (۳)

---

(۱) الهداية: ۳/ ۱۲۳

(۲) ردالمحتار: ۱/ ۵۲۴

(۳) مجموعہ فتاویٰ محدث العصر علامہ محمد عبدالرحمن مبارکپوری: ۴۷۵

ظاہر ہے محض گواہی کے قبول کیئے جانے کی وجہ سے ذبیحہ کے حلال ہونے کا فتوی نہیں دیا جاسکتا، جبکہ کفر کے اور بھی وجوہات پائی جاتی ہوں۔

کیا سکھ قصّاب کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے؟

مسلمان کے علاوہ صرف اہلِ کتاب (مسیحی اور یہودی) کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز ہے، یہ جواز اس بناء پر ہے کہ یہ تینوں مذاہب (مسلمان، مسیحی اور یہودی) ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں، باقی کسی اور غیر مسلم کے ہاتھ کا ذبیحہ کھانا جائز نہیں۔ کیونکہ دیگر غیر مسلم نہ تو اہلِ توحید ہیں اور نہ ہی وہ ذبحہ کرتے وقت اللہ کا نام لیتے ہیں۔

دیندار انجمن قصّاب کا ذبیحہ

مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاوی میں لکھا ہے ”شیعہ، قادیانی، آغاخانی، ذکری، پرویزی، انجمن دینداراں اور اس قسم کے دوسرے فرقے جو کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلم کہلاتے ہیں، اسلام میں تحریف کر کے اپنے عقائدِ کفریہ کو اسلام ظاہر کرتے ہیں اور اس کی اشاعت کرتے ہیں، یہ سب زندیق ہیں انکا ذبیحہ حرام ہے“(۱)

منکرِ حدیث قصّاب کا ذبیحہ

جو شخص حدیث کا انکار کرتا ہو وہ زندیق کہلاتا ہے، ایسے قصائی کا ذبیحہ بالکل نہیں کھانا چاہیئے، وہ اپنے کفر کو اسلام ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے، فتاوی محمودیہ میں ہے: جب انکار حدیث کیا تو جن آیات میں اطاعت واتباع رسول ﷺ ہے ان کا بھی انکار ہوگیا تو پھر قرآن پر ایمان کہاں رہا؟ قرآن کا قرآن ہونا بھی تو رسول کے فرمانے سے معلوم ہوا، انکارِ

---

(۱) احسن الفتاوی: ۷/۴۰۲

رسول اور انکارِ قرآن کے ساتھ ساتھ ایمان کیسے جمع ہوسکتا ہے۔(۱)

آغاخانی قصّاب کا ذبیحہ

آغاخانی مرتد اور زندیق ہیں ان کا ذبیحہ حرام و ناجائز ہے۔ آغاخانی فرقہ اسماعیلیہ کی ایک شاخ ہے سر آغاخان کی پرستش کرتا ہے ان کے اندر خدائی حلول کا اعتقاد رکھتا ہے ان کا طریقۂ نماز مسلمانوں کی نماز سے جداگانہ ہے یہ فرقہ گمراہ اور کافر ہے۔(۲)

آغاخانی فرقہ کے عقائد پر" آغاخانیت کی حقیقت" کے نام سے ایک رسالہ شائع ہو چکا ہے، اس کا مطالعہ فرمائیے۔ واللہ تعالیٰ اعلم۔(۳)

ویکیپیڈیا میں ہے کہ"اہل تشیع کے اسماعیلی نزاریہ(۴) فرقہ کے اماموں کو آغاخان کے نام سے یاد کیا جاتا ہیں، یہ لقب ایران کے بادشاہ فتح علی شاہ قاجار کی طرف سے آغاخان اول کو ملا تھا۔ اس کے بعد فرقہ نزاریہ کے اماموں کو آغاخان اور پیروکاروں کو اسماعیلی، آغاخانی کہا جاتا ہے"۔

بریلوی قصاب کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

بریلوی حضرات بدعات کے مرتکب ہیں اور اُن کے بعض عقائد اہلِ سنت

---

(۱) فتاوی محمودیہ: ۲/۳۴۶، بحوالہ فتاوی دارالعلوم زکریا: ۶/۱۵۰

(۲) امداد الفتاویٰ: ۶/۶۴

(۳) دارالافتاء، دارالعلوم دیوبند، جواب نمبر: 2782

(۴) اہل تشیع کا دوسرا بڑا فرقہ ہے (پہلا شیعہ اثناعشری ہے) یہ تعداد میں 15 - 25 ملین (کل شیعہ آبادی کا 20%) ہیں، نزاری 25 سے زیادہ ممالک اور علاقوں میں رہائش پزیر ہیں، نزاری تعلیمات میں اجتہاد اور قیاس پر خاصا زور ہے، ان تعلیمات میں قرآن وسنت کو اصل اور قیاس کے استعمال کی حوصلہ افزائی کی گئی ہے، نیز ان میں بین ثقافتی ہم آہنگی (یعنی مختلف علاقوں، تہذیبوں اور قومیت کے افراد کو اپنی منفرد شناخت کے ساتھ رہنے کا حق) اور سماجی انصاف پر بھی خاصا زور دیا گیا ہے۔ آغاخان چہارم ان کے امام اور رہبر ہیں۔

والجماعت کے عقائد کے خلاف اور بعض اعمال خلافِ شرع ہیں، جس کی بنا پر وہ گم راہی کے راستہ پر ہیں، تاہم اُن کے کلام میں چوں کہ تاویل ممکن ہے؛ اس لیے علمائے دیوبند کے نزدیک وہ مطلقاً مشرک یا کافر نہیں ہیں، لہٰذا اُن پر مسلمانوں کے تمام احکام جاری ہوں گے، اور اُن کا ذبیحہ حلال ہے اور اُن سے مناکحت وغیرہ بھی جائز ہے۔

جبکہ فرقہ بریلویہ جن کے عقائد مشہور ومعروف ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے علمِ غیب کلی عطائی اور آپ ﷺ کو حاضر وناظر ومختارِ کل مانتے ہیں، نیز آپ ﷺ کو نور مان کر صورةً بشر کہتے ہیں، علاوہ ازیں نذر لغیر اللہ کو نہ صرف مانتے ہیں، بلکہ اس کی دعوت بھی دیتے ہیں، مگر اکابرِ دیوبند نے ان لوگوں پر ان عقائدِ کفریہ وشرکیہ کے باوجود کفر کا فتویٰ نہیں دیا، اس لیے مبتدع اور ضال مضل کہہ سکتے ہیں، کافر نہیں۔

حاصل یہ کہ بریلوی حضرات کے بعض عقائد کی بنا پر ان کی گم راہی اور غلطی پر ہونے کا فتویٰ دیا جاسکتا ہے، لیکن کافر اور مرتد ہونے کا فتویٰ نہیں دیا جاسکتا، اور نہ ہی دیوبندیوں میں سے کسی معتبر عالم نے بریلویوں کے کافر ہونے کا فتویٰ دیا ہے، (۱) اس لیے ہم بریلویوں کو مطلقاً کافر نہیں سمجھتے، ضرورت کے تحت ان سے اسلامی تعلقات، نکاح وشادی، کھانا پینا اور دوسرے معاملات کو جائز سمجھتے ہیں، اور ہم اختلاف وانتشار کے قائل نہیں ۔۔۔ البتہ بریلوی حضرات میں سے جو لوگ ہمیں اور اکابرِ دیوبند کو کافر اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں، اُن کے بارے میں ہماری رائے یہ ہے کہ دیوبندی مسلک کے لوگ ان سے تعلقات نہ رکھیں؛ کیوں کہ ایسے لوگوں کے ساتھ تعلقات رکھنے سے اتفاق کی جگہ انتشار ہوگا۔ فقط واللہ اعلم (۲)

مگر دوسری طرف تعصّب وجہالت کی انتہاء دیکھیں، علمائے دیوبند کے ذبیحہ کو حرام

---

(۱) حضرت مفتی رشید احمد صاحبؒ نے احسن الفتاوی میں لکھا ہے "انبیاء واولیاء را عالم الغیب ومتصرف فی الامور دانستن کفر است، وذبیحۂ ایشان حرام" (احسن الفتاوی: ۷/ ۳۸۸)

(۲) دار الافتاء: جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر: 144507101285

قرار دیتے ہیں، اس سے اندازہ کرلیں ،کافروں کو مسلمان بنانے کی کیا محنت کرتے، مسلمانوں کو کافر بنانے کا فریضہ کس خوبی سے انجام دیا جارہا ہے، لکھتے ہیں ''اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی رضی عنہ ربہ القوی تو یوں تحریر فرماتے ہیں کہ اب وہابیہ میں کوئی ایسا نہ رہا جس کی بدعت کفر سے گری ہوئی ہو خواہ وہ غیر مقلد ہو یا بظاہر مقلد''۔(۱)

حتی کہ زانی، فاسق و فاجر کو گوارا کرلیا گیا مگر علمائے دیوبند کو نہیں، چنانچہ امام اہل سنت امام احمد رضا قادریؒ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں: کلمہ گو مسلمان خواہ کیسا ہی گنہگار اور فاسق ہو، اُس کا ذبیحہ حلال ہے، اگر بالفرض اُس پر زنا ثابت بھی ہو، جب بھی زانی کے ہاتھ کا ذبیحہ جائز ہے کہ ذبح کے لیے دین سماوی شرط ہے، اعمال شرط نہیں''۔(۲)

اور جو لوگ برائے نام علمائے دیوبند سے منسلک ہیں ان کے متعلق بھی کس قدر شدت برتی گئی ہے، اگر کچھ لوگ برائے نام دیوبندی ہوں جن کو علم سے کوئی واسطہ نہ ہو تو ان کے سامنے مولوی اشرف علی تھانوی، قاسم نانوتوی، رشید احمد گنگوہی خلیل احمد انبیٹھوی کے کفریات قطعیہ مندرجہ حفظ الایمان صفحہ ۸، تحذیر الناس ۳، ۲۸، ۱۴ اور براہین قاطعہ صفحہ ۵۱ پیش کیے جائیں اور انھیں بتایا جائے کہ ان کفریات کی بنا پر مکہ معظمہ، مدینہ طیبہ، ہندوستان و پاکستان، برما اور بنگلہ دیش وغیرہ کے سینکڑوں علماے کرام ومفتیان عظام نے مذکورہ بالا مولویوں کو کافر و مرتد قرار دیا ہے، جس کا مفصل بیان فتاوی حسام الحرمین اور الصوارم الهندیہ میں ہے۔ پھر وہ لوگ جو سائل کے نزدیک برائے نام دیوبندی ہیں اگر اس فتوے کو حق مانیں اور مولویان مذکورہ کو کافر و مرتد کہیں تو ان کا ذبیحہ حلال ہے اور اگر انہیں کافر و مرتد نہ کہیں یا ان کے کفر میں شک کریں تو ان کا ذبیحہ حرام ہے۔ علمائے اہل سنت کا بالاتفاق ارشاد ہے:

---

(۱) فتاوی رضویہ جلد سوم ص: ۱۷۰

(۲) فتاویٰ رضویہ: ۲۰/ ۲۵۲

واللہ تعالیٰ أعلم۔(۱)

حاصل یہ کہ پوری دنیا جانتی ہے تمام شرکیہ کام کونسے طبقے میں کس ڈھٹائی سے کئے جاتے ہیں۔

مسلم شرابی قصّاب کا ذبیحہ

شراب پینا گناہ کبیرہ ہے اس سے اجتناب لازم ہے، اگر کوئی مسلمان شرابی حالت نشہ میں ذبح کرتا ہے اور اس کے ہوش وحواس باقی ہے تو ذبیحہ حلال ہوگا اور اگر ہوش وحواس باقی نہ ہو تو پھر اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔

"فمنها ان یکون عاقلا فلا تؤکل ذبیحه المجنون والصبي الذي لا یعقله فان کان الصبي یعقل الذبح ویقدر علیه تو کل ذبیحته وکذا السکران"۔(۲)

غیر مقلد کا ذبیحہ

جائز ہے، بشرطیکہ تسمیہ عمداً ترک نہ کیا ہو۔(۳)

خارجی کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

خوارج کا ذبیحہ حلال ہے، بشرطیکہ کے ذبح کی شرعی شرائط مثلاً اللہ کا نام لینا وغیرہ کی رعایت کرے۔(۴)

---

(۱) فتاوی فقیہ ملت المعروف بہ فتاوی مرکز تربیتِ افتاء: ۲/ ۲۳۸

(۲) **هندیه، کتاب الذبائح :۵/۲۸۵، ط :زکریاقدیم**

(۳) فتاوی دار العلوم دیوبند، جواب نمبر: 9148

(۴) الملل والنحل: ۱/ ۱۳۲، دار الافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر 144010200774:

حرام ذبیحہ ومردار جانور کی جامع تفصیل

جن جانوروں کے ذبح کرنے میں شرائط مذکورہ نہ پائی جائیں وہ سب جانور حرام یا مردار ہوں گے، ذیل میں اس کی چند مثالیں ذکر کی جارہی ہیں۔

(۱) جو جانور غیر اللہ کے نام پر نامزد کیا ہے وہ بسم اللہ پڑھ کر ذبح کرنے سے بھی حلال نہ ہوگا، حضرت مفتی کفایت اللہ صاحبؒ فرماتے ہیں جو جانور کہ نذر لغیر اللہ اور تقرب الی غیر اللہ کی نیت سے ذبح کیا جائے اگرچہ ذبح کے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے وہ حرام اور مردہ ہے۔

حضرت مفتی شفیع صاحبؒ فرماتے ہیں کہ کسی جانور کو تقرب الی غیر اللہ کے لئے ذبح کیا جائے یعنی اس کا خون بہانے سے غیر اللہ کا تقرب مقصود ہو، لیکن بوقت ذبح اس پر اللہ کا نام لیا جائے یہ صورت بالاتفاق فقہاء کے نزدیک حرام ہے۔

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب رقمطراز ہیں کہ **"ما أهل لغير الله"** اس کی دو صورتیں ہیں:

۱) ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا گیا ہو، اس کے حرام ہونے پر اجماع ہے۔

۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جانور کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے لیا گیا، صحیح یہ ہے کہ اس صورت میں بھی وہ جانور حرام ہی ہوگا، سوائے اس کے کہ ذبح کرنے سے پہلے اس شخص نے توبہ کرلی ہو۔(۱)

حضرت عبد الماجد دریابادیؒ تفسیر ماجدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ جس جانور کو بہ طریق تعظیم وعبادت یا قصد وتقرب کسی مخلوق کے لیے نامزد کردیا جائے اور نیت کسی مخلوق کی نذر ونیاز یا بھینٹ کی کرلی جائے وہ حرام ہوجاتا ہے، خواہ ذبح کے وقت بسم اللہ بھی کیوں نہ

---

(۱) آسان تفسیر قرآن مجید :۱/۱۶۹

پڑھے، شیخ سدو کے نام کے بکرے اور اس قبیل کی تمام چیزیں اسی حکم کے تحت میں آجاتی ہیں۔

نیز جس جانور کو غیر اللہ کے نامزد اس نیت سے کیا ہو کہ وہ ہم سے خوش ہوں گے اور ہماری کاروائی کروائیں گے جیسا کہ عام جاہلوں کی عادت ہوتی ہے کہ اس نیت سے بکرا، مرغا وغیرہ مقرر کردیتے ہیں وہ حرام ہوجاتا ہے اگر چہ ذبح کے وقت اس پر اللہ کا نام لیا ہو؛ البتہ اگر اس طرح نامزد کرنے کے بعد اس سے توبہ کرلے پھر حلال ہوجاتا ہے، بعض فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے اگر کسی حاکم یا سردار کے آنے پر بطور بھینٹ کے ذبح کرے وہ بھی حرام ہوجائے گا، اگر چہ اس پر اللہ کا نام لے لیا گیا ہو۔(۱)

اسی طرح اگر ذبح کرنے والے نے اللہ کے نام کے ساتھ کسی اور کا نام ملا یا جیسے کسی نبی یا ولی کا نام شامل کیا تو اس کا ذبیحہ حلال نہ ہوگا؛ کیوں کہ اس طرح اللہ کے ساتھ شرک کا وجود پایا جائے گا؛ چنانچہ اگر اس نے کہا کہ اللہ کے نام پر اور فلاں کے نام پر تو اس کا ذبیحہ مردار ہوگا۔(۲)

(۲) جو جانور یا پرندہ خود اپنی موت مرجائے وہ مردار ہے، چاہے وہ کسی بیماری کی وجہ سے مرا ہو، دب کر یا گر کر مرا ہو، لاٹھی یا دوسرے جانور کے سینگ سے مرا ہو، گلا گھونٹ کر مارا گیا ہو، یا کسی دوسرے جانور نے اس کو چیر پھاڑ ڈالا ہو۔

(۳) غیر مسلم ہندو یا نام نہاد یہود ونصاریٰ کا ذبیحہ۔

(۴) آج کل کے شیعہ وغیرہ جن میں سے بعض کے عقائد کفر کی حد تک پہنچ چکے ہوں لہذا ان کے ذبیحہ کو حلال کہنا جائز اور درست نہیں۔

(۵) زندیق، مرتد، شیعہ، قادیانی، آغا خانی، ذکری، پرویزی، انجمن دیندار اور اس

---

(۱) تفسیر ماجدی: ۱/۳۲۹

(۲) ذبیحہ کے احکام ومسائل: ۵۶

قسم کے دوسرے فرقے جو کافر ہونے کے باوجود خود کو مسلم کہتے ہیں، اسلام میں تحریف کر کے اپنے عقائد کفریہ کو اسلام ظاہر کرتے ہیں، اور اس کی اشاعت کرتے ہیں، یہ سب زندیق ہیں اور ان کا ذبیحہ حرام ہے۔

(۶) تسمیہ (بسم اللہ اللہ اکبر) جان بوجھ کر یا استخفافاً چھوڑ دیا ہو۔

(۷) ذبح اختیاری کا موقع رہنے کے باوجود ذبح اضطراری کو اختیار کرنے سے اگر جانور مر جائے تو وہ بھی حلال نہ ہوگا۔

(۸) جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے دنیا سے پردہ فرمانے کے بعد حیاۃ النبی ﷺ کا انکار کرتے ہیں ان کو عرف میں مماتی کہا جاتا ہے، عقیدۂ حیاۃ النبی اہل سنت والجماعت سے خارج اور گمراہ و اہل ہویٰ میں سے ہے؛ لیکن یہ کافر یا مشرک نہیں، اس لیے ایسے شخص کا ذبیحہ کھانے کی گنجائش ہے۔(۱)

(۹) زندہ جانور کے جسم سے کاٹا ہوا گوشت مردار کے حکم میں ہے۔

تمرینی سوالات

۱- ذبح کرنے والا مسلمان ہونا کیوں ضروری ہے؟

۲- بوہری کون ہے اور ان کے ذبیح کا کیا حکم ہے؟

۳- گونگے شخص کے ذبیحہ کا کیا حکم ہے؟

۴- مرد کی موجودگی میں قصابہ عورت کا جانور کو ذبح کرنے کا حکم؟

۵- کیا ہندو ہریجن اللہ کے نام سے ذبح کرے تو ذبح درست ہے؟

۶- یہودی یا عیسائی قصہ کے گوشت کا کیا حکم ہے؟

۷- اہل کتاب کے ذبیحہ کے حلال ہونے کی کیا حکمتیں ہیں؟

---

(۱) مستفاد از: فتاوی دار العلوم زکریا، بحوالہ: مسنون ذبیحہ:۷۶

۸-کیا موجودہ دور کے یہودیوں اور عیسائیوں کا ذبیحہ بھی حلال ہے؟

۹-بے نمازی قصاب کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

۱۰-مسلم شرابی قصاب کا ذبیحہ مکروہ ہے؟

۱۱-بریلوی قصاب کا ذبیحہ حلال ہے یا حرام؟

۱۲-غیر مقلد کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

۱۳-قادیانی قصاب کے ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

۱۴-دیندار انجمن سے تعلق رکھنے والے قصاب کا کیا حکم ہے؟

۱۵-الیزہ محمد کو نبی ماننے والے کا ذبیحے کا کیا حکم ہے؟

گوشت خریدنے اور فروخت کرنے کے احکام

گوشت فروخت کرنے والوں کے لئے ضروری ہدایات

گوشت فروخت کرنے والوں کو مختلف مسائل کا سامنا ہوتا ہے جو ان کے کاروبار کو متاثر کرسکتے ہیں۔ یہاں چند اہم مسائل کا ذکر کیا گیا ہے:

۱۔صفائی اور حفظان صحت کے مسائل: گوشت کی فروخت کے دوران صفائی اور حفظان صحت کا خیال رکھنا بہت ضروری ہے، غیر معیاری صفائی سے بیماریوں کا خطرہ بڑھ سکتا ہے اور گاہکوں کا اعتماد کم ہوسکتا ہے۔

۲۔سٹوریج کے مسائل: گوشت کی مناسب اسٹوریج اور درجہ حرارت کو برقرار رکھنا ایک چیلنج ہے؛ فریزر یا کولڈ اسٹوریج کی کمی کی صورت میں گوشت خراب ہوسکتا ہے جو کہ مالی نقصان کا باعث بنتا ہے، اور خریداروں کے لئے زہر ثابت ہوسکتا ہے، جب گوشت بدبودار یا رنگ بدل جائے تو فروخت کرنا جائز نہیں ہے۔

۳۔قانونی اور ریگولیٹری مسائل: گوشت کے کاروبار کے لئے مختلف قوانین اور ریگولیشنز پر عمل کرنا چاہیے، لائسنس حاصل کرنا، صحت کے معیارات پر پورا اترنا، اور قانونی تقاضوں کی پاسداری کرنا وقت اور پیسہ دونوں کا مطالبہ ہوتا ہے۔

۴۔سپلائی کے مسائل: گوشت کی سپلائی میں کسی بھی قسم کی رکاوٹ کاروبار کو متاثر کرتی ہیں مثلاً، گوشت کی بروقت ترسیل نہ ہونا، سپلائرز کی طرف سے معیار کا مسئلہ، یا ٹرانسپورٹیشن کی مشکلات ،اس کے لئے معقول نظم رہے تاکہ بدنامی و مالی نقصان سے دوچار نہ ہوں۔

۵۔ مالی مشکلات: گوشت کے کاروبار کے لئے ابتدائی سرمایہ کاری، روزانہ کے اخراجات، اور کاروبار کو برقرار رکھنے کے لئے مالی وسائل کی ضرورت ہوتی ہے، یہ اور بات ہے کہ بہت سے گوشت فروش مالی مشکلات کا سامنا کرتے ہیں جو ان کے کاروبار کو متاثر کرتے ہیں۔

۶۔مارکیٹ میں مقابلہ: گوشت فروخت کے کاروبار میں سخت مقابلہ ہوتا ہے، گاہکوں کو

متوجہ کرنے اوران کو برقرار رکھنے کے لئے معیار، قیمت، اور خدمات میں بہتری لانا پڑتی ہے۔

۷۔قیمتوں کے اتار چڑھاؤ: گوشت کی قیمتوں میں اتار چڑھاؤ کاروبار کو متاثر کرسکتا ہے، قیمتوں میں اضافے کی صورت میں گاہکوں کی خریداری کی طاقت متاثر ہوسکتی ہے، جبکہ قیمتوں میں کمی سے کاروباری منافع میں کمی آسکتی ہے، ہر حال میں شکرگذاری باقی رکھیں، دولت سے زیادہ برکت پر توجہ دیں۔

۸۔بیماریوں کا خطرہ: گوشت کی فروخت کے دوران مختلف بیماریوں کا خطرہ ہوتا ہے، جیسے برڈ فلو، سوائن فلو وغیرہ، یہ بیماریاں کاروبار پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں، ایسے موقع پر حفاظتی اقدامات کی ضرورت بڑھ جاتی ہے، ڈاکٹروں کی ہدایات کے پابند رہیں۔

۹۔گاہکوں کی توقعات: گاہکوں کی توقعات پر پورا اترنا بھی ایک چیلنج ہے، گاہکوں کو معیاری اور تازہ گوشت فراہم کرنا، وقت پر ڈیلیوری کرنا، اور شکایات کا بروقت حل کرنا ضروری ہوتا ہے۔

۱۰۔ماحولیاتی مسائل: گوشت کے کاروبار میں ماحولیاتی مسائل بھی پیش آتے ہیں جیسے گوشت کی پروڈکشن کے دوران ماحولیاتی آلودگی، جانوروں کی فلاح و بہبود کے مسائل، اور پائیدار وسائل کے استعمال کی ضرورت۔

یہ مسائل گوشت کے کاروبار کو چلانے میں مختلف مشکلات پیدا کرسکتے ہیں، لیکن مناسب حکمت عملی، منصوبہ بندی، اور معیاری خدمات سے ان مسائل پر قابو پایا جاسکتا ہے۔(۱)

بعض اجمالی کوتاہیاں جن کو درست کرنا ضروری ہے

گوشت فروخت کرنے والے قصابوں سے ہونے والی کوتاہیاں کئی طرح کی ہوسکتی ہیں، جوکہ صارفین کی صحت اور معیار زندگی پر منفی اثر ڈال سکتی ہیں۔ یہاں کچھ اہم کوتاہیوں کا ذکر کیا

(۱) Healthline: Meat Safety and Hygiene

گیا ہے:

۱۔صفائی اور حفظان صحت میں کوتاہی: قصابوں کی طرف سے صفائی کے اصولوں کی پابندی نہ کرنا ایک بڑی کوتاہی ہوسکتی ہے، غیر معیاری صفائی اور حفظان صحت کے باعث گوشت میں بیکٹیریا اور دیگر جراثیم پیدا ہوسکتے ہیں، جوکہ صارفین کے لئے خطرناک ہوسکتے ہیں۔

۲۔گوشت کی اسٹوریج: قصابوں کی طرف سے گوشت کو مناسب درجہ حرارت پر نہ رکھنا یا فریزر کی خرابی کے باعث گوشت خراب ہوسکتا ہے۔خراب گوشت فروخت کرنے سے نہ صرف صارفین کی صحت متاثر ہوتی ہے بلکہ کاروبار کی ساکھ بھی خراب ہوتی ہے۔

۳۔ناقص معیار کا گوشت: قصابوں کی طرف سے خراب یا بیمار جانوروں کا گوشت فروخت کرنا ایک اہم کوتاہی ہے۔ یہ عمل قانونی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے غلط ہے اور صارفین کے لئے صحت کے مسائل پیدا کرسکتا ہے۔

۴۔وزن میں کمی: کچھ قصاب گوشت کا وزن کم کرنے کے لئے مختلف تکنیک استعمال کر سکتے ہیں، جیسے پانی ڈال کر وزن بڑھانا یا ہڈیوں کا وزن شامل کرنا، یہ عمل صارفین کے ساتھ دھوکہ دہی کے مترادف ہے۔

۵۔گوشت کی غیر معیاری کٹائی: غیر معیاری اور غیر ہنر مند کٹائی گوشت کے معیار کو متاثر کرسکتی ہے۔غیر مناسب کٹائی سے گوشت کا ذائقہ اور ساخت خراب ہوسکتی ہے، جو صارفین کے تجربے کو متاثر کرتی ہے۔

۶۔غیر قانونی گوشت: کچھ قصاب غیر قانونی طریقوں سے شکار کیے گئے یا غیر قانونی ذرائع سے حاصل شدہ جانوروں کا گوشت فروخت کرتے ہیں، جوکہ قانون کی خلاف ورزی ہے اور صارفین کے لئے خطرناک ہوسکتا ہے۔

۷۔قیمتوں میں دھوکہ دہی: قصاب بعض اوقات گوشت کی قیمتوں میں دھوکہ دہی کرتے ہیں، جیسے غلط وزن بتانا یا زیادہ قیمت وصول کرنا۔ یہ صارفین کے اعتماد کو متاثر کرسکتا

ہے، قصاب بعض اوقات قیمتوں میں غیر شفافیت کا مظاہرہ کرتے ہیں، جس سے صارفین کو اصل قیمت کا علم نہیں ہوتا۔ قیمتوں میں واضح اور شفاف معلومات فراہم نہ کرنا دھوکہ دہی کے زمرے میں آتا ہے۔

۸۔ گوشت کی ملاوٹ: کچھ قصاب گوشت میں ملاوٹ کرتے ہیں، جیسے کم معیار کا گوشت یا غیر مستند گوشت کو شامل کرنا۔ یہ عمل قانونی اور اخلاقی طور پر غلط ہے اور صارفین کی صحت کے لئے خطرناک ہو سکتا ہے۔

۹۔ معیاری اور تازہ گوشت کی عدم فراہمی: قصابوں کی طرف سے معیاری اور تازہ گوشت کی فراہمی میں کوتاہی صارفین کے تجربے کو متاثر کر سکتی ہے۔ تازہ اور معیاری گوشت کی فراہمی نہ ہونا صارفین کے اعتماد کو نقصان پہنچا سکتا ہے۔

۱۰۔ جانوروں کی غیر مناسب دیکھ بھال: بعض قصاب جانوروں کی غیر مناسب دیکھ بھال کرتے ہیں، جس سے ان کی صحت متاثر ہوتی ہے اور اس کا اثر گوشت کے معیار پر پڑتا ہے۔(۱)

۱۱۔ جانوروں کے غیر انسانی قتل: بعض قصاب جانوروں کو غیر انسانی طریقے سے ذبح کرتے ہیں جو نہ صرف جانوروں کے حقوق کے خلاف ہے بلکہ گوشت کے معیار پر بھی منفی اثر ڈال سکتا ہے، اسلامی شریعت کے مطابق ذبح نہ کرنا یا جانوروں کو تکلیف دینا قانونی اور اخلاقی دونوں لحاظ سے غلط ہے۔

۱۲۔ مصنوعی رنگ اور کیمیکلز کا استعمال: کچھ قصاب گوشت کی تازگی اور رنگت کو برقرار رکھنے کے لیے مصنوعی رنگ اور کیمیکلز کا استعمال کرتے ہیں، جو صارفین کی صحت کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے۔

۱۳۔ گوشت کے ذیلی مصنوعات کا غلط استعمال: قصاب بعض اوقات گوشت کے ذیلی

---

(۱) Healthline: Meat Safety and Hygiene

مصنوعات (by-products) جیسے ہڈیوں، چربی وغیرہ کو غلط طریقے سے استعمال کرتے ہیں یا ان کا مناسب طور پر ضائع نہ کرنا ماحولیاتی آلودگی کا باعث بن سکتا ہے۔

۱۴۔ملاوٹ: کچھ قصاب گوشت میں پانی، چربی، یا کم معیار کا گوشت ملا کر فروخت کرتے ہیں، یہ صارفین کے ساتھ دھوکہ دہی کے مترادف ہے اور اس کے صحت پر منفی اثرات ہو سکتے ہیں

۱۵۔تربیت کی کمی: بہت سے قصاب مناسب تربیت کے بغیر کام کرتے ہیں، جس کی وجہ سے وہ گوشت کے معیار، صفائی، اور حفظان صحت کے اصولوں پر صحیح طریقے سے عمل نہیں کر پاتے۔

۱۶۔وزن اور پیمائش میں دھوکہ دہی: قصاب بعض اوقات وزن اور پیمائش میں دھوکہ دہی کرتے ہیں، جیسے کہ گوشت کے وزن کو بڑھانے کے لئے پانی شامل کرنا یا گوشت کے ساتھ ہڈیاں شامل کرنا۔

۱۷ ۔فراڈ اور دھوکہ دہی: قصاب بعض اوقات گوشت کی اصل نوعیت یا معیار کے بارے میں غلط بیانی کرتے ہیں، جیسے کہ پرانے یا غیر معیاری گوشت کو تازہ گوشت کے طور پر فروخت کرنا۔

۱۸۔ماحول دوست پریکٹس کی کمی: کئی قصاب ماحولیاتی مسائل کو نظرانداز کرتے ہیں، جیسے گوشت کے فضلات کو غیر مناسب طریقے سے ضائع کرنا یا گوشت کی پروڈکشن کے دوران ماحولیاتی آلودگی کو کم کرنے کے لئے اقدامات نہ کرنا۔

یہ کوتاہیاں قصابوں کی طرف سے گوشت کے کاروبار میں پائی جانے والی مشکلات اور چیلنجز کو واضح کرتی ہیں۔ بہتر تربیت، قوانین کی پابندی، اور صفائی اور حفظان صحت کے اصولوں پر عمل پیرا ہو کر ان مسائل سے بچا جا سکتا ہے۔

قصابوں کی بعض تجارتی بداخلاقیاں

۱ ۔گوشت کی دکانوں پر گاہکوں کو پکار پکار کر بلانا، جہاں کئی دوکانیں گوشت کی ہوتی

ہیں، وہاں ایک دوسرے کو نیچا دیکھانے کی کوشش کی جاتی ہے۔

۲۔اپنی دوکان پر صفائی نہ رکھنا، پوری دکان مکھیوں سے بھری رکھنا۔

۳۔غیر مسلموں کو خراب گوشت دینا، اچھے گوشت کا مطالبہ کرنے پر بداخلاقی سے پیش آنا۔

۴۔ بچوں اور لڑکیوں کو نامناسب یا خراب گوشت دینا، چونکہ یہ دونوں مردوں کی طرح زبان نہیں لڑا سکتے، یا اتنا شعور نہیں رہتا۔

۵ ۔اوپر اچھا گوشت، نیچے خراب گوشت ملا کر دینا، جس کی شکل یہ ہوتی ہے کہ تازہ گوشت لٹکایا جاتا ہے، اس میں سے تھوڑا کاٹا جاتا ہے، اگر وزن کم ہوجائے تو بازو کچھ گوشت رکھا رہتا ہے جو مناسب نہیں رہتا، مگر پچاس ،سوگرام کے لئے پھر کہاں سے تازہ گوشت نکالیں، اس بہانے سے ایسا گوشت دیدیا جاتا ہے۔

۶۔باسی گوشت کو تازہ کہہ کر فروخت کرنا۔دوتین دن سے برف خانے کے نکالے ہوئے باسی گوشت کو تازہ کہہ کر فروخت کرنا۔بعض مرتبہ ایسا گوشت کھانے سے بیماریاں بھی آجاتی ہیں مگر ہمیں اپنے نفع سے مطلب رہتا ہے۔

۷۔بوڑھے بیل یا بوڑھی بھینس یا بوڑھے بھینسے کے گوشت کو نوعمر گائے کا گوشت کہہ کر بیچنا یا بوڑھی گائے یا بچھڑے کی ران پر کسی اور بچھیا کے چھوٹے چھوٹے تھن لگا کر دھوکہ دے کر فروخت کرنا۔

۸۔جن ہڈیوں اور چھیچھڑوں کو پھینک دینے کا رَواج ہے اُن کو دھوکے سے وَزن میں چلا دینا۔

۹ ۔گوشت یا قیمے کو بغیر تولے صرف اندازے سے تول کے نام پر دینا، مَثَلاً کسی نے آدھ پاؤ قیمہ مانگا تو مٹھی میں لیکر وزن کئے بغیر ہی بطورِ آدھ پاؤ دے دینا۔

۱۰۔قیمہ خریدنے پر اس اچھی خاصی چربی ملا دینا، منع کرنے پر کہنا کہ قیمہ ایسے ہی آتا ہے، گاہک چاہے اس مبیع پر راضی ہو یا نہ ہو۔

۱۱۔حکومتی طور پر اگر گوشت کی قیمت متعین ہو تو اپنی من مانی سے قیمت زیادہ کر کے فروخت کرنا۔

۱۲۔لاغر بیمار نیم مردہ مادہ جانوروں کو دکانوں کے اندر یا ملحقہ نالیوں کے اوپر ذبح کرنا۔

۱۳۔علی الصبح جانوروں گائے، بچھڑے اور اونٹوں کو دکانوں کے باہر باندھ دیتے ہیں جو سڑک پر فضلہ اور گندگی کرتے ہیں جس سے آنے جانے والوں کو بھی مشکلات کا سامنا کرنا پڑتا ہے، بعد میں قصاب یہ جانور ذبح کر کے دکانوں کے باہر لٹکا دیتے ہیں جس پر مکھیاں مچھر اور دیگر حشرات بھنبھناتے نظر آتے ہیں جراثیم زدہ گوشت استعمال کرنے سے شہری موذی امراض میں بھی مبتلا ہو جائیں۔

۱۴۔اگر جانوروں کے دکانوں میں ذبح کرنے پر پابندی عائد کی گئی ہو، اور قصابوں کو دکانوں کے باہر جالیاں اور شیشے لگانے کے احکامات جاری کئے گئے ہوں تو اکثر قصاب کا ان احکامات پر عملدرآمد نہ کرنا اور نہ ہی ذبح کئے گئے گوشت کو ویٹرنری ڈاکٹرز سے چیک کروانا۔اگر چیک کروایا جائے تو رشوت سے کام لینا۔یعنی حفظان صحت کے اصولوں کا خیال نہ رکھنا۔

۱۵۔کسی وجہ سے کوئی واپس کرے تو واپس نہ لینا، no return no exchange کی پالیسی اسلامی نہیں ہے، بلکہ اگر خرید کردہ مال میں کوئی عیب نکل آیا یا بغیر دیکھے اسے خرید لیا تھا تو عیب نکلنے کی صورت میں یا مال کو دیکھنے کے بعد خریدار کو خیارِ عیب یا خیار رؤیت حاصل ہوتا ہے جس کی بنا پر اگر وہ مال واپس کرنا چاہے تو کر سکتا ہے، ایسے وقت میں دکاندار کا اسی شرط کا حوالہ دینا کہ بکا ہوا مال واپس نہ ہو گا، درست نہیں ہے، اور اگر سامان دیکھ بھال کر خریدا گیا اور اس میں کوئی عیب بھی نہیں نکلا تو اب واپس لینے پر دکاندار کو مجبور کرنا درست نہیں، دکاندار اگر واپس کرلے تو اس کا تبرع (احسان) ہے، اقالہ کی صورت میں واپس

لیے لینے پر ثواب ہے، رسول اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ جس (دکاندار) نے بھی اپنے مسلمان گاہک سے (اس کی خریدی ہوئی چیز،اس کی مجبوری پر اس سے درگزر کرتے ہوئے) واپس لے لی (اور اسے اس کی پوری قیمت دے دی) تو اللہ تعالی دنیا و آخرت میں اس کی خطاؤں کو معاف فرما دیں گے۔ **"قَالَ رَسُولُ اللّٰہِ ﷺ: "مَنْ أَقَالَ مُسْلِمًا أَقَالَهُ اللّٰهُ عَثْرَتَهُ"**(۱) لہذا پہلے سے یہ شرط لگا دینا کہ بکا ہوا مال واپس نہیں ہوگا۔اس کا اطلاق شرعاً اسی صورت پر ہوگا جب کوئی عیب نہ نکلا ہو اور سامان دیکھ بھال کر لیا گیا ہو۔

۱۶۔بڑے آرڈر پر بکرے کی جگہ چھوٹی گائے یا چھوٹا بیل ذبح کر کے ملاوٹ کر دینا

۸۰ / فیصد لوگ کاروبار میں دھوکہ کرتے ہیں،مختلف روزمرہ کے استعمال کی عام اشیاء میں ملاوٹ کو تو سب کو ہی پتا ہے،اور یہ ملاوٹ شدہ اشیاء صحت کیلئے نقصان دہ ہوتی ہیں،یعنی ملاوٹ کرنے والے لوگوں کی جانوں کو ایک تسلسل سے نقصان پہنچاتے ہیں بلکہ پہنچا رہے ہیں،جبکہ دھوکا ایک ایسا قبیح عمل ہے جسے ہر صورت میں اسلام نے ناپسند قرار دیا ہے جبکہ آج دھوکہ دہی لوگوں کے درمیان ایک عام سی چیز بن گئی ہے،لوگ ایک دوسرے کو اس طرح دھوکا دیتے ہیں گویا ان کے نزدیک اسلام میں یہ حرام اور گناہ کا کام ہی نہ ہو،دھوکے میں دنیاوی اور اخروی دونوں طرح کے نقصان ہیں،رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : "جو شخص ہم پر ہتھیار اٹھائے وہ ہم میں سے نہیں ہے اور جو شخص ہم کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔(۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا : مکر اور دھوکا آگ میں ہیں۔ **"المکر والخديعة في النار"**(۳)

---

(۱) سنن أبي داود، کتاب البیوع، أبواب الإجارة، حدیث : ۳۰۵۳

(۲) صحیح مسلم، کتاب الإیمان، حدیث: ۲۸۳

(۳) سلسلۃ احادیث صحیحہ، الاخلاق والبر والصلۃ، حدیث: ۲۵۶۷

۱۷۔بکرے میں مینڈی یا مریل بکری ملا دینا،چونکہ دوسوکلوگوشت میں دس پندہ کلو ایسا گوشت ملا دیا جائے تو کون پہچانے گا۔

۱۸۔گائے کی جگہ بھینس کا گوشت فروخت کر دینا۔

۱۹۔ پاؤ کلو والے گوشت کے ساتھ بدتمیزی ،بالکل گھٹیا گوشت دینا، جلد آنے پر دیر تک رکا دینا،بدتمیزی والی گفتگو کرنا،اگر جلدی کا مطالبہ ہوتو طعنہ دینا کہ ’’پاؤ کلو کے لئے سو باتیں مت کرو‘‘۔

ایسے بہت سے امور جن میں کہیں بداخلاقی ہے تو کہیں ناجائز وحرام طریقہ کی آمدنی ہے۔

۲۰۔عیدالاضحیٰ پر قربانی کے لیے پیشہ ور قصائی کی تلاش کوئی آسان کام نہیں،اگر کوئی پروفیشنل قصائی مل جاتے بھی ہیں تو نخرے بہت ہوتے ہیں،مزدوری زیادہ،ٹھیک طریقہ سے گوشت کی صفائی نہیں، جلد بازی وغیرہ، کہتے ہیں ’’صحیح ریٹ ملے گا تو ہی جانور گرے گا‘‘، اناڑی یا موسمی قصائی کی مدد لینا ہی آخری حل ہوتا ہے۔

۲۲۔جب ماہ رمضان کے مقدس ایام آتے ہیں تو اس مہینے کے دوران گوشت کی کھپت میں اضافہ ہوتا ہے اور لوگ روزوں کے دوران صحت برقرار رکھنے کے لئے گوشت کے استعمال کو پسند کرتے ہیں،ایسے میں گوشت کی قیمتوں میں اضافہ افسوس کا باعث ہے۔ ویسے بھی قصائی حضرات گوشت اپنی من پسند قیمتوں پر فروخت کرتے ، ان کو کوئی پوچھنے والا نہیں ہے اور نہ وہ کسی سے مسائل پوچھتے ہیں،قصائی ہر ایسے موقعے پر جب عوام کو گوشت کی ضرورت ہوتی ہے من مانی کر کے ریٹ میں اضافہ کرتے ہیں، درحقیقت بعض علاقوں میں صورت حال مختلف ہے،قصائی حضرات کو جن علاقوں سے مال لانا پڑتا ہے وہاں آئے روز قیمتوں میں اضافہ کیا جاتا ہے، جانور لانے کے ٹرک کرایہ بہت بڑھا دیا جاتا ہے،انہیں مبینہ طور کئی لوگ کی مٹھیاں گرم اور جیب بھرنے پڑتے ہیں۔

۲۳۔عید کے موقعے پر تو ویسے بھی ہر کوئی گاہکوں کا لوٹنے کی کوشش کرتا ہے، باقی

دنیا میں متبرک دنوں کے موقعے پر گاہکوں کو چھوٹ ملتی ہے اور دکاندار بغیر منافع کے چیزیں فروخت کرتے ہیں، کرسمس ہو یا دیوالی ایسے موقعوں پر گاہکوں کو مناسب ریٹ پر اشیا بھیجی جاتی ہیں، اس کے بجائے عید اور دوسرے ایسے ایام کے دوران بازار میں لٹیرے نمودار ہو کر ہر کسی کو لوٹنے کی کوشش کرتے ہیں، اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ لوگوں کا ضمیر مرگیا ہے، قانون و انسانیت کی پاسداری ختم ہوتی جارہی ہے، شاید یہی وجہ ہے کہ ہم بڑی تیزی سے زوال کی طرف بڑھ رہے ہیں۔(۱)

۲۴۔گوشت میں چوری کرنے کی عادت۔

۲۵۔ناپ تول میں کمی۔

۲۶۔جانور فروخت کرنے میں دودھ کو دوہے بغیر زیادہ دودھ دینے والا شمار کرنے کا دھوکہ دینا۔

۲۷۔بغیر اجازت کے گوشت کی کچھ مقدار اپنے پاس رکھ لینا، وغیرہ امور بکثرت پائے جاتے ہیں، اسی لئے کہا جاتا ہے ''قصاب بے حساب'' یعنی جانور کے کسی عضو کو ضائع ہونے نہیں دیتے بلکہ ہر عضو سے کمانے کا ہنر جانتے ہیں۔

قیمہ میں پانی زیادہ ملانا یا گوشت کو پھونک کر موٹا کرنا

۲۱۔قصابوں میں یہ دونوں مرض پائے جاتے ہیں کہ ایک قیمہ میں پانی بہت ملا دیتے ہیں جس سے وزن بڑھ جائے، اور کلیجی وغیرہ میں پھوک کر اسے موٹا کر دیتے ہیں، حضرت علیؓ نے گوشت فروشوں سے ارشاد فرمایا: اے گوشت فروشو! گوشت کو پھونک کر موٹا نہ کرو جس نے ایسا کیا وہ ہم سے نہیں۔

''یَامَعْشَرَ الْقَصَّابِیْنَ لَا تَنْفِخُوْا، فَمَنْ نَفَخَ اللَّحْمَ فَلَیْسَ مِنَّا''(۲)

---

(۱) روزنامہ چٹان، سری نگر، کشمیر، 2024-03-28

(۲) کنز العمال، کتاب البیوع، قسم الافعال، حدیث: ۹۹۶۵

ایک کلو گوشت میں چربی ملانے کی مقدار

قصائی گوشت کے ساتھ چربی بھی ڈالتا ہے،لوگ چربی پسند نہیں کرتے ،اور صرف خالص گوشت بیچنے میں قصائی کو نقصان ہوسکتا ہے،تو کتنی مقدار چربی کتنے گوشت میں ملانے کی اجازت ہوگی ؟اس سلسلہ میں اگر مطلق چربی ملانے کی اجازت دی جائی تو گاہک کا شدید نقصان ہوگا،اور اگر مطلقا چربی ملانے کی اجازت نہ دی جائے تو بائع کا نقصان ہوگا،اور بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ وہ وزن میں چربی نہیں چاہتے مگر گوشت مکمل وزن کرلینے کے بعد علیحدہ چربی کا سوال کرلیتے ہیں،اس صورت میں بھی بائع کا نقصان ہے۔

اس کے لئے بہتر صورت یہ ہے کہ اپنی دکان پر ایک تختی لگا دی جائے کہ صاف گوشت ایک کلو میں پچاس گرام کم آئے گا اور کانٹے کو پچاس گرام بڑھا دیا ہے،جب ایک کلو گوشت وزن کردیا جائے پچاس گرام گوشت کم ہوگا البتہ تول کے بعد پچاس گرام چربی ملا کر اس کا وزن ایک کلو مکمل کیا جائے گا،اس صورت میں چونکہ چربی کی مقدار واضح ہے تو کسی گاہک کو اعتراض نہیں ہوگا ،ورنہ بعض مرتبہ زیادہ چربی بھی ڈالدی جاتی ہے،جس سے گاہک کو نقصان ہی نہیں بلکہ دھوکہ ہوجاتا ہے۔

گوشت میں ہڈی کی مقدار کتنی ہو؟

مارکٹ میں گوشت دو طرح سے فروخت ہوتا ہے،ایک ہڈی والا،دوسرا بغیر ہڈی والا، بغیر ہڈی والے کی قیمت زیادہ ہوتی ہے،ہڈی والے کی قیمت اس کے مقابلے میں کم ہوتی ہے،مگر ایسے گوشت میں ہڈی کی مقدار کتنی ہوگی ؟ یہ واضح نہیں کیا جاتا،جس کی وجہ سے بعض مرتبہ گاہک کا نقصان ہوجاتا ہے،کسی کو کافی ہڈیاں دیدی جاتی ہیں،کوئی اپنا ہے تو کم ہڈی دی جاتی ہے،اس لئے یہ بھی واضح ہونا چاہئے کہ ہڈ والے گوشت میں کتنی مقدار ہڈی رہے گا،اس کے بغیر نزاع یا نقصان کا اندیشہ قوی پایا جاتا ہے۔

آلائش صاف کرنے سے پہلے وزن کرنے کا حکم

آجکل مرغیوں کی دکان پر رائج ہے کہ اگرکوئی شخص گوشت لینے جاتا ہے تو دکاندار پہلے گوشت وزن کرتا ہے، اس وقت وزن پوا ایک کیلو ہوتا ہے، اسکے بعد گوشت کو صاف کرکے گاہک کو دیتا ہے، تو وزن ایک کیلو سے کم ہوجاتا ہے، چونکہ دکان پر گوشت کی جو قیمت لکھی ہوتی ہے یا زبانی بتائی جائے وہ چربی اور دیگر آلائش کے ساتھ ہوتی ہے، گاہک اسی طرح خریدنے پر راضی ہوتا ہے، ورنہ دکاندار تولنے کے بعد صاف کئے بغیر دیبے تو بھی گاہک کو صاف کرنے کے بعد کم ہی آتا ہے، البتہ تولتے وقت پورا تولنا دکاندار پر لازم ہے، اس کے بعد گوشت کی صفائی سے وزن کا کم ہونا لازمی بات ہے، اگر اس میں دکاندار کی طرف سے کوئی خیانت شامل نہ ہو تو ایسا معاملہ کرنے میں شرعاً کوئی قباحت نہیں ہے۔

حلال جانور کے حرام اعضاء فروخت کرنا

☆ حلال جانوروں کے ممنوع اعضاء میں سے خون کی حرمت نص قطعی سے ثابت ہونے کی وجہ سے نہ کھانا جائز ہے، نہ ہی اس کی خرید وفروخت جائز ہے اور اس کی آمدنی بھی حرام ہے؛ اگر کوئی فروخت کردے تو اس رقم کا صدقہ کرنا لازم ہے، بقیہ اعضاء جیسے: پتہ، مثانہ، غدود وغیرہ کا استعمال دوا، علاج کے طور پر جائز ہے تو ان کی خرید وفروخت بھی جائز ہے اور آمدنی حلال ہے؛ البتہ ان چیزوں کا کھانا تو ناجائز ہے۔

"كل شيء كره أكله والانتفاع به على وجه من الوجوه فشراؤه و بيعه مكروه، وكل شيء لابأس بالانتفاع به فلا بأس ببيعه"(۱)

---

(۱) الوجيز في ايضاح القواعد الفقهية الكلية: ۱/ ۲۵

قربانی کا جانور وزن سے خریدنا

(۱) جانور غیر موزونی چیز ہے جب جانور دونوں طریقہ سے یعنی وزن سے اور غیر وزن سے دستیاب ہیں تو بیع کا جو شرعی طریقہ ہے یعنی غیر موزون اسی طریقہ کے مطابق معاملہ کیا جائے، دھوکہ سے بچنے اور بچانے کے لئے تجربہ کار لوگوں کا تعاون حاصل کیا جائے، قربانی بہت اہم عبادت ہے، اس میں بیع کا صحیح طریقہ ہی اختیار کرنا چاہیئے تاکہ عبادت بالکل صحیح طریقہ پر ادا ہو اور گوشت کے کم و پیش ہو جانے کی زیادہ فکر نہ کی جائے، قربانی میں اصل مقصود تقویٰ ہے، گوشت نہیں۔

"لن ینال اللہ لحومھا ولا دمائھا ولکن ینالہ التقویٰ منکم"۔(۱)

(۲) زندہ مرغی کی بیع کی گنجائش وزن میں جہالت یسیرہ اور عرف عام کی بنا پر) معلوم ہوتی ہے، مگر خیال میں رہے کہ قربانی اہم عبادت ہے اور عبادت میں احتیاط کا پہلو اختیار کرنا بہتر ہے، لہذا قربانی کے لئے بیع کا صحیح طریقہ اختیار کیا جائے۔(۲)

حاصل یہ کہ جانور وزن کر کے خریدنے سے بچا جائے لیکن اگر خرید لیتے ہیں تو درست ہے۔(واللہ اعلم بالصواب)

عمدہ گوشت کی پہچان

بوڑھے جانور کا گوشت لال ہوتا ہے، جبکہ جوان گوشت مٹیالے، بُھورے رنگ کا اور اس میں عموماً چربی کم ہوتی ہے، بُھورا گوشت زیادہ اچھا ہوتا ہے، گھر کے لئے آخری بچا ہوا گوشت خریدنا مُفید ہوسکتا ہے کیوں کہ بیچنے والے جلدی جلدی چربی اور ہڈیاں تول میں چلا دیتے ہیں اور یوں آخر کے بچے ہوئے گوشت میں بوٹی زیادہ ہوتی ہے! سبزیوں اور پھلوں کا

---

(۱) احسن الفتاوی: ج۶ / ۴۹۷

(۲) فتاوی رحیمیہ: ج۵ / ۴۲۲

معاملہ اِس سے اُلٹا ہے کہ تازہ اور عمدہ جلدی جلدی بک جاتے اور آخر میں گلے سڑے بچ رہتے ہیں، اس لحاظ سے یہ مقُولہ دُرُست ہے کہ ''سبزی اور پھل شُروع میں اور گوشت آخر میں خریدو''۔

گوشت کم تولنے کا گناہ

اسلام کی خصوصیت سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ'' مکمل دو''،''مکمل لو'' گوشت کو بیچتے وقت بعض افراد لینے میں پوری رقم لیتے ہیں اور دینے میں گوشت ڈنڈی مارتے ہیں ،حالانکہ قرآن کریم میں ''ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں بربادی ذکرکو ذکر کیا ہے۔

''وَيۡلٌ لِّلۡمُطَفِّفِيۡنَ الَّذِيۡنَ اِذَا اكۡتَالُوۡا عَلَى النَّاسِ يَسۡتَوۡفُوۡنَ وَاِذَا كَالُوۡهُمۡ اَوْ وَّزَنُوۡهُمۡ يُخۡسِرُوۡنَ''۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا پانچ گناہوں کی سزا پانچ چیزیں ہیں:

(۱) جوقوم عہد شکنی کرتی ہے، اللہ تعالیٰ اس پر اس کے دشمن کو مسلط فرما دیتے ہیں۔

(۲) جوقوم اللہ کے حکم کو چھوڑ کر دوسرے قوانین پر عمل کرتی ہے، ان میں افلاس ضرور پھیل جاتا ہے۔

(۳) جس قوم میں بے حیائی و بدکاری عام ہوجاتی ہے، اس پر اللہ تعالیٰ ظالموں اور دوسرے وبائی امراض مسلط کر دیتے ہیں۔

(۴) جولوگ ناپ تول میں کمی کرنے لگتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو قحط میں مبتلا کر دیتے ہیں۔

(۵) جولوگ زکوٰۃ ادا نہیں کرتے اللہ تعالیٰ ان سے بارش روک دیتے ہیں۔(۱)

---

(۱) معارف القرآن: ۸/ ۶۹۴

حضرت ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس قوم میں مال غنیمت کی چوری رائج ہوجائے اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمن کا رعب اور ہیبت ڈال دیتے ہیں اور جس قوم میں ربا یعنی سود خوری کا رواج ہوجائے ان میں موت کی کثرت ہوجاتی ہے اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کا رزق قطع (تنگ) کردیتے ہیں، اور جو لوگ حق کے خلاف فیصلے کرتے ہیں، ان میں قتل وخون عام ہوجاتا ہے اور جو لوگ معاہدات میں غداری کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر ان کے دشمن کو مسلط فرمادیتے ہیں۔(۱)

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناپنے اور تولنے والوں سے ارشاد فرمایا تمہارے ہاتھ میں دو ایسے کام ہیں جن کے سبب تم سے پہلے قومیں ہلاک ہوئیں (یعنی پورا وزن نہ ناپنے اور کم دینے کے سبب ہلاک ہوئیں تم ایسا نہ کرنا)(۲)

فی کوئنٹل گوشت کی قیمت طے کرکے عقیقہ کی نیت سے بکرا ذبح کرنا

بعض علاقوں میں لوگ شادی بیاہ میں برادری کو کھانا کھلاتے ہیں اس میں گوشت والے سے فی کوئنٹل گوشت کی قیمت طے کرلیتے ہیں جب گوشت والا بکری ذبح کرنے کے لئے لے کر آتا ہے تو اسی میں سے عمدہ قسم کی بکریاں چھانٹ کر (بغیر خریدے ہوئے) عقیقہ کی دعا پڑھ کر بچوں کا عقیقہ کرتے ہیں پھر بکری کا گوشت وزن کرکے گوشت کی قیمت اور اور سری پائے اور چرم کی الگ الگ قیمت ادا کرتے ہیں، جبکہ قربانی یا عقیقہ کے لیے ذبح کرتے وقت ضروری ہے کہ جانور اس کی ملکیت میں ہو جو قربانی یا عقیقہ کر رہا ہے۔ مذکورہ صورت میں جانور قصائی کی ملکیت ہے، ذبح ہونے کے بعد جب وزن کرکے خریداری ہوگی تب خریدار کی ملکیت بنے گا، پس اس پر عقیقہ کی نیت صحیح نہیں ہوئی۔

---

(۱) معارف القرآن: ۸/ ۶۹۴

(۲) ترمذی شریف: ۱/ ۱۴۶

فروخت کے جانور میں قربانی وعقیقہ کا حصہ لینا

عقیقہ عبادت ہے؛ لہٰذا عقیقہ کے لیے جو جانور ہو اس پورے جانور کا عبادت ہی کے لیے خاص ہونا ضروری ہے، قصائی جس گائے کو فروخت کرنے کے لیے ذبح کرے اس میں عقیقہ کے حصے شامل نہیں کیے جاسکتے۔ فقط واللہ اعلم۔(۱) مذکورہ صورت میں عقیقہ ادا نہ ہوگا، صحتِ عقیقہ اور قربانی کے لئے ضروری ہے کہ آدمی اپنا مملوکہ جانور ذبح کرے، لہٰذا قصائی حضرات ایسے معاملہ پر راضی نہ ہوں اور لوگوں کو بھی منع کریں۔

قربانی میں چمڑے کا تصدق نہ کرنا

ایام اضحیہ میں لوگوں کی اجتماعی قربانی کا نظام کرنے کے بعد چمڑے کا صدقہ نہ کرنا، بلکہ اسے بھی اپنا نفع شمار کرلینا، اگر چمڑا نہ دیں تو حصہ یا کٹائی کی قیمت زیادہ کردینا، جبکہ قربانی کا چمڑا فروخت کرکے اسکا نفع کھانا جائز نہیں ہے، بلکہ غرباء میں صدقہ کرنا واجب ہے۔

قصاب سے حصہ میں صرف گوشت لینا۔قربانی نہ کرنا

بعض وہ قریشی بھائی جو اجتماعی قربانی کا نظم کرتے ہیں مگر انہیں قربانی کے مسائل کا علم نہیں ہوتا، بعض مرتبہ جانور ذبح کرتے ہیں اور اس کے سات حصے بنا کر تھیلیوں میں ڈال دیتے ہیں، جانور کو ذبح کرنے سے پہلے سات افراد کی طرف سے قربانی کی نیت ہی نہیں کی جاتی ،جبکہ قربانی گوشت کا نام نہیں ہے بلکہ ذبح کرنے کا نام ہے، ایسا نظام کرنا جائز نہیں ہے۔

گوشت کو خلط کردینا

پانچ جانور قربانی کے ذبح کریں گے اور ذبح سے پہلے جن افراد کی طرف سے قربانی

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:143904200058)

کی جا رہی ہے ان کی نیت بھی کی جاتی ہے، جس سے قربانی تو درست ہو جاتی ہے، مگر کونسا جانور کن سات افراد کی طرف سے ذبح ہوئے متعین نہیں کیا جاتا، بلکہ سارا گوشت ملا کر پھر وزن متعین کر کے پانچ جانور کے ۳۵ / حصّے بنا دئے جاتے ہیں، اگر گوشت بچ جائے تو اپنا سمجھ لیتے ہیں۔

البتہ شہر میں اجتماعی قربانی کا نظم مشکل ہو، شہر سے باہر قربانی کر کے گوشت شہر کے مکانات میں منتقل کرنا ہو، تو بھی یہی حکم ہے کہ ہر جانور کے سات حصوں میں سے ہر حصّے پر اس جانور میں شریک کا نام لکھا جائے، اگر یہ عمل ناقابل برداشت ہو تو شرکاء سے گوشت سے متعلق پیشگی اجازت لینا ضروری ہے کہ "جو جانور جن کی طرف سے اسی جانور کا گوشت ملنا ضروری نہیں ہے، بلکہ دوسرے جانور کا گوشت بھی آپ کو دیا جائے گا" اگر شرکاء راضی ہوں تو یہ عمل جائز ہے ورنہ جائز نہیں ہے۔

زیادہ گوشت والے جانور میں سات سے زائد حصے لینا

اگر بڑا جانور زیادہ گوشت والا ہو مثلاً اگر کوئی جانور چالیس کلو کا ہے تو اس میں سات حصّے شامل کئے جاتے ہیں اور اگر جانور اسّی کلو کا ہے تو اس میں دس یا گیارہ حصّے شامل کر لئے جاتے ہیں چونکہ اس میں گوشت زیا ہے، جبکہ جانور چاہے ہزار کلو کا ہی کیوں نہ ہو سات حصوں سے زیادہ شامل کرنا جائز نہیں ہے۔

ہندو سے گوشت خرید کر کھانا

اگر کسی مقام پر ہندو گوشت فروخت کرتے ہوں تو ان سے گوشت خریدنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر وہ خود ذبح کر کے فروخت ہوں تو ان سے گوشت خریدنا جائز نہیں ہے اور اس کا کھانا حرام ہے اور اگر مسلمان سے شرعی طور پر ذبح کرانے کے بعد وہ گوشت کو نظروں سے اوجھل کرے بغیر سامنے ہی فروخت کرتے ہیں تو ان سے وہ گوشت خریدنے میں کوئی حرج

نہیں ہے اور اگر مسلمان سے ذبح کرانے کے بعد گوشت نظروں سے غائب کر دیتے ہیں یا اس کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرتے ہیں اور اس دوران ان کے ساتھ کوئی مسلمان موجود نہیں ہوتا تو پھر ان سے گوشت خریدنے سے احتراز لازم ہے اگر چہ وہ ہندو قصاب یہ کہہ رہے ہوں کہ یہ اس جانور کا ہی گوشت ہے جو ہم نے مسلمان سے ذبح کرایا ہے، اس سلسلے میں ان کا قول معتبر نہیں مانا جائے گا۔

”ومفاده ان مجرد كون البائع مجوسيا يثبت الحرمة فانه بعد اخباره بالحل بقوله ذبحه مسلم كره اكله فكيف بدونه“۔(۱)

شیعہ کے ہاں سے دیے گئے گوشت کا حکم

جو شیعہ ضروریاتِ دین کا منکر ہو، (مثلاً: قرآنِ مجید میں تحریف یا حضرت علی رضی اللہ عنہ کی الوہیت یا حضرت جبرئیل کے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہو، یا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو، یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی پر بہتان باندھتا ہو وغیرہ) تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے، لہذا اگر دیا گیا گوشت اسی طرح کے فرد کے ہاتھوں ذبح کردہ جانور کا ہے تو اسے کھانا جائز نہیں، تاہم اگر یہ معلوم ہو کہ ذبیحہ سنی کا ہے تو اس صورت میں دیے گئے گوشت کھانے میں حرج نہیں۔ اور ذبیحہ کا علم نہ ہو تو شبہ کی بنا پر اجتناب کرنا ہی زیادہ بہتر ہے۔

”لاشك في تكفير من قذف السيدة عائشة رضي الله عنها أو أنكر صحبة الصديق أو اعتقد الألوهية في علي أو أن جبرئيل غلط في الوحي أو نحو ذلك من الكفر الصريح المخالف للقرآن“(۲)

---

(۱) ردالمحتار، کتاب الحظر والاباحه :۹/۴۱۹

(۲) ردالمحتار، باب المرتد، مطلب مهم :في حكم سب الشيخين :۴/۲۳۷، دارالافتاء :جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:144004200689

شیعہ کے مذبح خانہ کا گوشت کھانا

کینڈا میں مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد رہائش پذیر ہے،لیکن اکثر مذبح خانے شیعوں کی ملکیت ہیں، جس میں کچھ مسلمان بھی کام کرتے ہیں، ایسے مذبح خانے کا گوشت کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جو شیعہ امورِ دینیہ میں سے کسی مسئلہ ضروریہ کا منکر ہو (مثلاً : قرآن مجید میں تحریف یا حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کی الوہیت یا حضرت جبرئیل کے وحی لانے میں غلطی کا قائل ہو، یا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی صحابیت کا منکر ہو، یا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی پر بہتان باندھتا ہو وغیرہ) تو اس کا ذبیحہ حلال نہیں ہے۔

لہذا کینڈا کے مذبح خانوں میں اگر ذبح مسلمان ملازم کرتے ہوں تو وہ ذبیحہ حلال ہوگا، اگرچہ مذبح خانہ کے مالک شیعہ ہوں، یا ان کے ساتھ تعاون کرنے والے کھال وغیرہ الگ کرنے گوشت کاٹنے یا دیگر کام کرنے والے شیعہ ہوں، اور اگر ذبح کرنے والے مسلمان نہ ہوں، بلکہ شیعہ ذبح کرتے ہوں، یا مشین سے ذبح کیا جاتا ہو تو ایسی صورت میں ذبیحہ حلال نہیں ہوگا۔اور جب تک تحقیق نہ ہو تو شبہ پائے جانے کی وجہ اجتناب کیا جائے۔

ہاں! مذکورہ علاقے کے مسلمانوں کو چاہیے کہ سب مل کر اپنے لیے مذبح خانہ بنانے کی کوشش کریں۔فقط واللہ اعلم۔(۱)

بسم اللہ بولو اور کھالو!

عوام میں ایک بات یہ مشہور ہے کہ کوئی بھی گوشت ہو بسم اللہ بولو اور کھالو، عرب عوام بالخصوص اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جو صحیح بخاری میں ہے:

”عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهَا:أَنَّ قَوْمًا قَالُوا لِلنَّبِيِّ

---

(۱) دارالافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن،فتوی نمبر:143909201016

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: إِنَّ قَوْمًا يَأْتُونَا بِاللَّحْمِ، لاَ نَدْرِي :أَذُكِرَ اسْمُ اللهِ عَلَيْهِ أَمْ لاَ؟ فَقَالَ: سَمُّوا عَلَيْهِ أَنْتُمْ وَكُلُوهُ قَالَتْ :وَكَانُوا حَدِيثِي عَهْدٍ بِالْكُفْرِ"(۱)

یعنی ایک قوم کے لوگوں نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ بعض لوگ ہمارے پاس گوشت لاتے ہیں؛ لیکن یہ معلوم نہیں ہوتا کہ انہوں نے ذبح کرتے وقت اس پر اللہ کا نام لیا تھا یا نہیں لیا تھا؟ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا : تم اس پر اللہ کا نام لے کر کھالو، حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ان کا زمانہ کفر سے قریب تھا۔

اس حدیث کا مطلب ومصداق یہ ہے کہ اگر کوئی مسلمان گوشت یا کھانا لے کر آئے تو ظاہر یہ ہے کہ اس نے شرعی طریقہ پر ذبح کیا ہوگا، ظاہری حالت پر محمول کیا جائے گا، مسلمانوں سے حسن ظن رکھنے کا حکم دیا گیا ہے، اس کے بارے میں تحقیق وتفتیش کرنا واجب نہیں جب تک یہ ظاہر نہ ہو جائے کہ اس نے غیر مشروع طریقہ پر ذبح کیا ہے، اس حدیث میں جس قوم سے متعلق سوال کیا گیا تھا وہ مسلمان ہی تھے اگرچہ ان کا زمانہ کفر سے قریب تھا۔

اس حدیث کا ہرگز یہ مطلب نہیں ہے کہ اگر کسی شخص کو یہ یقین ہو کہ اس جانور کو ذبح کرنے والے شخص نے ذبح کرتے وقت عمداً بسم اللہ چھوڑی ہے تب بھی وہ حلال ہے، جو گوشت مسلمانوں کے بازار میں فروخت ہوتا ہے اور ان کا ذبح کیا جانا مشاہدہ میں نہیں آتا ہے کہ اس نے بسم اللہ کہا ہے یا نہیں؟ یہ حدیث اُس صورت حال سے متعلق ہے۔(۲)

کچا گوشت کھانے کا حکم

دنیا کے کئی ممالک میں، خصوصاً مشرقِ وسطیٰ کے ممالک میں کچا گوشت کھانے کا رواج ہے، اگر جانور حلال ہو اور ذبیحہ شرعی طریقہ کے مطابق کیا گیا ہو، اگر کوئی گوشت حلال

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۵۰۷

(۲) تلخیص از ''فقہی مقالات'' مفتی تقی عثمانی صاحب دامت برکاتہم، بحوالہ: مسنون ذبیحہ: ۶۹

جانور کا ہو اور حلال طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو تو اس کے حلال ہونے کے لیے پکانا ضروری نہیں ہے، اس کو بغیر پکائے بھی کھانا جائز ہے، خواہ وہ گوشت ہو یا قیمہ، بشرطیکہ وہ مضر صحت نہ ہو، کفایت المفتی میں ہے: ''گوشت کچا کھانا جائز ہے، پکانا حلت کی شرط نہیں ہے''(۱)

مشین کے ذریعہ ذبح شدہ چکن کا حکم

جانور کو ذبح کرنے کی شرائط میں سے یہ ہے کہ ذبح کرنے والا عاقل، بالغ ہو، اور مسلمان یا اہلِ کتاب میں سے یہودی یا عیسائی ہو (بشرط یہ ہے کہ وہ اپنے مذہب کے اصول، پیغمبر اور کتبِ سماویہ کو مانتا ہو، دھری نہ ہو) اور وہ ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے کر ذبح کرے، (اور ذبح کرنے والا عیسائی ہو تو ذبح کے وقت اللہ کے نام کے ساتھ عیسیٰ علیہ السلام کا نام نہ لے) اور ذبحِ اختیاری میں یہ بھی ضروری ہے کہ گلے کی چاروں رگیں (کھانے کی نالی، سانس کی نالی اور خون کی نالیاں) یا ان میں سے اکثر کٹ جائیں، اور ذبح کرنے والا خود جانور کو تیز دھار آلہ سے ذبح کرے، (اگر آلہ کی تیزی کے بجائے اس کے دباؤ سے دم گھٹنے کی وجہ سے جانور مر جائے تو وہ مردار ہوگا)۔

مروجہ مشینی ذبیحہ میں یہ سب شرائط نہیں پائی جاتیں، لہٰذا مشین کے ذریعہ ذبح کرنا خلافِ شرع ہے، اور مشینی ذبیحہ حلال نہیں ہے۔ ہاں! اگر مشین کا کام صرف اس حد تک ہو کہ وہ جانور کو قابو کر لے، اور اس کے عمل سے جانور کی موت واقع نہ ہو، اور مشین جانور کو گزارتی جائے اور مشین کے چھری پھیرنے کے بجائے وہاں مسلمان یا متدین اہلِ کتاب کھڑے ہو جائیں اور وہ اپنے سامنے گزرتے ہوئے جانوروں کو باری باری ہر ایک پر تسمیہ پڑھتے (بسم اللہ اللہ اکبر کہتے) ہوئے اپنے ہاتھوں سے تیز دھار آلے کی مدد سے ذبح کریں تو اس

---

(۱) کفایت المفتی، بحوالہ: دار الافتاء : جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر
44012201464:

صورت میں ذبیحہ حلال ہوگا۔(۱) فقط واللہ اعلم۔

ذبیحہ کا گوشت ہندوں کے پانی سے صاف کرنا

کسی مقام پر مسلمان شرعی طور پر ذبح کر کے گوشت فروخت کرتا ہے اور اس سے مسلم اور غیر مسلم دونوں گوشت خریدتے ہیں لیکن غیر مسلموں نے یہ شرط لگا رکھی ہیں کہ ہم اس وقت گوشت خریدیں گے جب تم ہمارے پانی سے گوشت صاف کرو، یا ایسا ہو کہ مسلمان غیر مسلم کے یہاں دکان کرائے پر لیا ہے اور گوشت کی صفائی کے لیے اس کا پانی استعمال کرتا ہے، ایسے صورتوں میں بعض حضرات ان دکانوں سے گوشت خریدنے سے منع کرتے ہیں حالانکہ شریعت کے امور میں ایسی سخت پابندی نہیں پائی جاتی ہے لہٰذا گوشت پر غیر مسلم کا پانی لگ جانے سے اس پر کوئی اثر نہیں پڑے گا گوشت بحالہ حلال رہے گا اس کا خریدنا بھی جائز ہوگا۔" **وشرط کون الذابح مسلما"۔(۲)**

غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوے جانوروں کو خرید کر ذبح کر کے کھانا

جو جانور غیر اللہ کے نام پر چھوڑ دیے جاتے ہیں اور وہ کھیت وغیرہ کو نقصان پہنچا دیتے ہیں تو ان جانوروں کو اگر ان کے مالک مسلمانوں کو فروخت کر دیتے ہیں تو ان کو خریدنے کے متعلق حکم یہ ہے کہ اگر اس جانور کا مالک خود جانور کو فروخت کر رہا ہے تو اس کو خرید کر ذبح کرنا مسلمان کے لیے درست ہے، اور اس کا گوشت کھانا بھی حلال ہے کیونکہ جب مالک خود فروخت کر رہا ہے تو جانور کو جو غیر اللہ کے نامزد کیا تھا وہ ختم ہو گیا، لیکن اگر جانور کو غیر مالک فروخت کرتا ہے تو اس کو ذبح کرنے سے حلال نہیں ہوگا اور اس کا کھانا بھی درست نہیں ہوگا،

---

(۱) تفصیل کے لیے فتاوی بینات: ۴/۴۹۱، عنوان: مشینی ذبح سے متعلق شرعی مسائل، ط: مکتبہ بینات بنوری ٹاؤن ملاحظہ فرمائیں

(۲) **درالمحتار : ۴۲۸/۹**

کیونکہ وہ ابھی بھی مالک کی طرف سے غیر اللہ کے ہی نامزد ہے اور جو غیر اللہ کے نامزد ہو وہ حلال نہیں ہے۔(۱)

آسٹریلیا میں گوشت کے کاروبار کا ایک طریقہ

آسٹریلیا میں ذبح کی ترتیب کچھ اس طرح ہے کہ ایک مسلمان جو گوشت فروش ہوتا ہے۔ وہ سلاٹر ہاؤس میں جا کر بکرے اور گائے ہاتھ سے چھری پکڑ کر تکبیر پڑھ کر ذبح کرتا ہے۔ سلاٹر ہاؤس کفار{غیر کتابیوں} کی ملکیت ہوتی ہے۔ جو جانور وہ مسلمان ذابح نے ذبح کیے ہوتے ہیں، ان کو کھال اتار کر نمبر الاٹ کر کے سلاٹر ہاؤس میں سرد خانے میں رکھ دیا جاتا ہے۔ پھر ۲۴ گھنٹے بعد مسلمان گوشت فروش وہ سالم ذبح شدہ جانور وہاں سے خرید کر لاتے ہیں اور مسلمانوں کو بیچتے ہیں۔ مسلمان قصابوں کے بقول ان کے ذبح شدہ جانور{جن پر نمبر الاٹ کیے جاتے ہیں} وہ کفار کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کے ساتھ تبدیل ہو جائیں ایسا نہیں ہوتا، سرد خانے وغیرہ پر مامور تمام مزدور بھی غیر مسلم{غیر کتابی} ہوتے ہیں اور یہ وہی جانور ہوتے ہیں جنہیں مسلمان ذابح نے ذبح کیا ہوتا ہے۔

اگر آسٹریلیا میں سلاٹر ہاؤس اور کولڈ اسٹور (سرد خانہ) کا نظام واقعی قابل اطمینان ہے، یعنی: مسلمان ذابح اور سرد خانے کے غیر مسلم ملازمین وغیرہ اپنے احوال کی روشنی میں اس درجہ قابل اطمینان ہیں کہ ان کے بارے میں غالب گمان یہی ہے کہ وہ مسلمانوں کے ذبح کیے ہوئے جانوروں کو غیر مسلموں کے ذبح کیے ہوئے جانوروں سے خلط نہیں کرتے ہیں اور نہ ہی خلط ہونے دیتے ہیں تو ایسی صورت میں گوشت فروش مسلمانوں کے لیے مسلمان کے ذبح کیے ہوئے جانور خریدنا اور ان کا گوشت عام مسلمانوں کے ہاتھ فروخت کرنا جائز ہے۔(۲)

اور اگر کسی کے یہاں دعوت میں اس طرح کا گوشت ہو تو اس کے کھانے میں بھی کچھ

---

(۱) مستفاد از: فتاوی دار العلوم دیوبند: ۱۵/ ۴۳۵

(۲) فتاوی دار العلوم دیوبند، ۴۴۴: ۱۵، ۴۴۵، سوال ۱۲۲؛ مطبوعہ: مکتبہ دار العلوم دیوبند

حرج نہیں۔

”ویقبل في المعاملات قول الفرد ولو أنثی أو عبداً أو فاسقاً أو کافراً کقوله :شریت اللحم من مسلم أو کتابي فیحل أو مجوسي فیحرم“۔(۱)

شراب پلائے ہوئے جانور کا گوشت کھانا

شراب تھوڑی ہو یا زیادہ نہ خود پینا جائز ہے نہ ہی جانور کو پلانا جائز ہے؛ ایسی بکری جسے شراب پلائی گئی ہو (خواہ بطور علاج یا بلا وجہ) اگر اس کو دس دن بعد ذبح کیا جائے تو اس کا گوشت بلا کراہت کھانا جائز ہے اور اگر دس دن سے قبل ذبح کی جائے تو گوشت کھانا جائز تو ہے مگر مکروہ ہے۔

اگر شراب گائے اور بھینس کو پلائی گئی ہو تو بیس دن بعد ذبح کیا جائے اور اگر اونٹ ہو تو چالیس دن بعد ذبح کیا جائے۔

”ولو سقی ما یؤکل لحمه خمرًا فذبح من ساعته حل أکله ویکره“(۲)

”ولا الجلالة أي قبل الحبس، قال في الخانیة :فإن کانت إبلا تمسک أربعین یوما حتی یطیب لحمها والبقر عشرین وللغنم عشرة“(۳)

---

(۱) ملتقی الأبحر مع المجمع والدر، کتاب الکراهیة، فصل في الکسب، ۴:۱۸۷، ۱۸۸، ط :دار الکتب العلمیةبیروت

(۲) مجمع الانہر شرح ملتقی الأبحر: ۴/۱۸۱، بیروت

(۳) شامی، کتاب الأضحیة، زکریادیوبند :۹/۴۰۷، الهندیه:۵/۳۴۴ زکریا جدید

ایسے گوشت کا حکم جس کا ذبح کرنے والا معلوم نہیں

اگر ذبح کرنے والے کے بارے میں معلوم ہو کہ اس کے عقائد کیا ہیں؟ یا یہ معلوم نہ ہو کہ اس نے کس طریقہ سے جانور ذبح کیا ہے؟ ایسے ذبیحہ کے بارے میں احکام مندرجہ ذیل ہیں:

۱) اگر مسلمانوں کا شہر ہے یعنی اس شہر کی اکثر آبادی مسلمان ہے ایسے شہر کے بازار میں جو گوشت فروخت کیا جاتا ہے اس کا کھانا حلال ہے اگر چہ ہم نے ذبح ہوتے ہوئے نہ دیکھا اور نہ یہ معلوم ہو کہ ذبح کرنے والے نے ذبح کے وقت بسم اللہ پڑھا ہے یا نہیں۔

۲) اگر کسی شہر کی اکثر آبادی کفار غیر اہل کتاب کی ہو تو اس شہر کے بازار میں جو گوشت فروخت ہو رہا ہو گا وہ مسلمان کے لیے حلال نہیں ہو گا، جب تک کہ جس گوشت کو خریدا جارہا ہے اس کے بارے میں یقین کے درجہ میں یا غالب گمان کے درجہ میں معلوم نہ ہو جائے کہ یہ اس جانور کا گوشت ہے جس کو مسلمان یا کتابی نے شرعی طریقہ پر ذبح کیا ہے۔

۳) جس شہر کی آبادی مخلوط (مسلمان، بت پرست اور آتش پرست) ہے وہاں کا گوشت بھی حرام ہو گا، اس لیے کہ اس گوشت کے بارے میں شک ہے کہ وہ حلال نہیں ہوتا۔

۴) اگر کسی شہر کی اکثر آبادی اہل کتاب کی ہو تو اس شہر کے گوشت کا وہی حکم ہے جو مسلمانوں کے شہر کا ہے؛ لیکن اگر یقین یا ظن غالب کے درجہ میں یہ معلوم ہو جائے کہ اس شہر کے اہل کتاب شرعی طریقہ پر ذبح نہیں کرتے تو اس صورت میں اُس شہر کے بازار کا گوشت خرید کر کھانا جائز نہیں ہے، جب تک یہ معلوم نہ ہو جائے کہ بعینہ یہ گوشت جس کو میں خرید رہا ہوں شرعی طریقہ پر ذبح شدہ جانور کا گوشت ہے، آج مغربی ممالک کے اکثر شہروں کا یہی کام ہے۔ (۱)

(۱) تلخیص از ''فقہی مقالات''، مفتی تقی عثمانی صاحب

غیر اسلامی ممالک سے درآمد شدہ گوشت

اب تک کی ابحاث سے اندازہ ہو چکا ہو گا کہ غیر مسلم ممالک کے گوشت کو امپورٹ کرنا روک دیا جانا چاہیے، اس لیے کہ:

۱) ان ممالک میں دہریے، مادہ پرست، آتش پرست بکثرت آباد ہیں، پتہ لگانا مشکل ہے کہ ذبح کرنے والے کا مذہب کیا ہے؟

۲) اگر تحقیق ہو یا ظن غالب ہو کہ ذابح نصرانی ہے پھر بھی پتہ نہیں کہ فی الواقع نصرانی ہے یا اپنے عقیدہ میں خدا کا انکار کرنے والا، آج کل ایسے نصرانی بڑی تعداد میں ہیں۔

۳) اگر تحقیق یا ظن غالب سے یا ظاہر حال سے یہ مان بھی لیں کہ وہ نصرانی ہے تب بھی نصرانیوں کے بارے میں یہ معروف ہے کہ وہ ذبح کرتے وقت شرعی طریقہ اختیار کرنے کا التزام نہیں کرتے۔

بعض گلا گھونٹ دیتے ہیں، بعض قتل کر دیتے ہیں اور بعض بے ہوش کر دیتے ہیں، یا مشتبہ طریقہ اپناتے ہیں۔

۴) یہ بات یقینی طور پر ثابت ہے کہ نصاریٰ ذبح کے وقت بسم اللہ یا اللہ کا نام نہیں لیتے اور جمہور اہل علم کے یہاں راجح یہ ہے کہ اہل کتاب کے ذبیحہ حلال ہونے کے لیے بھی ذبح کے وقت اللہ کا نام لینا شرط ہے۔

عرب علماء کی عالمی تنظیموں کو بھی اس پر اطمینان نہیں رہا حل یہ ہے کہ جب یہودی اپنے مذہبی اصول کو رکھتے ہوئے اپنے مخصوص مذبح اور مسلم بتاتے ہیں تو اس سے زیادہ تعداد والے مسلمان زیادہ حقدار ہیں کہ وہ اپنے مسالخ قائم کریں، خود مسلم ممالک اپنی ضرورت کے بقدر جانوروں کی اپنے ملک میں پرورش کریں، ایسی کمپنیوں کی ہمت افزائی کریں، جن ممالک سے گوشت لایا جاتا ہے انہیں ممالک میں مسلمان ملازم رکھ کر ایسے مذبح خانے قائم کریں، غیر مسلم کمپنیوں میں شرعی ذبح کے اصول کی پوری رعایت کرنے پر

زور دیا جائے، اس کی طبی نگرانی کی جائے، ہندوستان کا برہمن اتنا انتظام کر چکا ہے کہ ہر کھائی جانے والی چیز پر اگر Veg ہو تو ہرا نشان Greendot اور اگر Non Veg ہے تو لال نشان لگایا جاتا ہے، اس پر قانونی پابندی کروائی جاتی ہے۔(۱)

اگر غیر مسلم کہے کہ حلال ذبیحہ ہے

اگر غیر مسلم کہے کہ یہ گوشت ایسے جانور کا ہے جس کو مسلمان نے شرعی طور پر ذبح کیا ہے، اور کوئی دوسرا ایسا قرینہ نہ ہو جو اس کے بیان کو جھوٹ ثابت کرتا ہو، تو اس کی خبر پر اعتماد کر لینا کافی ہے۔

چنانچہ فقہاء نے لکھا ہے کہ جس نے مجوسی ملازم یا خادم سے گوشت منگوایا، مجوسی کہتا ہے کہ میں نے مسلمان سے خریدا ہے، تو اس کی خبر پر اعتماد کر لینا کافی ہے، اور اس گوشت کو کھانا درست ہے۔

"من أرسل أجيرا له مجوسا أو خادما فاشترى فقال اشتريت من يهودي أو نصراني أو مسلم وسعه أكله"(۲)

عام طور پر مسلمان ہی جانور ذبح کرتے ہیں، اور غیر مسلم حضرات بھی مسلمان ہی سے ذبح کراتے ہیں، اس لئے بظاہر آپ کے اس ہندو دوست کی بات پر اعتماد کرنے میں کوئی قباحت نظر نہیں آتی۔(۳)

---

(۱) تلخیص از "فقہی مقالات" مفتی تقی عثمانی صاحب

(۲) فتاویٰ ہندیہ: ۳۰۸/۵

(۳) کتاب الفتاویٰ: ۱۹۹/۴

حلال جانور کے حرام اعضاء کی تفصیل

☆ا۔حلال جانور کے سات اجزاء کا استعمال ناجائز ہے،ان اجزاء کا ناجائز ہونا حدیث سے ثابت ہے، فقہاءِ کرام نے حدیث ہی سے استدلال کر کے ان سات اجزاء کا ناجائز ہونا ،اپنی کتابوں میں تحریر فرمایا ہے ،مگر افسوس کہ بہت سے لوگ ان میں سے بعض چیزوں کو استعمال کر کے ناجائز کام کے مرتکب ہوتے ہیں تو بعض لوگ اپنی کم علمی یا علمی عداوت کی وجہ سے اس کے جواز کے قائل ہو کر عوام کو حرام کا مرتکب بنا دیتے ہیں۔

حلال جانور کے حرام اعضاء احادیث کی روشنی میں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے **موصولاً**، حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے **موصولاً** اور حضرت امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ سے مرسلاً (۱) روایت ہے کہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بکری میں سے سات اجزاء کو ناپسند فرمایا: (۱) پتہ (۲) مثانہ، پیشاب کی تھیلی (۳) غُدود (۴) مادہ کی شرمگاہ (۵) نر کی شرمگاہ (۶) خصیتین یعنی کپورے (۷) خون ۔

"كَرِهَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم مِنَ الشَّاةِ سَبعاً: اَلْمَرَارَةَ وَالْمَثَانَةَ وَالْغُدَّةَ وَالْحَيَا وَالذَّكَرَ وَالأُنْثَيَيْنِ وَالدَّمَ ، وَكَانَ رَسُوْلُ اللهِ صلى الله عليه وآله وسلم يُحِبُّ مِنَ الشَّاةِ مُقَدَّمَهَا (۲)

یاد رکھنے میں سہولت کی خاطر بعض علماء نے اس کو درجِ ذیل کلمہ میں جمع کیا ہے۔"**فخذمدغم**"۔ف: سے مراد فرج ہے۔خ: سے مراد خصیتین ہیں۔ذ: سے مراد ذکر۔م: سے مراد مرارہ۔د: سے مراد دمِ مسفوح ہے۔

---

(۱) مرسل حدیث جمہور فقہاء اور بہت سے محدثین کے نزدیک قابل حجت ہے، بالخصوص جب کہ اس کی تائید کسی اور مرسل یا موصول روایت سے ہو تو سب کے نزدیک وہ قابل قبول ہے۔

(۲) مصنف عبد الرزاق: ۴/ ۵۳۵؛ کتاب الآثار ص: ۱۷۹

☆ ۲۔علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

روایت میں بکری کا ذکر اتفاقی ہے، اس لیے کہ دوسرے حلال جانوروں کا حکم بھی یہی ہے۔ **"ذکر الشاۃ اتفاقی لأن الحکم لایختلف فی غیرھا من المأکولات"**(۱)

☆ ۳۔مذکورہ اجزاء صرف دموی حیوانات کے حرام ہیں،غیر دموی جیسے مچھلی کے یہ اجزاء حرام نہیں ہیں؛ مفتی عزیز الرحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ:

"کلام اس میں یہ ہے کہ جو اجزاء حیوانِ دموی میں حرام ومکروہ ہیں، وہ سمک (مچھلی) میں بھی حرام ومکروہ ہیں یا نہیں؟ پس جبکہ میتہ (مردار) ہونا مچھلی کا حرمت وکراہت کا سبب نہیں ہے تو یہ مقتضی اس کو ہے کہ اس کے اجزاء مثانہ وغیرہ حرام ونجس نہیں ہیں"۔(۲)

☆ ۴۔حدیث میں مذکور سات اجزاء میں سے خون سے مراد جمہور علماء کے نزدیک دمِ مسفوح (بہنے والا خون) ہے،اس کا حرام ہونا قرآنِ مجید میں بھی مذکور ہے؛ لہٰذا جگر اور تلّی حلال ہے۔

"وَأَمَّا الدَّمَانِ فَالْكَبِدُ وَالطِّحَالُ"(۳)

حلال جانور کے حرام اعضاء فقہ کی روشنی میں

☆ ۵۔فقہی اصطلاح میں ان چیزوں میں سے خون کا استعمال حرام ہے؛ کیونکہ قرآن و حدیث کی نصِ قطعی سے اسکی حرمت ثابت ہے،باقی چھ چیزیں مکروہ ہیں،کیونکہ ان کی کراہت نصِ ظنی سے ثابت ہے،علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ:

---

(۱) مسندِ احمد،حدیث: ۵۴۲۳؛ ابن ماجہ،حدیث: ۳۳۱۴

(۲) عزیز الفتاوی

(۳) مسند احمد بن حنبل،حدیث: ۵۷۲۳

"امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ: خون حرام ہے اور بقیہ چھ اجزاء کو میں مکروہ قرار دیتا ہوں"۔

"عن أبي حنیفة أنه قال :ألدم حرام ، وأکره السّتّة ، فأطلق الحرام علی الدم ، وسمّی ماسواہ مکروهاً، لأن الحرام المطلق ماثبتت حرمته بدلیل مقطوع به، وهو المفسَّر من الکتاب"۔قال اللہ تعالٰی :{أَوْ دَماً مَسْفُوْحًا}"(۱)

حرام اور مکروہ ہونے کی اصطلاح کا مطلب کیا ہے؟

☆۶۔علمائے کرام نے حرام ومکروہ کی اصطلاح الگ الگ یہ بتانے کے لیے مقرر نہیں کی ہے کہ حرام سے بچا جائے اور مکروہ سے بچنے کی ضرورت نہیں، بلکہ دلائلِ قطعیہ وظنیہ کے مدارج کا لحاظ کرتے ہوئے دلائل ظنیہ سے ثابت احکام کو احتیاطاً مکروہ کہا ہے؛ ورنہ بچنے کے حکم میں دونوں حرام کی طرح برابر ہیں؛ علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے بہت صحیح فرمایا کہ:

"حرام چیز پر مکروہ بولنے سے بعد میں آنے والے بہت سے لوگ غلطی میں پڑ گئے، ائمہ نے تو احتیاط کرتے ہوئے حرام کے بجائے لفظ مکروہ استعمال فرمایا؛ مگر بعد والوں نے ان چیزوں سے حرمت ہی کی نفی کر دی؛ جن پر ائمہ نے مکروہ کا لفظ استعمال فرمایا تھا، ان پر یہ لفظ بہت آسان ہو گیا"۔(۲)

حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا : مکروہِ تنزیہی سے بھی گناہ ہوتا ہے۔(۳)

---

(۱) فتاوی شامی : ۶/۷۴۹

(۲) اعلام الموقعین ۱/۳۹

(۳) کفایت المفتی ۹/۱۳۱

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ مکروہ کا لفظ فقہاء وائمہ نے صرف احتیاط کے طور پر استعمال فرمایا تھا ورنہ گناہ ہونے میں وہ حرام کی طرح ہے، اس لیے امام محمدؒ کے نزدیک ہر مکروہ حرام ہے اور دیگر علماء کے نزدیک مکروہ حرام کے قریب ہے۔ الدرالمختار اور البحر الرائق میں ہے کہ: امام محمدؒ کے نزدیک ہر مکروہ حرام ہے اور امام ابوحنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک حرام کے قریب ہے۔ **"کل مکروہ حرام عند محمد و عندھما الی الحرام أقرب۔"(۱)**

اس سے واضح ہوگیا کہ مکروہ کا ارتکاب بھی ناجائز ہے اور اس سے بھی گناہ ہوتا ہے لہٰذا مذکورہ اشیاء سے بھی بچنا چاہیئے۔

مکروہِ تحریمی کو حرام کہنا کیسا ہے؟

مکروہ تحریمی کو حرام کہنا صحیح ہے چنانچہ علامہ ابن نجیم نے البحر الرائق میں فرمایا: مکروہ تحریمی پر حرام کا اطلاق کرنا صحیح ہے۔ **"ویصح اطلاق اسم الحرام علیہ"** علامہ حصکفی نے فرمایا: البحر الرائق میں اس بات کا افادہ کیا ہے کہ مکروہ تحریمی کو حرام کہنا صحیح ہے۔ **"وافاد فی البحر صحۃ اطلاق الحرمۃ علی المکروہ تحریما"(۲)** اسی طرح تحفۃ الملوک میں ہے کہ: "کتاب الکراہیہ میں جو بھی مکروہ کہا جائے وہ امام محمدؒ کے نزدیک حرام ہے اور امام ابوحنیفہ اور امام ابو یوسف رحمہما اللہ کے نزدیک وہ حرام کے قریب ہے، لہٰذا ہم نے اکثر مکروہ کو حرام سے تعبیر کیا ہے۔"(۳) اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ فقہاء کے یہاں اکثر جگہوں پر مکروہ کو حرام سے بھی تعبیر کر دیا جاتا ہے۔ اسی لیے علامہ کاسانی اور علامہ شامی

---

(۱) الدر مع الرد ۶: / ۳۳۷، البحر ۸: / ۱۸۰

(۲) الدر المختار ۲: / ۱۶۱

(۳) تحفۃ الملوک: ۱ / ۲۲۳

وغیرہ نے ان سات چیزوں کو حرام سے تعبیر کیا ہے۔"کرہ تحریما" الخ(۱)

علامہ کاسانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"أما بیان ما یحرم أکله من أجزاء الحیوان المأکول، فالذي یحرم أکله منه سبعة: الدم المسفوح، والذکر، والأنثیان، والقبل، والغدة، والمثانة، والمرارة"(۲)

بہرحال ان چیزوں سے پرہیز حرام کی طرح کرنا چاہئے، مکروہ کہہ کر ان کو معمولی نہ سمجھنا چاہئے۔

مکروہ اجزاء کو اگر لوگ کھاتے ہوں تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی شخص کھاتا ہے تو یہ اس کا فعل حلت کی دلیل نہیں ہے، نیز طبائع سلیمہ ان چیزوں سے نفرت کرتی ہیں، لہذا اگر کوئی کہے کہ اس کے کھانے میں بڑی لذت ملتی ہے تو اس کا یہ قول خلافِ فطرت ہے، اس کا اعتبار نہیں ہے۔(۳)

بعض لوگوں کو فوتے، ذکر وغیرہ کھانے میں مزہ آتا ہے، جیسے شراب کی لذت سے وہ حلال نہیں ہوجاتی یا پاک نہیں کہلاتی اسی طرح اگر کسی کو ان اشیاء میں مزہ آئے تو ان کی خباثتِ فطرت کی علامت ہے، مگر افسوس کے سماج میں کپورے کھانے والے افراد شوق سے کھاتے ہیں۔

حرام مغز کی تفصیل

☆۸۔حلال جانور کی سات چیزیں باتفاقِ علمائے احناف ناجائز ہیں، ان کے علاوہ

---

(۱) الدر المختار مع شامی: ۶/۷۴۹

(۲) بدائع الصنائع: ۵/۶۱؛ فتاوی عالمگیری: ۵/۲۹۰

(۳) فتاوی دار العلوم زکریا: ۶/۲۷۸

بعض علمائے کرام نے "حرام مغز" (۱) کو بھی (مکروہِ تحریمی) حرام کہا ہے۔اور بعض نے مکروہِ تنزیہی کہا ہے۔

علامہ نسفی رحمۃ اللہ علیہ کی کنز الدقائق کے اس نسخے میں جو ہندوستان میں مطبوع ہے کہ "نخاع الصلب" کو بھی مکروہات میں شمار کیا ہے اور "نخاع الصلب" حرام مغز کو کہتے ہیں۔(۲)

علامہ طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ درمختار میں اس کو مکروہ لکھا ہے۔(۳)

حضرت اقدس مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی میں اس کو حرام لکھا ہے۔(۴)

حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی آخراً اس کے حرام ہونے کا فتوی دیا ہے اور دلیل دی کہ اللہ تعالی کا قول ہے:"وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ"(۵)

وہ (نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) خبیث چیزوں کو حرام قرار دیتے ہیں۔

نیز گوہ جانور کی حرمت میں حنفیہ نے اس آیت سے بھی استدلال کیا ہے اور ظاہر ہے کہ "حرام مغز" ایک ایسی چیز ہے کہ طبیعتِ سلیمہ کو اس سے نفرت ہوتی ہے۔(۶)

دیگر اہلِ علم کے نزدیک حرام مغز مکروہِ تحریمی نہیں ہے، علامہ عبدالحی لکھنوی ؒ نے

---

(۱) حرام مغز جانور کی گردن سے پشت کی طرف ہوتے ہوئے دم کی جڑ تک جانے والی سفید رگ ہوتی جو ریڑھ کی ہڈی میں مادۂ منویہ کا مخزن ہوتی ہے، بڑے جانور میں بآسانی نظر آجاتی ہے اور نکالنا بھی سہل ہے، چھوٹے جانوروں میں نکالنا دشوار ہوتا ہے۔

(۲) کنز الدقائق، ص: ۹۶۵

(۳) طحطاوی علی الدر المختار: ۵/۳۶

(۴) فتاوی رشیدیہ: ۲/۶۷

(۵) سورہ طہ: ۱۲۳

(۶) حاشیہ امداد المفتین، ص ۹۷۱: طبع کراچی؛ مستفاد از: نفائس الفقہ ۳/ ۲۶۵-۲۷۵

مجموع الفتاوی میں تحریر فرماتے ہیں ''نصاب الاحتساب اور مطالب المومنین وغیرہ میں اس کو مکروہ لکھا ہے، اور ظواہر کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی کراہت تنزیہی ہے تحریمی نہیں ہے، پس جن جانوروں کے حرام مغز نکالنے میں دشواری ہو ان کا حرام مغز نکالنا ضروری نہیں۔(۱)

مفتی کفایت اللہ صاحب ؒ فرماتے ہیں : کپورے کھانا مکروہ ہے، گردے جائز ہیں ،حرام مغز نہ حرام ہے نہ مکروہ ہے، یونہی بے چارہ بدنام ہوگیا۔(۲)

مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ''نخاع کی حرمت فقہ کی کتب میں میری نظر سے نہیں گذری''(۳) علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ بھی حرمت کے قائل نہیں ہیں، بعضوں نے یوں تطبیق دی ہے حرام مغز میں کراہت سے مراد کراہت تنزیہہ ہے، اور یہ ممانعت طبعی کراہت کی وجہ سے ہے، لہٰذا حرام مغز نہ کھانے میں احتیاط ہے۔

غدود کا حکم

غدود کو عربی میں ''غدۃ'' سے تعبیر کرتے ہیں، یہ سخت گوشت کو کہتے ہیں، انگریزی میں ''gland'' کہتے ہیں، اس کی صورت یہ ہوتی ہے بسا اوقات خون جم کر گٹھلی کی صورت میں ہو جاتا ہے، یا بیماری کی وجہ سے جلد اور گوشت کے درمیان سخت گوشت کا ٹکرا پیدا ہو جاتا ہے، جو ہلانے سے ہلتا بھی ہے، اسی طرح کبھی ہڈیوں کے درمیان سخت ٹکڑا بن جاتا ہے، جسے اردو میں ''گلٹی'' اور ''گانٹھ'' بھی کہا جاتا ہے، اس کے گرد چربی ہوتی ہے، اسے فقہاء نے جانور کی حرام چیزوں میں شمار کیا ہے، معلوم ہوا کہ ''غدود'' سے مراد جانور کے جسم کا متعین حصہ نہیں ہے جو ہر جانور میں موجود ہو، بلکہ بیماری کی وجہ سے کسی جانور میں ہو سکتا ہے، اگر کسی

(۱) معلم الفقہ ترجمہ اردو مجموع الفتاوی: ۲/ ۳۲۱، بحوالہ فتاوی دار العلوم زکریا: ۶/ ۲۸۰

(۲) کفایت المفتی: ۸/ ۲۶۲

(۳) فتاوی مظاہر العلوم: ۲۹۹

جانور میں یہ موجود ہوتو اسے کھانے کی اجازت نہیں ہوگی۔

"الغدة فيما يكره أكله من الشاء وغيرها من الذبائح : كل عقدة في الجسم أطاف بها شحم، وأيضاً كل قطعة لحم صلبة تحدث عن داء بين اللحم والجلد تتحرك بالتحريك، وأيضاً طاعون الإبل"(۱)

نوٹ: اردو میں گودا، عربی میں "مخ لب" اور انگریزی میں "marrow" جانور کی ہڈیوں میں پائے جانے والا مغز ہے، جو زرد سفید مائل ہوتا ہے،. بہت چکنا اور طاقتور شمار ہوتا ہے، یہ شرعاً حلال ہے، اس کا کھانا مکروہ بھی نہیں ہے، بعض لوگ غدود اور گودا میں فرق نہیں کر پاتے ہیں۔

حلال جانور کے حرام اعضاء کے سالن کا حکم

جن اشیاء کا کھانا مکروہِ تحریمی ہے یا حرام ہے ان کو سالن میں پکانے سے سالن حرام نہیں ہوگا بلکہ سالن کھانا جائز اور درست ہوگا۔

"ان الذكر او الغدة لو طبخ فی المرقة لاتكره المرقة"(۲)

غیر مقلدین کا نظریہ

غیر مقلدین (جو سلفی یا اہل حدیث کہلاتے ہیں) کے نزدیک حلال جانور کے باقی اجزاء جائز اور حلال سمجھے جاتے ہیں، بشرطیکہ وہ اسلام کے عمومی اصولوں کے مطابق ذبح کیے گئے ہوں اور ان میں کوئی ناپاکی نہ ہو، غیر مقلدین کے نزدیک حلال جانوروں کے حرام اور مکروہ اجزاء کی تفصیل:

---

(۱) قواعد الفقہ: ۳۹۸

(۲) فتاوی شامی: ۶/ ۷۴۹، بحوالہ فتاوی دار العلوم زکریا: ۶/ ۲۸۴

۱۔بہتا ہوا خون : جیسا کہ قرآن مجید میں واضح طور پر ذکر ہے کہ بہتا ہوا خون حرام ہے[۱]

مکروہ اجزاء :

۱۔پتہ (Gall bladder)

۲۔مثانہ (Urinary bladder)

۳۔خصیتین (Testicles) بلکہ مولوی اسحاق سلفی صاحب لکھتے ہیں کہ خون کے علاوہ کوئی چیز نہ حرام ہے اور نہ مکروہ ہے، ان حضرات کے نزدیک خون کے علاوہ ہر چیز کھائی جا سکتی ہے، ما قبل میں صحابہ وتابعین کے آثار بھی ان کے نزدیک دلیل نہیں ہیں، لہذا کوئی کپورے کھانا، شرمگاہ وغیرہ کھانا چاہے تو شوق سے کھا سکتا ہے، مگر دوسروں کو اپنے شوق کے تابع کرنا مناسب نہیں ہے، کھانے سے پہلے غور کر لینا چاہئے کہ ہر حلال چیز کھانا ضروری نہیں ہے، شریعت میں مداخلت کی بھی اجازت نہیں ہے۔

بریلوی حضرات کا نظریہ

بریلوی مسلک کے مطابق، حلال جانوروں میں جو اجزاء کھانے کے لئے حرام یا مکروہ سمجھے جاتے ہیں، ان کی تفصیلات درج ذیل ہے :

حرام اجزاء :

۱۔خون : جانور کا بہتا ہوا خون حرام ہے۔ ذبح کے بعد جانور کا خون بہا دیا جاتا ہے اور اس کا استعمال ممنوع ہے۔

۲۔خصیتین : جانور کے خصیتین (testicles) حرام ہیں۔

۳۔پیشاب اور فضلات : جانور کا پیشاب، فضلہ اور آنتوں کے اندر موجود مواد حرام ہے۔

۴۔بیضتین : (غدود) : بعض فقہاء کے نزدیک جانور کی بیضتین (غدود) حرام ہیں۔

---

(۱) سورۃ المائدہ: ۵

۵۔غدود : گردن اور جوڑوں کے قریب موجود کچھ خاص غدود کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے۔

مکروہ اجزاء: مکروہ اجزاء وہ ہوتے ہیں جن کا کھانا ناپسندیدہ یا غیر پسندیدہ ہے، لیکن حرام نہیں ہے:

۱۔پتہ(Gall bladder) : مکروہ ہے۔

۲۔تلی(Spleen) : مکروہ ہے۔

۳۔مثانہ(Urinary bladder) : مکروہ ہے۔

۴۔نخاع(Spinal cord) : مکروہ ہے۔

۵۔جگر کی کثافت : جگر کے اندر موجود کثافت مکروہ ہے۔

۶۔پھیپھڑے (Lungs) : مکروہ ہیں، لیکن بعض فقہاء کے نزدیک یہ جائز بھی ہیں۔(۱)

اسلام کی تمام تعلیمات فطرت سلیمہ سے مکمل طور پر ہم آہنگ ہیں اگر کسی کو اسلام کی کوئی تعلیم خلاف عقل معلوم ہوتی ہو تو یہ دین فطرت کا نقص نہیں ہوگا بلکہ خود اسکی فہم کو ناقص کہا جائیگا، اسی اصول کو پیشِ نظر خدا تعالیٰ اور اس کے پیغمبر ﷺ نے تمام قابل انتفاع چیزوں کو حلال قرار دیا گیا اور اگر کسی چیز کو انسان کے دین و دنیا کے لئے باعث ضرر پایا تو اسے حرام قرار دیا۔

حرام مغز، غدودا اور گودا کا فرق اور حکم

حرام مغز جس کو، نخاع الصلب، کہتے ہیں، وہ سفید رگ ہوتی ہے، جو گردن

(۱) بہارِ شریعت، مولانا امجد علی اعظمی : ۱۵/ ۱۵۳، فتاویٰ رضویہ، امام احمد رضا خان بریلوی، فتی جلال الدین احمد امجدی :۲۰/ ۲۳۷

کے اندر سے ہو کر پشت میں سے گزر کر دم کی جڑ تک پہنچتی ہے، جو جانور کی ریڑھ کی ہڈی میں پایا جاتا ہے، جو اصل میں مادہ منویہ کا مخزن ہوتا ہے۔

بعض عبارات سے اس کا مکروہ ہونا بھی ثابت ہوا ہے، لہذا اس کو بآسانی نکال سکتے ہیں، تو نکالنا چاہئے؛ لیکن اگر چھوٹے جانوروں میں اس کا نکالنا مشکل ہو تو اس کا نکالنا ضروری نہیں ہے۔

غدود جس کو عربی میں "الغدۃ" کہتے ہیں، انگریزی میں "gland" کہتے ہیں، اس سے پٹھے میں خون جم کر گٹھلی کی صورت ہو جاتی ہے، اہل لغت لکھتے ہیں: جسم میں پیدا ہونے والی گرہ، جس کے گرد چربی ہو، نیز گوشت کی گرہ جو کسی بیماری کی وجہ سے ابھر آتی ہے۔

یہ حدیث پاک وجہ سے مکروہ تحریمی ہے، اس سے احتراز کرنا چاہئے۔

گودا جس کو عربی میں "مخ لبّ" کہتے ہیں، انگریزی میں "Marrow" کہتے ہیں، ہڈیوں کے اندر کا مغز جو کھایا جاتا ہے، اس کو مغز استخواں بھی کہتے ہیں، یہ بالکل جائز ہے، نہ حرام ہے، نہ مکروہ ہے، بعض لوگوں کو غدود سے گودا کا اشتباہ ہوتا ہے، جبکہ دونوں الگ الگ چیز ہیں۔

کپوروں کا خارجی استعمال

جانور کے وہ اجزاء جن کا داخلی استعمال یعنی ان کا کھانا، پینا حرام ہو وہ ذبح شرعی کے بعد پاک ہو جاتے ہیں؛ لیکن ان کا کھانا پینا حلال نہیں ہوتا؛ البتہ پاک ہو جانے کی وجہ سے اس کا خارجی اور بیرونی استعمال جائز ہوتا ہے، لہذا حرام اعضاء مثلاً کپوروں کو کھانے پینے کے علاوہ بطور دوا بیرونی استعمال میں لایا جا سکتا ہے۔ (۱)

---

(۱) دارالافتاء بنوریہ ٹاؤن، فتویٰ نمبر :144112200702

جانور کا خون بیچنا

انسان کا ہو یا جانور کا خون فروخت کرنا جائز نہیں ؛ کیوں کہ خون نجس ہے اور شرعاً مال نہیں ہے، جو چیز مال ہی نہ ہو اس کے بیچنے کی کوئی جائز صورت نہیں، حضرت ابو جحیفہؓ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت، اور بدکار عورت کی اجرت کے طور پر حاصل ہونے والے مال کے استعمال سے منع فرمایا ہے، نیز آپ نے سود لینے والے اور سود دینے والے گودنے والے اور گودوانے والے اور مصور (تصویر بنانے والے) پر لعنت فرمائی ہے۔

" عن أبي حجيفة أن النبي صلى الله عليه وآله وسلم نهى عن ثمن الدم وثمن الكلب وكسب البغي ولعن آكل الربا وموكله والواشمة والمستوشمة والمصور "(١)

جانور کی ہڈیوں کی بیع

سور کے علاوہ تمام جانوروں کی ہڈیاں خریدنا، بیچنا اور دوا تیار کرنا جائز ہے۔ خواہ زندہ جانوروں کو ذبح کرنے سے ہڈیاں ملی ہوں یا مردار کی ہڈیاں۔

" ويجوز بيع عظامها و شعر الميتة و عظمها طاهر ،بخلاف الخنزير لأنه نجس العين "۔

حلال جانور اور غیر ماکول اللحم دونوں کی ہڈیاں پاک ہیں البتہ سور (خنزیر) نجس العین ہے، اس کی ہڈی قطعاً پاک نہیں ہے اور نہ کسی میں اس کا استعمال جائز ہے۔ پھر یہ ہڈیاں تحلیل ہو کر کتنی منزلوں سے گزر کر ہڈی باقی نہیں رہتی۔

" اعلم أن العلة عندمحمد هي التغير و انقلاب الحقيقة و أنه

---

(١) صحیح بخاری

یفتی به للبلوی الخ، فیدخل فیه کل ما کان فیه تغیر و انقلاب حقیقة و کان فیه بلوی عامة"۔

حاصل یہ ہے کہ ہڈیوں کا ان منزلوں سے گزرنے کے بعد کیلشم (calcium) وغیرہ بن جانے کے بعد ان کے استعمال میں شرعاً کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ سور کی ہڈی کی قطعاً اجازت نہیں ہے، اس سے بچنا ہر طرح ضروری ہے۔

"وأما الخنزير فشعره وعظمه وجميع أجزاءه نجسة الخ ولا يجوز بيعه في الروايات كلها"۔

حرام جانور کی ہڈی کا استعمال

(۱) ایسا ضروری نہیں ہے کہ حلال جانور کی ہر چیز حلال ہو جیسے حلال جانور کا خون حرام ہے وغیرہ۔ (۲) غیر ماکول اللحم جانور کی ہر چیز ناجائز الاستعمال ہونا ضروری نہیں ہے، غیر ماکول اللحم ہونے کی وجہ سے کھایا نہیں جائے البتہ کسی اور طریقہ سے استعمال شرعاً ثابت ہو تو استعمال درست ہے، جیسے ہاتھی وغیرہ ماکول اللھم ہے لیکن ہاتھی دانت کا خارجی استعمال احادیث و آثار سے ثابت ہے اور اس کی خرید و فروخت بھی جائز ہے، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے فرمایا: (حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا) کے لیے پٹھے کا قلادہ اور ہاتھ دانت کے دو کنگن خرید دو۔

"قال النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم: یاثوبان اشتر لفاطمة قلادة من عصب و سوارین من عاج"(۱)

امام زہری رحمۃ اللہ علیہ ہاتھی وغیرہ مردار کی ہڈی کے بارہ میں فرماتے ہیں: میں نے اپنے اسلاف علماء کرام کو پایا وہ اس سے کنگھی کر لیتے اور اس میں تیل وغیرہ ڈال لیتے

---

(۱) سنن ابی داؤد، باب الانتفاع بالعاج

اور کوئی حرج نہ سمجھتے، معلوم ہوا کہ ہڈی کو کنگھی وغیرہ کا استعمال اور اس کی تجارت جائز ہے۔

" وقال الزهري في عظام الموتیٰ نحو الفيل وغيره : أدركت ناسا من سلف العلماء يتمشطون بهاويدهنون فيها لايرون به بأسا وقال ابن سيرين و إبراهيم :ولابأس بتجارة العاج"(۱)

حرام جانور کی ہڈی کو کھانے میں استعمال کرنا

جو جانور ماکول اللحم تو ہوں، لیکن مردار ہوں یا غیر اسلامی طریقہ پر ذبح کئے گئے ہوں یا غیر ماکول اللحم جانور کی ہڈی یا اس کے کسی جز کو کھانا تو ان کا کھانا حرام ہے، آنحضرت ﷺ کا گزر ایک مردہ بکری کے پاس سے ہوا، آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیوں نہ تم نے اس کے چمڑے کو استعمال کرلیا؟ صحابہؓ نے کہا: ''یہ تو مردہ ہے! آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا (تو صرف) کھانا حرام ہے۔

"أن رسول الله ﷺ مربشاة ميتة فقال :هلا استمتعتم بإهابها قالوا إنها ميتة قال إنما حرم أكلها"(۲)

معلوم ہوا کہ حلال جانور اگر وہ مرجائے تو اس کا کھانا حرام ہے، اور کھانے کی حرمت میں اس کی ہڈی بھی حرام ہے اور جو جانور غیر ماکول اللحم ہیں، ان کی ہڈی کو کنگھی، سرمہ دانی کے بطور تو استعمال کیا جاسکتا ہے مگر کھانے میں اس کی ہڈی کا حکم اس کے گوشت والا ہے یعنی استعمال درست نہیں ہے۔

---

(۱) صحیح بخاری، ترجمۃ الباب

(۲) صحیح بخاری، باب جلود المیتۃ قبل أن تدبغ

مردار جانور کے احکام

مردار کسے کہتے ہیں؟

میتہ (مردار) سے مراد وہ جانور ہے جو شرعی طور پر ذبح کرنے سے قبل مرگیا ہو یعنی خود بخود مرگیا یا شرعی ذبح کے بغیر گلا دبانے سے یا چوٹ لگنے یا پانی میں گرنے سے مرگیا ہو، یا متروک التسمیہ عمداً ہو، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ”حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ“ (۱) کہ تم پر مردار (مرا ہوا جانور) حرام ہے۔ آیت کے اطلاق سے ہر قسم کے مردار کی حرمت ثابت ہو جاتی ہے، حتیٰ کہ حلال زندہ جانور کے جسم سے کاٹا گیا گوشت کا ٹکڑا بھی مردار کے حکم میں ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: زندہ جانور سے جو حصہ کاٹ لیا جائے تو کاٹا گیا حصہ مردار کے حکم میں ہے۔ **”ما قُطِعَ مِنَ البهيمةِ وَهِيَ حيّةٌ فما قُطِعَ منها فهوَ مَيتةٌ“** (۲)

البتہ مچھلی اور ٹڈی حلال ہیں، خواہ وہ مردار ہی کیوں نہ ہو، نبی ﷺ ہمارے لئے دو مردار حلال قرار دے، آپ ﷺ کا فرمان ہے:

”أحلّت لكُم ميتتانِ و دَمانِ، فأمّا الميتّتانِ، فالحوتُ و الجرادُ ، و أمّا الدّمانِ، فالكبِدُ و الطِحالُ“ (۳)

قرآن مجید میں مردار کا ذکر

قرآن مجید نے پانچ اور قسمیں بیان کی ہیں جو میتہ ہونے ہی کی بنا پر حرام ہیں، ”

منخنقہ، موقوذہ، متردیہ، نطیحہ اور مّا اکل السبع“

منخنقہ: اس جانور کو کہتے ہیں جس کا رسی یا کسی اور ذریعہ سے گلا گھونٹ دیا جائے۔

---

(۱) سورۃ المائدۃ، آیت: ۳

(۲) صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۲۶۲۴

(۳) صحیح ابن ماجہ، حدیث: ۲۶۹۵

موقوذہ : وہ جانور ہے جس کی موت زدوکوب کی چوٹ کی وجہ سے واقع ہو۔
متردیہ : وہ جانور جو بلندی سے نیچے کی طرف گرنے کی چوٹ سے مرگیا ہو۔
نطیحہ : ایک جانور کے حملہ کی وجہ سے دوسرے جانور کی موت واقع ہوجائے، اس کو ''نطیحہ'' کہتے ہیں۔ (مائدہ ۳:)

مَا اکل السبع : سے مراد یہ ہے کہ جس جانور کی موت درندوں کے چیر پھاڑ کرنے کی وجہ سے ہوئی ہو، اس کو بھی کھانا جائز نہیں، اس لئے کہ ان تمام صورتوں میں ذبح کا جو شرعی طریقہ ہے اور جن رگوں کا کاٹا جانا مطلوب ہے کہ ان کے ذریعہ جسم کا خون بہہ جائے، اس کی تکمیل نہیں ہو پائی ہے۔

آگے اللہ تعالیٰ نے وضاحت فرمائی ہے''الا ماذکیتم '' کہ جانور کی ان تمام صورتوں میں اگر موت سے پہلے جانور گرفت میں آجائے اور اسے شرعی طور پر ذبح کرلیا جائے تو اب اس کا کھانا حلال ہوجائے گا، یہ رائے احناف، شوافع اور حنابلہ کی ہے، مالکیہ کے مسلک میں قدرے تفصیل ہے۔ (۱)

وہ گوشت جو مردار کے حکم میں ہے

اسی طرح جانور کا کوئی حصہ جو اس کے زندہ وجود سے کاٹ لیا جائے بالاتفاق مردار کے حکم میں ہے۔ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **مَا قطع من البَهیمۃِ وھی حیۃ فھی میتۃ** ''(۲) اس حکم سے بڑا مقصد جانوروں کے ساتھ رحم دلی اور اس کی بے جا اذیت سے حفاظت ہے، اسلام سے پہلے لوگ زندہ جانوروں سے گوشت کاٹ لیتے تھے اور کھاتے تھے، اس میں جانوروں کے لئے جس درجہ کی ایذاء تھی وہ محتاجِ اظہار نہیں۔ (۳)

---

(۱) مالکیہ کے مسلک کی تفصیل کے لئے دیکھئے حاشیہ دوسوقی وشرح کبیر: ۲/ ۱۱۳

(۲) ترمذی

(۳) حلال وحرام: ۱۵۰

غیر اللہ کے نام پر ذبح شدہ جانور

قرآن مجید نے ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کئے گئے ہوں، خواہ جمادات کے نام پر ہو یا کسی بزرگ اور پیغمبر کے نام پر، چنانچہ ائمہ اربعہ کا اتفاق ہے کہ عیسائی جن جانوروں کو حضرت مسیح کے نام پر ذبح کریں وہ بھی حرام ہیں۔(۱) نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جب تم یہود و نصاریٰ کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتے ہوئے دیکھو تو مت کھاؤ۔(۲) بعض لوگوں نے عیسائیوں کے ایسے ذبیحہ کو بھی حلال قرار دیا ہے جو حضرت مسیح کے نام پر ذبح کیا گیا ہو لیکن یہ قطعاً غلط ہے اور امت کے عمومی مسلک و نقطۂ نظر کے خلاف ہے۔(۳)

آستانوں کا ذبیحہ بھی مردار کے حکم میں ہے

قرآن مجید نے ذبیحہ کی جن صورتوں کو حرام قرار دیا ہے ان میں ایک وما ذبح علی النصب بھی ہے "نصب" کے معنی بعض اہل علم نے بتوں کے بتائے ہیں۔(۴) اور اکثر لوگوں کا خیال ہے کہ یہ مکہ کے گرد کچھ پتھر تھے جن پر خصوصیت سے لوگ جانوروں کو ذبح کیا کرتے تھے اور اس میں ان مقامات کی تعظیم مقصود ہوا کرتی تھی، اس سے یہ بات معلوم ہوئی کہ غیر اللہ کی تعظیم کے لئے جو بھی جانور ذبح کئے جائیں وہ سب حرام ہیں، سیدتنا حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ عجم اپنے تیوہاروں کے موقع سے جانور ذبح کرتے ہیں اور مسلمانوں کو تحفہ دیتے ہیں، مسلمان اس سے کھائیں یا نہیں؟ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے

---

(۱) قرطبی:۶ / ۵۷

(۲) تفسیر کبیر: ۲۰/۳

(۳) تفسیر کبیر: ۲۲/۳

(۴) تفسیر کبیر ۱۱ / ۱۳۵

فرمایا کہ "ما ذبح علیٰ ذلک الیوم فلاتاء کلوا منه" اس دن کے لئے جو جانور ذبح کئے جائیں اس میں سے نہ کھاؤ۔(۱) حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ ایک عورت نے اپنی گڑیا کی شادی کی اوراس میں کچھ اونٹ ذبح کئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ گوشت نہ کھایا جائے اس لئے کہ یہ بُت کے لئے ذبح کیا گیا ہے۔(۲) ان روایات سے اندازہ ہوتا ہے کہ چاہے جانور کے ذبح کے وقت اللہ کا نام لیا جائے لیکن اگر غیر اللہ کی تعظیم مقصود ہوتو ذبیحہ حرام ہی ہوگا۔علامہ ابن کثیر لکھتے ہیں:

"نهى الله المؤمنين عن هذا الصنيع و حر م عليهم اكل هذه الذبائح التى فعلت عند النصب، حتى و لو كان يذكر عليها اسم الله فى الذبح عند النصب۔۔۔۔۔۔۔۔ و ينبغى ان يحمل علىٰ هذا لانه قد تقدم تحريم ما اهل به لغير الله"(۲)

اہلِ ایمان کو اس طریقہ سے منع فرمایا گیااوران کے لئے آستانوں پر کئے جانے والے ذبیحے حرام قرار دیئے گئے، گو آستانوں پر ذبح کے وقت اللہ کا نام ہی کیوں نہ لے لیا جائے ۔۔۔۔۔۔اورآیت کا یہی معنی مرادلیا جانا چاہیے کیوں کہ ان جانوروں کی حرمت کا ذکر پہلے ہو چکا ہے جن کو غیر اللہ کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔

حضرت مولانا خالدسیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں کہ : خیال ہے کہ ایسا جانور جس کو غیر اللہ کے نام پر چھوڑا جائے، چاہے کسی نبی یا ولی کے نام پر کیوں نہ ہو، اگر وہ شخص اپنے اس مشرکانہ عمل سے تائب نہ ہو اور ذبح کرتے وقت اللہ کا نام لے لے یا تعظیم کی نیت سے مزاروں اورآستانوں پر جانور ذبح کرے تو یہ بھی مردار ہی کے حکم میں ہوگا اوراس کا کھانا حلال نہ ہوگا کہ یہ بھی "ما اهل به لغير الله" کے عموم میں داخل ہے اورمعنوی اعتبار سے

(۱) تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۱۱

(۲) تفسیر ابن کثیر ۲/ ۲۱۱

"ماذبح علی النصب" کا مصداق ہے۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔واللہ اعلم.

گو ملا جیون کی تفسیر احمدی میں ایسے ذبیحہ کو حلال اور پاک قرار دیا گیا ہے۔(۱)

مردار کو دفن کرنے کا حکم

شریعت میں مردار کو دفن کرے سے متعلق صریح نص نہیں ہے،البتہ آبادی کی کثرت،لوگوں کی بود و باش کے قریب اسے پھینک دینا تکلیف دہ اور ایذائے مسلم میں داخل ہونے کی وجہ سے دفن کر دینا بہتر ہے،تاکہ انسانوں کو تکلیف سے بچایا جائے اور اگر آبادی سے دور صحرا میں پھینک دیا جائے جہاں درندے اور جنگلی جانور اپنی خوراک بنالیں تو بھی ٹھیک ہے۔

مردار جانور غیر مسلم کو دینا یا بیچنا

عموماً دیکھا جاتا ہے کہ پولٹری فارم والے مسلمان مری ہوئی مرغیاں غیر مسلموں سے بیچ کر مردار جانور سے پیسہ کماتے ہیں اور جب بڑا جانور مرجائے تب بھی مسلمان اسے ایسے غیر مسلم طبقہ کو دے دیتے ہیں جن کے یہاں کھانے کا رواج ہے،شرعی طور پر مری ہوئی مرغی بیچنا جائز نہیں ہے اسے کہیں پھینک دیا جائے یا تعفن سے بچنے کے لئے زمین میں گاڑ دی جائے مگر کسی غیر مسلم کے ہاتھوں نہ بیچی جائے،کیونکہ مردار کھانا اسلام میں جائز نہیں ہے تو مردار دوسروں کو کھانے کے لئے دینا بھی جائز نہیں ہوگا،جیسے شراب پینا جائز نہیں ہے تو کسی غیر مسلم کو شراب حوالے کر دینا بھی جائز نہیں ہے۔

مردار جانور کی خرید و فروخت کے متعلق آپ ﷺ نے اہم اصول بیان فرمایا کہ: اللہ تعالی جب کسی قوم پر کوئی چیز کھانا حرام کرتا ہے تو اس کی قیمت کی اس پر حرام کر دیتا

---

(۱) تفسیر احمدی: ۲۴، بحوالہ احکام القرآن للتھانوی: ۱/۱۱۷

ہے۔ **"إنَّ اللهَ إذا حرَّمَ علی قومٍ أکْلَ شيءٍ حرَّمَ علیهم ثَمَنَهُ"**(۱) اس لئے مردار کو بیچ کر رقم حاصل کرنا بھی درست نہیں ہے۔

خنزیر کے گوشت کی حرمت کی قید سے غلط فہمی

قرآن میں سور کا ذکر کیا گیا ہے، قرآن کا مزاج یہ ہے کہ وہ لفظی موشگافیوں کے بجائے استعمال اور زبان و بیان کے معاملہ میں عرف کو ملحوظ رکھتا ہے پس ہر چند کہ خنزیر اپنے پورے وجود کے ساتھ حرام اور ناپاک ہے، لیکن چونکہ سور کا اصل مقصود اس کا گوشت ہے اس لئے از راہِ اتفاق بجائے خنزیر کے "لحمِ خنزیر" سور کے گوشت کا ذکر کیا گیا، حالانکہ سور کے تمام اجزاء اسی طرح حرام ہیں، یہ ٹھیک ویسے ہی ہے جیسے جمعہ والی آیت میں تجارت سے منع گیا گیا ہے، حالانکہ تجارت ہی پر موقوف نہیں، اذانِ جمعہ کے بعد ہر طرح کا معاشی کاروبار ممنوع ہے، افسوس کہ بعض بدبختوں اور خدا ناترسوں نے گوشت کی اس اتفاقی قید کی وجہ سے سور کی چربی کا جواز نکال لیا ہے، حالانکہ امت کا اجماع اور اتفاق ہے کہ سور کی چربی بھی سور کے گوشت ہی کی طرح حرام ہے، قرطبی کا بیان ہے۔ **"اجمعت الامة علیٰ تحریم شحم الخنزیر"**(۱)۔

خنزیر کے بال فروخت کرنا بھی درست نہیں

سور کے بال کو بیچنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ وہ نجس العین ہے اس لئے اس کی توہین کرنے کے لئے اس کو بیچنا جائز نہیں ہے، کیونکہ بیچنے میں اس کی عزت اور اہمیت ہوگی۔

یہ مسئلہ اس اصول پر ہے کہ چیز حرام اور ناپاک ہو تب بھی اس کا بیچنا جائز نہیں ہے، البتہ اگر وہ قابل استفادہ ہو تو بقدر ضرورت فائدہ اٹھایا جا سکتا ہے۔

"قال ولا یجوز بیع شعر الخنزیر لأنه نجس العین فلا یجوز

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث: ۵۱۰۷

بیعہ ھانۃ لہ"

آیت میں ہے کہ سور نجس ہے، اور حدیث میں ہے کہ مردار کی چربی جو کام آتی ہے اس کو بیچنا بھی حرام ہے۔

"قل لا اجد فی ما احی الی محرما علی طاعم یطعمہ الا ان یکون میتۃ او دما مسفوحا او لحم خنزیر فانہ رجس"۔(۱)

حدیث میں بھی اس سے منع کیا گیا ہے، بلکہ حدیث میں ہے کہ مردار کی چربی جو کام آتی ہے اس کو بیچنا بھی حرام ہے۔

"عن جابر بن عبد اللہ انہ سمع رسول اللہ ﷺ یقول وھو بمکۃ عام الفتح ان اللہ و رسولہ حرم بیع الخمر و المیتۃ و الخنزیر و الاصنام، فقیل یا رسول اللہ أرأیت شحوم المیتۃ فانہ یطلی بھا السفن ویدھن بھا الجلود و یستصبح بھا الناس، فقال لا ھو حرام ثم قال رسول اللہ عند ذالک قاتل اللہ الیھود ان اللہ لما حرم علیھم شحومھا أجملوہ ثم باعوہ فاکلوا ثمنہ۔(۲)

حضرت مولانا خالد سیف اللہ رحمانی صاحب دامت برکاتہم لکھتے ہیں : خنزیر کے بال کے بارے میں اختلاف ہے کہ جوتے وغیرہ کی سلائی میں اس کا استعمال کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ فقہاء احناف نے مسلمانوں کے تعامل کو دیکھتے ہوئے اس کی اجازت دی ہے۔(۳) قرطبی نے نقل کیا ہے کہ خود عہد رسالت میں بھی اس کا استعمال تھا اور آپ ﷺ کا اس

---

(۱) سورت الانعام :٦،آیت:١٤٥

(۲) بخاری شریف، باب بیع المیتۃ والاصنام، حدیث۲۲۳۶،مسلم شریف، باب تحریم بیع الخمر والمیتۃ والخنزیر والاصنام،حدیث۴۰۴۸)

(۳) جصاص:۱/۱۲۴

پرنکیر فرمانا ثابت نہیں ہے۔(۱) امام شافعیؒ گو اس کو بھی منع کرتے ہیں لیکن خود مشہور شافعی مفسر قرآن امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ کے لب ولہجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اس مسئلہ میں احناف کے ساتھ ہیں۔(۲)

یاد رہے کہ ناپاک ہونے کے باوجود چیز قابل استفادہ ہو تو کھانے اور پینے کے علاوہ فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے، تاہم احتیاط ضروری ہے، چنانچہ سور کا بال ہے نجس العین لیکن جوتا اسی سے گانٹھا جاتا تھا اس لئے اس کی ضرورت ہے اس لئے فرماتے ہیں کہ اس سے جوتا گانٹھنا جائز ہے، اور چونکہ یہ مفت مل جایا کرتا ہے اس لئے اس کو خریدنے کی ضرورت نہیں ہے، اس دور میں مفت نہیں ملتا اس لئے ممکن ہے کہ خریدنا جائز ہو۔ اس دور میں جوتا مضبوط دھاگے سے گانٹھتے ہیں اس لئے اب سور کے بال کی ضرورت نہیں ہے۔

مردار جانور کی ہڈیوں کی بیع کا حکم

مردار چاہے ماکول اللحم ہو چاہے غیر ماکول اللحم ہو اسکی وہ چیزیں جن میں خون یا رطوبت نہیں ہوتی وہ چیزیں بغیر دباغت دئے بھی پاک ہیں۔ جیسے بال، سینگ، ہڈی، کھر وغیرہ۔ البتہ ان پر رطوبت لگی ہوی ہو تو دھوئے بغیر استعمال نہ کرے کیونکہ وہ تو پاک ہیں لیکن ان پر لگی ہوئی رطوبت ناپاک ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ ان میں زندگی نہیں ہوتی اس لئے ان موت بھی سرایت نہیں کرتی اس لئے یہ مردار نہیں ہیں، صحیح بات ہے کہ بال، ہڈی، کھر اور سینگ میں بہتا ہوا خوان نہیں ہوتا ہے اور نہ ناپاک رطوبت ہوتی ہے اس لئے مردار کی یہ چیزیں پاک ہیں۔

" ولابأس ببيع عظام الميتة وعصبها وصوفها وقرنها وشعرها ووبرها والانتفاع بذلک كله لأنها طاهرة

---

(۱) قرطبی: ۲/ ۲۲۳

(۲) حلال وحرام: ۱۵۴

لایحلها الموت لعدم الحیاۃ وقد قررناہ من قبل"۔

حدیث میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ کے لئے ہاتھی دانت کے کنگن خریدوائے۔

"قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا ثوبان اشتر لفاطمۃ قلادۃ من عصب وسوارین من عاج۔ (۱)

حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار جانور کا پٹھہ بھی پاک ہے اور ہاتھی کے دانت بھی پاک ہیں۔ ورنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پٹھے کا ہار اور ہاتھی دانت کا کنگن خریدنے کے لئے کیسے فرماتے۔

اسی طرح حضرت ام سلمہؓ نے مردار کی کھال دباغت کے بعد، اور اس کے اون وسینگ سے فائدہ اٹھانے کے جواز پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے۔

" سمعت ام سلمۃ زوج النبی تقول :سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقول :لا بأس بمسک المیتۃ اذا دبغ ، ولا بأس بصوفھا وشعرھا وقرونھا اذا غسل بالماء۔ (۲)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مردار کی ہڈی، بال اون اور سینگ پاک ہیں۔

حاصل یہ کہ مردار کی ہڈی جس میں سے آلائش کو صاف کرلیا گیا ہو، اسی طرح مردار کے سینگ پاک ہوتے ہیں؛ اس لئے کہ ہڈی اور سینگ میں زندگی نہیں ہوتی ہے؛ اس لئے مردار کی ہڈی اور سینگ کا فروخت کرنا درست ہے۔

" ولابأس ببیع عظام المیتۃ، وعصبھا، وصوفھا، وشعرھا، وقرنھا، ودبرھا والانتفاع بذلک کلہ"۔ (۳)

---

(۱) ابوداؤد شریف، باب فی الانتفاع بالعاج، حدیث : ۴۲۱۳

(۲) دارقطنی، باب الدباغ، ج اول، حدیث: ۱۱۳

(۳) ہدایۃ، باب البیع الفاسد اشرفی دیوبند ۳ / ۵۵، الجامع الصغیر وشرحہ النافع الکبیر، دارالکتب العلمیۃ بیروت ۱ / ۳۲۹

مردار مرغیاں صابن بنوانے کے لئے فروخت کرنا

مرغی فارم میں کبھی کبھی مرغیاں مرجاتی ہیں تو صابن بنانے والے ان مردار مرغیوں کو خرید کر ان سے صابن میں استعمال کرنے کے لیے تیل نکالتے ہیں، اور مردار مرغیاں کم قیمت میں خرید کرلے جاتے ہیں، یاد رہے کہ مردار مرغیوں کو بیچنا جائز نہیں ہے۔

"(بطل بیع ما لیس بمال (کالدم) المسفوح... (والمیتة)... ولافرق فی حق المسلم بین التی ماتت حتف أنفها أو بحنق ونحوه)"(۱)

مردار جانور فروخت کرنے کا حکم

بعض جگہ مردار بھینس کو فروخت کیا جاتا ہے، خریدنے والا اس کے چمڑے اور اس کی ہڈیوں سے نفع حاصل کرتا ہے۔ مردار بھینس کو اس طرح قیمت لگا کر فروخت کرنا ناجائز اور حرام ہے، اس کی قیمت کو اپنے مصرف میں لانا اور صدقہ کرنا دونوں ناجائز ہیں، ہاں مردار بھینس کے چمڑے (کھال) کو دباغت کے بعد بیچ سکتے ہیں، یا اپنے کام میں لاسکتے ہیں، قبل از دباغت مردار کی کھال بیچنا ناجائز ہے۔

"وإذا کان أحد العوضین أو کلاهما محرما فالبیع فاسد کالبیع بالمیتة والدم۔۔۔ فنقول :البیع بالمیتة والدم باطل، وکذا بالحر لانعدام رکن البیع وهو مبادلة المال بالمال، فإن هذه الأشیاء لاتعد مالا"(۲)

---

(۱) الدر المختار مع رد المحتار :باب البیع الفاسد، :۵/ ۵۱، ط :سعید

(۲) الهدایة، باب البیع الفاسد: ۳/ ۵۳

بغیر دباغت (Chemical Treatment) کے مردار کی کھال بیچنا

مسلمانوں کا ایک طبقہ بطور پیشہ مردار جانوروں کی کھالیں نکالتا ہے، اور ان کو بغیر دباغت کے فروخت کرتا ہے، یاد رہے کہ مردار کی کھال بغیر دباغت کے کسی مسلمان کے لئے فروخت کرنا ناجائز ہے، خنزیر کے علاوہ تمام مردار کی کھالوں کو دباغت کے بعد فروخت کر سکتے ہیں، صرف نمک چھڑک کر بھی جس طرح دواؤں اور مٹی کے ذریعہ دباغت دی جاتی ہے دباغت ہوجاتی ہے، مسلمان پیشہ ور کو چاہئے کہ دباغت دے کر کھالوں کو فروخت کرے۔ **"ولا بیع جلود المیتة قبل أن تدبغ لأنه غیر منتفع به"**

مردار کی کھال دباغت دینے سے پہلے ناپاک ہے، اور قابل استفادہ نہیں ہے اس لئے اس کو بیچنا جائز نہیں ہے، حضور ﷺ نے فرمایا کہ دباغت سے پہلے مردار کی کھال سے فائدہ مت اٹھاؤ۔

"قال علیه الصلاة والسلام لا تنتفعوا من المیتة باهاب، وهو اسم لغیر المدبوغ علی ماعرف فی کتاب الصلاة۔"

اسی طرح حضرت میمونہؓ کی روایت میں بھی اس کی اجازت ثابت ہے۔" ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا: نبی کریم ﷺ نے میمونہ رضی اللہ عنہما کی باندی کو جو بکری صدقہ میں کسی نے دی تھی وہ مری ہوئی دیکھی، اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کے چمڑے کو کیوں نہیں کام میں لائے، لوگوں نے کہا کہ یہ تو مردہ ہے، آپ ﷺ نے فرمایا کہ حرام تو صرف اس کا کھانا ہے۔

"أن رسولَ اللهِ ﷺ وجَدَ شاةً میتةً، أُعطِیَتْها مولاةٌ لمیمونةَ مِن الصدقةِ. فقال رسولُ اللهِ ﷺ هلَّا انتفعتم بجلدِها؟ قالوا: إنها مَیْتةٌ. فقال: إنما حُرِّمَ أکلُها"۔ (۱)

---

(۱) مسلم شریف باب طہارۃ جلود المیتۃ بالدباغ، حدیث: ۸۰۶۳

اس حدیث میں ہے کہ دباغت دینے کے بعد چمڑا پاک ہوجاتا ہے، البتہ یہ جان لیں حرام جانور (کتا، خنزیر وغیرہ) کی کھال دباغت سے پاک نہیں ہوگی۔

کیا مردہ حلال جانور کے چمڑے کا کاروبار کرنا درست ہے؟

حلال جانور جیسے بھینس، بکرا، اونٹ بغیر حلال کیے ہوئے یا مرے ہوئے جانور کا چمڑے کا کاروبار کرنا اس وقت جائز ہے جبکہ مردہ جانور کے چمڑے دباغت دیے ہوئے ہیں ورنہ نہیں۔

(وكل إهاب) ومثله المثانة والكرش قال القهستاني : فالأولى وما (دبغ) ولو بشمس (وهو يحتملها طهر) فيصلي به ويتوضأ منه"(۱)

ماکول اللحم مردار کی چربی کا حکم

غیر شرعی طریقہ سے ذبح شدہ جانور بھی مردار ہے اور مردار چاہے ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم اس کی چربی نجس ہے، اور اس کا خوردنی اور غیر خوردنی استعمال دونوں منع ہے اور اس کی بیع بھی ناجائز ہے، البتہ اگر کسی چیز میں مردار کی چربی قلیل مقدار میں استعمال کی گئی ہو یعنی پاک اجزاء غالب ہوں اور ناپاک مغلوب تو کھانے، پینے اور جسم پر لگانے کے علاوہ دیگر کاموں جیسے مسجد سے باہر چراغ جلانے، یا دباغت دینے وغیرہ میں اس چیز کو استعمال کیا جاسکتا ہے اور ناپاک اجزاء کا عیب بتا کر اس چیز کو بیچا بھی جاسکتا ہے، کھانے، پینے اور جسم پر استعمال کرنے کی اجازت تبدیلی ماہیت کے علاوہ کسی صورت میں بھی نہیں ہے، اور یہی حکم پگھلی ہوئی چربی (چربی کے تیل) کا بھی ہے۔

---

(۱) الدر المختار وحاشیۃ ابن عابدین: ۱/ ۳۵۵، ط: زکریا، دیوبند

مردار کے بال اور اون سے استفادہ

مردار جانور کے بال اور اور اون سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا درست ہے جیسے بال سے دھاگہ بنانا کیونکہ یہ دونوں بھی طاہر کے حکم میں ہیں۔

طبی تجربہ کے لئے مردار کو چیر پھاڑ کرنا

طبی تجربہ کی غرض سے مردار کی چیر پھاڑ کرنا درست ہے، حدیث میں ہے کہ مردار بکری سے اس کی کھال اتار کر فائدہ اٹھانا جائز ہے اسی طرح میڈیکل غرض سے مردار کی چیر پھاڑنا بھی درست ہے، چونکہ اس میں نہ جانور کو تکلیف ہے اور نہ ہی بے حرمتی کہلائے گی، انسانی لاش کا حکم علاحدہ ہے۔

مردار کا گوشت

مردار کا گوشت کھانا جیسے مسلمان کے لئے حرام ہے اسی طرح کسی غیر مسلم کو کھانے کے لئے مردار دینا حرام کام میں تعاون کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حرام کاموں پر تعاون کرنے سے بھی مسلمانوں کو منع کیا ہے۔

مردار کی ہڈی سے بنے برتن

مردار کی ہڈی سے بنے برتن یا اس کی کھال سے بنے پرس وجیکیٹ اور جوتے وغیرہ اگر چہ غیر ماکول اللحم جانور کی کھال سے بنے ہوں مگر دباغت کے بعد وہ پاک ہوجاتی ہے اس لئے اسکا استعمال درست ہے، اور عموماً کمپنیاں غیر مسلم کی بھی ہوتی ہیں تو مسلمان خریدار کیسے معلوم کرے گا کہ یہ جیکیٹ غیر ماکول اللحم جانور کی کھاسے بنی ہے کہ ماکول اللحم جانوی کی کھال سے بنی ہے، اور بنانے والی تو کمپنی ہوتی ہے، دوکاندار کو خود یہ تفصیل پتہ نہیں ہوتی ہے، ایسی صورت میں جبکہ جانور کھایا نہیں جارہا ہے بلکہ اس کے اجزاء کا خارجی استعمال

ہورہا ہے تو حرام کیسے کہا جائے جیسے ہاتھی غیر ماکول اللحم ہے مگر آپ ﷺ نے حضرت فاطمہ ؓ کے لئے ہاتھ دانت کا ہار بنوایا۔

"قال رسول اللہ ﷺ یا ثوبان اشتر لفاطمة قلادة من عصب وسوارین من عاج"۔(۱)

مذبوح یا غیر مذبوح جانوروں (اگرچہ ان کا گوشت نہ کھایا جاتا ہو) کی خشک ہڈیاں پاک ہیں، اگر ان ہڈیوں کا سفوف برتن بنانے میں استعمال ہوتا ہے تو ایسے برتن خریدنا اور استعمال کرنا درست ہے، اس لیے کہ فقہائے کرام کی تصریحات کے مطابق جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں اور ان سے انتفاع بھی درست ہے، اگرچہ وہ ہڈیاں کسی مردار جانور ہی کی کیوں نہ ہوں۔

البتہ انسان اور خنزیر دونوں اس حکم سے مستثنیٰ ہیں، انسان بوجہ احترام وتکریم کے اور خنزیر نجس العین ہونے کی وجہ سے،اور خنزیر کے اجزاء میں سے بشمول ہڈی کے کسی بھی جزء سے نفع اٹھانا جائز نہیں ہے،لہذا اگر برتنوں کے بنانے میں خنزیر کی ہڈیوں کا پاؤڈر استعمال کیا جاتا ہو اور یہ بات تحقیق سے بھی ثابت ہو محض شبہ نہ ہو تو ایسے برتنوں کا خریدنا اور استعمال کرنا درست نہیں۔

"(وشعر الخنزير)؛ لنجاسة عينه، فيبطل بيعه، ابن كمال، (و) إن (جاز الانتفاع به)؛ لضرورة الخرز؛ حتى لو لم يوجد بلا ثمن جاز الشراء للضرورة، وكره البيع فلا يطيب ثمنه، ويفسد الماء على الصحيح خلافاً لمحمد ، قيل:ه ذا في المنتوف، أما المجزوز فطاهر، عناية"(۲)

(۱) ابوداؤد شریف، باب فی الانتفاع بالعاج، حدیث : ۴۲۱۳

(۲) فتاوی شامی ۱۹:۲۸۸

کفایت المفتی میں ہے: ”اگر خنزیر کے گوشت کو کیمیاوی طریق سے تیل بنالیا جائے تو وہ تیل بھی ناپاک ہوگا..... اس تیل کی خرید وفروخت ناجائز ہوگی، اور اسی طرح ان چیزوں کی خرید وفروخت ناجائز ہوگی جن میں وہ تیل موجود ہے...۔(کفایت المفتی: ۹/ ۱۴۳)

مردار کے اجزاء سے علاج

نبی ﷺ نے حلال چیزوں سے علاج کرنے کا حکم دیا ہے اور مردار ہمارے لئے حرام ہے اس وجہ سے مردار کے کسی عضو سے دوا تیار کرنا جائز نہیں ہے، نبی ﷺ کا فرمان ہے: یقیناً اللہ تعالی نے بیماری اور اس کا علاج پیدا کیا ہے، لہٰذا تم اپنا علاج کراؤ اور حرام چیزوں سے اپنا علاج مت کراؤ۔

”إنَّ اللهَ تعالی خلق الدّاءَ و الدّواءَ، فتداوَوْا، و لا تتداوَوْا بحَرامٍ“(۱)

مردار کی جیلاٹین کا شرعی حکم

جانوروں کی ہڈیوں کو مختلف مراحل پر کیمیائی اثر کے تحت گزار کر ”ڈائی کیلشیم فاسفیٹ“۔ ”جیلیٹین“ تیار کیا جاتا ہے، کلوجین (Collagen) جس کا طریقہ کار یہ ہوتا ہے کہ:

(الف) جانور کی ہڈیاں کارخانے میں جمع ہونے کے بعد دھوپ میں خشک کی جاتی ہیں، پھر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کئے جاتے ہیں۔

(ب) اس ہڈی کو کاسٹک سوڈا کے محلول میں دھویا جاتا ہے تاکہ ہر قسم کی چکنائی اور رطوبت ختم ہوجائے۔

(ج) اس کے بعد یہ ہڈی نمک کے تیزاب میں ڈالی جاتی ہے، جہاں پر کیمیائی عمل ہوتا ہے، جس کے نتیجے میں ہڈی دو اجزاء میں تقسیم ہوجاتی ہے:

---

(۱) صحیح بخاری، حدیث: ۱۷۸۶۲

(۱) اوسین (Ossein)۔(۲) ڈائی کیلشیم فاسفیٹ (Di Clacian Phosphate)

(د) ڈائی کیلشیم فاسفیٹ (Di Clacian Phosphate) دو معدنیات، کیلشیم اور فاسفیٹ کا مرکب ہے، مختلف استعمال میں لایا جاتا ہے، جن میں تین بڑے استعمال یہ ہیں:

۱۔مرغیوں اور مویشیوں کی خوراک کے جزو کے طور پر۔

۲۔دوائیوں میں۔

۳۔بچوں کی خوراک، مثلاً فیریکس (Farex) وغیرہ میں۔

کلوجین (Collagen) یہ طبعی طور سے اس پروٹین کا 25فی صد حصہ ہوتا ہے، جو پٹھوں، جلدوں، ہڈیوں، کُرکُری ہَڈیوں، انسجہ (Tissue) اور رباط (Ligament) میں پایا جاتا ہے، اسے ہائیڈرولائزڈ (Hydrolysis) کر کے جیلیٹن بنایا جاتا ہے جسے دواؤں، کریم اور اشیائے خوردنی میں استعمال کیا جاتا ہے۔

(ہ) اوسین (Ossein) کو قابل استعمال بنانے کے لئے مزید کام کیا جاتا ہے تاکہ وہ جیلیٹین (Gelatine) بن جائے:

اوسین (Ossein) کو چالیس سے ساٹھ دن تک چونے کے محلول میں رکھنے کے بعد دھویا جاتا ہے، اس کے بعد پلانٹ پر ایک لمبے کیمیائی عمل کے ذریعے جیلیٹین تیار کر کے نکال لی جاتی ہے۔

(و) جیلیٹین (Gelatine) مختلف استعمال میں آتی ہے، جیسے:

۱۔کھانے پینے کی چیزوں میں، مثلاً کھانے کی جیلی اور گولی مٹھائیاں وغیرہ۔

۲۔دوائیوں میں۔

۳۔اس کے علاوہ صنعتی استعمال میں، مثلاً فوٹو گرافی اور ایکسرے فلموں کی تیاری میں۔

حاصل یہ کہ ''جیلاٹین'' ایک ''پروٹین'' کا نام ہے، جو جان دار کی ہڈی اور کھال سے حاصل کی گئی ''کولیجن'' سے حاصل کی جاتی ہے، اس کا بنیادی استعمال کھانے پینے کی اشیاء میں گاڑھا پن پیدا کرنے کے لیے کیا جاتا ہے، اسی طرح کسی بھی شے میں جیلیٹن کا استعمال اس لیے کرتے ہیں تاکہ اس کے رنگ، بو اور مزہ کو فاسد ہونے سے بچایا جائے اور لمبے وقتوں تک کے لیے اسے قابل استعمال بنایا جائے، چنانچہ کھانے کی اکثر اشیاء ٹافیاں، بسکٹ، کیک، بریڈ ، آئس کریم، اور نہ کھانے کے اشیاء جیسے پیسٹ، ٹوتھ پیسٹ، کریم، دوائیں یعنی کیپسول، ٹیبلیٹ، وغیرہ اشیاء کے اجزاء میں جیلاٹین (Gelatine) پائی جاتی ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ ''جیلاٹین'' (Gelatine) دو طرح کا ہوتا ہے:

۱۔ ایک: گائے، گدھا، گھوڑا، کتا، سانپ، مچھلی، بکرا، بھیڑ، خنزیر اور مردار جانوروں کی کھال، ہڈی اور ریشوں سے تیار کیا جاتا ہے، جس کی تفصیل ابھی ذکر کی گئی۔

۲۔ دوسرا: سبزیوں سے تیار کیا گیا جیلاٹین، البتہ عموماً جیلاٹین تیار کرنے میں جانور کی ہڈی کا بکثرت استعمال ہوتا ہے، مگر بہت کم مقدار میں سبزیوں سے جیلاٹین تیار کی جاتی ہے نیز اشیاء خرد میں یہ وضاحت اکثر نہیں ہوتی کہ جیلاٹین جانوروں کی ہے یا سبزیوں کی۔

اس تفصیل کے بعد کچھ سوالات قابل حل رہتے ہیں کہ مذکورہ ہر تین اشیاء ا۔ ڈائی کیلشیم فاسفیٹ (Di Clacian Phosphate)

۲۔ جیلیٹین (Gelatine) جانور کی ہڈی سے بنا۔

۳۔ جیلیٹین (Gelatine) جو سبزی سے بنا۔ کہ شرعاً یہ حلال اور پاک ہے یا نہیں؟
ان اشیاء کا استعمال خواہ خارجی ہو یا کھانے پینے کی اشیاء میں ملا کر ہو درست ہے یا نہیں؟

جواب کا خلاصہ جاننے سے پہلے یہ جان لیں کہ جیلاٹین اور ڈائی کیلشیم فاسفیٹ کے مسئلہ میں علماء کی دو آراء ہیں:

پہلی رائے : اگر حلال جانوروں سے حاصل کی گئی ہو اور اس جانور کو شرعی طریقہ سے ذبح کیا گیا ہو تو ایسی ''جیلاٹین'' اور ڈائی کیلشیم فاسفیٹ (Di Clacian Phosphate) حلال ہے، جس چیز میں اس کا استعمال ہو وہ بھی حلال ہے۔

اور اگر وہ حرام جانوروں سے حاصل کی گئی ہو، یا حلال مردار جانور سے حاصل کی گئی ہو تو اس کا استعمال حرام ہے، اور جس چیز میں اس کا استعمال ہو وہ بھی حلال نہیں ہوگی۔

دوسری رائے : کہ جیلیٹن کی اصل خواہ گائے کا مادہ ہو یا خنزیر کا مادہ، تحلیل وتجزیہ کے بعد کلوجین کے جیلیٹن بن جانے سے (Collagen gets transformed into Gelatin through Chemical Process) جیلیٹن ایسے ہی پاک ہو جاتا ہے جیسے دباغت کے بعد چمڑا (خواہ مذبوح جانور کا ہو یا غیر مذبوح اور مردار جانور کا ہو، اور امام ابویوسف اور امام داوٗد ظاہری کے نزدیک خنزیر کا چمڑا بھی) پاک ہو جاتا ہے۔

جلاٹین کے حلال وحرام ہونے میں عصرِ حاضر کے فقہاء کا اختلاف

معاصر فقہا کی اس متعلق میں دو آرا ہیں، بعض کے نزدیک جیلیٹن حلال نہیں ہے چونکہ اس میں جزوی استحالہ ہوتا ہے نہ کہ کلی، اور بعض فقہاء کرام مکمل استحالہ کے قائل ہیں:

جزوی استحالہ کے قائلین

جزوی استحالہ کے قائلین کی بنیاد اس بات پر ہے کہ ''کلوجین'' سے ''جیلیٹن'' بننے میں مادہ، ماہیت وخاصیت کی تبدیلی صرف ظاہری طور پر ہی ہو رہی ہے، نہ کہ حقیقت مادہ کے طور پر چنانچہ مکمل طور پر ماہیت وخاصیت تبدیل ہو جانے کے بعد بھی اس کی اصل یعنی DNA مکمل طور پر ختم نہیں ہوتا ہے؛ کیوں کہ کوئی بھی چیز مکمل استحالہ کے بعد خواہ کیمیائی تحلیل وتجزیہ کے ذریعہ ہی ہو دوسری چیز سے بدل جاتی ہے کہ اب کسی بھی ذریعہ سے اس کی اصل کا پتا لگا پانا ممکن نہ ہوتا، جبکہ اسپیکٹروسکوپی (Spectroscopy) کے

ذریعہ جلاٹین کی اصل (DNA) کا پتا لگانا ممکن ہے۔

چنانچہ شیخ عبد الفتاح ادریس شیخ شرقاویؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: خنزیر کی کھالوں اور ہڈیوں کا مکمل طور پر استحالہ نہیں ہو پاتا ہے، اس کا جو استحالہ ہوتا ہے وہ جزوی ہوتا ہے، کیوں کہ کیمیائی تحلیل وتجزیہ کے بعد جو جیلیٹن ہمیں حاصل ہوا ہے، اس کی اصل خنزیر ہی کی کھال اور ہڈی ہے اسپیکٹرا اسکوپی (Spectroscopy) کے ذریعہ اس کا پتا لگا پانا ممکن ہے۔

"ان جلود الخنازیر و عظامها لا تستحیل استحالة کاملة، و انما تستحیل استحالة جزئیة و یمکن بطریق التحلیل الطیفی (Spectroscopy) التعرف علی اصل الجیلاتین المستخلص من جلود الخنازیر وعظامها بعد العملیات الکیمیائیة المختلفة التی یتم بها استخلاصه، لوجود الخصائص فی هذا الجیلاتین یمکن التعرف علی اصله الذی استخلص منه"۔ (۱)

لہٰذا اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ کسی چیز میں حرام جیلاٹین استعمال کی گئی ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حلال جیلاٹین شامل ہے یا معلوم نہ ہونے کی صورت میں کسی مستند حلال سرٹیفکشن کے ادارے کی تصدیق ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا اور جب تک معلوم نہ ہو، اجتناب بہتر ہے، مثلاً اگر تحقیق سے یہ معلوم ہو جائے کہ آئس کریم اور کیک میں حرام جیلاٹین استعمال کی گئی ہے تو اس کا استعمال جائز نہیں ہوگا، اور اگر یہ معلوم ہو جائے کہ حلال جیلاٹین شامل ہے یا معلوم نہ ہونے کی صورت میں کسی مستند حلال سرٹیفکشن کے ادارے کی تصدیق ہو تو اس کا استعمال جائز ہوگا، نیز جب تک معلوم نہ ہو

(۱) الاجتهاد الفقهی فی مجالات الصناعات الغذائیة والدوائیة المعاصرة، مجلة المسلم المعاصر: ۱۷۲

اجتناب کیا جائے گا۔(۱)

اس لئے کے حرام جانور یا مردار کے اعضاء جلاٹین کی شکل میں آجانے کے بعد بھی اس کی حقیقت اور خصوصیت تبدیل نہیں ہوتی ہے بلکہ وہ اپنی تمام تر خصوصیات کے ساتھ باقی رہتے ہیں اور قرآن حکیم میں بہ صراحت مرداراور خنزیر وغیرہ کو حرام قرار دیا گیا ہے خواہ وہ کسی شکل میں ہو۔

یہاں ایک غلط فہمی بھی دور ہو جائے کہ مردار جانور کی کھال اگر چہ دباغت سے پاک ہو جاتی ہے مگر اسے کھانا حلال نہیں ہوتا ہے اس لئے کہ یہ ضروری نہیں کہ جو چیز پاک ہو اس کا کھانا بھی حلال ہو جیسے کہ درندوں کی کھال دباغت کی وجہ سے پاک ہو جاتی ہے مگر اس کا کھانا حلال نہیں ہوتا کیونکہ دباغت کے باوجود وہ مردار یا حرام جانور کی کھال ہے جسے کھانا حرام ہے۔

ایک مسلمان کی ذمہ داری ہے کہ فروخت کرنے اور استعمال سے قبل اس کے اجزائے ترکیبی کے بارے میں وافر معلومات حاصل کرلے، اگر کمپنی نے اپنی پراڈکٹ پر کافی معلومات فراہم کر دی ہیں تو ٹھیک ورنہ کمپنی کی ہاٹ لائن پر رابطہ کر کے معلومات حاصل کرے کہ فلاں پراڈکٹ میں استعمال شدہ جیلاٹین کن اشیاء سے تیار کی گئی ہے، چونکہ حلال وحرام مسئلہ نازک ہے اس لئے اگر جیلاٹین حلال طریقے سے ذبح کیے گئے حلال جانوروں، سبزیوں یا مچھلیوں سے تیار کی گئی ہے تو اس کا استعمال درست ہے اور اگر جیلاٹین میں حرام جانوروں کا گوشت، کھال شامل ہو یا غیر شرعی طریقے سے مذبوحہ حلال جانوروں کے اجزاء شامل ہوں تو ایسی جیلاٹین یا اس سے بنی اشیاء کا استعمال جائز نہیں۔

کلی استحالہ کے قائلین

ڈاکٹر وہبہ ذحیلیؒ نے اپنی کتاب ''الفقہ الاسلامی والادلۃ: ۷/ ۵۲۶، میں ۱۹۹۵ء میں

---

(۱) دارالافتاء : جامعۃ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن، فتوی نمبر:14410420071

منعقد ہونے والے کویت کی اسلامی تنظیم برائے طبی سائنس کے آٹھویں اجلاس کی تجاویز نقل کی ہیں جس کا عنوان ''رؤیۃ إسلامیۃ لبعض المشاکل الصحیۃ'' کہ صحت سے متعلق بعض مسائل کے بارے میں اسلامی نظریہ، اس اجلاس میں جامعہ ازہر، اسلامی فقہ اکیڈمی جدہ، ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن اسکندریہ اور وزارت صحت کویت، کے علما ونمائندگان اور ماہرین طب شریک تھے، اور سب نے متفقہ طور پر استحالہ کلی مانتے ہوئے جیلیٹن کے استعمال کو جائز وحلال تسلیم کیا۔

چنانچہ نزیہ حماد لکھتے ہیں: علمائے کیمیا اور دواساز ماہرین نے یہ تسلیم کیا ہے کہ جو جیلیٹن خنزیر، گائے یا دوسرے جانوروں سے کشید کیا جاتا ہے، اس پر فقہی وشرعی اصطلاح استحالہ کا حکم جاری ہوگا؛ کیوں کہ حرام ونجس کھال اور ہڈی کی حقیقت بدل چکی ہے اور اس کی اصل ایک دوسرے نئے مادے میں بدل چکی ہے جو پہلے سے نام، اور ماہیت وخصوصیت میں بالکل الگ ہے۔

''و قد قرر علماء الکیمیا ء الحیوتیة و الصیدلیة ان الجیلاتین المشتق من اصل خنزیری او بقری او غیر ذالک من الحیوانات قد جرت علیه استحالة بالمعنی الشرعی، حیث تغیرت حقیقة الجلد و العظم المحرم و النجس، و انقلبت عینه الی مادة اخری جدیدة مباینة للاولی فی الاسم و الخصائص و الصفات''۔ (۱)

اس کے علاوہ مختلف فقہی ادارے جیسے ''ہیئۃ کبار العلما'' اور ''مجمع الفقہ الاسلامی'' بھی جلاٹین میں استحالہ کلی مان کر اسے پاک قرار دیا ہے۔(۲)

نیز متعدد علما نے بھی جیلیٹن کو کلی استحالہ مانتے ہوئے اسے حلال و جائز کہا ہے، جن

(۱) المواد المحرمۃ النجسۃ: ۶۶

(۲) فتاوی اللجنۃ الدائمۃ، المجموعۃ الاولی: ۲۹۹/۲۲

یں محمد سید طنطاویؒ، طہٰ جابر علوانیؒ،(۱) محمد ہواریؒ(۲) محمد عبد السلام، یوسف قرضاویؒ(۳) محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم(۴) وغیرہم کا نام سرفہرست ہے۔(۵)

کونسی ہڈی حلال ہے اور کونسی حرام

ماہنامہ بیّنات میں لکھا ہے کہ ”ہڈی کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ تمام جانوروں کی ہڈیاں پاک ہیں، خواہ جانور ماکول اللحم ہو یا غیر ماکول اللحم ہو اور خواہ اسے شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہو یا غیر شرعی طریقے پر ذبح کیا گیا ہو اور پھر وہ جانور سمندری ہو یا خشکی کا ہو اور اگر سمندری ہو تو مچھلی ہو یا مچھلی کے علاوہ کوئی اور جانور ہو اور اگر خشکی کا جانور ہو تو اس میں دم ہو یا نہ ہو اور اگر دم ہو تو دم سائل ہو یا غیر سائل ہو، سب کی ہڈی حلال ہے، البتہ درج ذیل اصناف کی ہڈیاں حرام ہیں:

۱۔۔۔۔۔خنزیر کی ہڈی نجس اور حرام ہے، کیونکہ خنزیر اپنے تمام اعضاء سمیت نجس العین ہے۔ ۲۔۔۔۔۔انسان کی ہڈی پاک ہے، مگر اس کی عظمت اور کرامت کی وجہ سے اس کی ہڈی کا استعمال حرام ہے۔

۳۔۔۔۔۔مردار کی ہڈی پر دسومت اور چکنائی ہو تو اس کا استعمال حرام ہے، البتہ جن جانوروں میں دم نہ ہو یا دم تو ہو مگر سائل نہ ہو، اس کی ہڈی پر اگر دسومت ہو تو اس کا استعمال حلال ہے۔

حاصل یہ ہے کہ سوائے خنزیر کے ہر جانور کی ہڈی پاک ہے خواہ حلال ہو یا حرام، مذبوح

---

(۱) استہلاک الاعیان النجسۃ واستحالتہا فی التصنیع الغذائی

(۲) الطعام والشراب الحلال والحرام، ۹:

(۳) فتاوی معاصرۃ: ۶۵۸/۳

(۴) بحوث فی قضایا فقہیۃ معاصرۃ: ۳۲۷/۱

(۵) بحوالہ: دارالافتاء عارفیہ

ہو یا مردار، البتہ مردار کی ہڈی میں شرط ہے کہ اس پر دسومت نہ ہو اور اگر جانور میں دم سائل نہ ہو تو اس کی ہڈی پر دسومت کا نہ ہونا بھی شرط نہیں، اس تفصیل کی روشنی میں ہڈیوں سے بننے والی خوراک کا حکم یہ ہے کہ:

۱۔۔۔۔شرعی طور پر مذبوح حلال جانوروں کی ہڈیوں سے خوراک بنانا اور جانوروں کو کھلانا جائز ہے۔

۲۔۔۔۔جو جانور حلال نہ ہو مگر شرعی طریقے پر ذبح کر دیا گیا ہو، اس کی ہڈی سے بھی خوراک بنانا اور جانور کو کھلانا جائز ہے۔

۳۔۔۔۔مردار کی ہڈی پر اگر رطوبت ہے تو خشک ہو جانے کے بعد اس سے خوراک بنانا جائز ہے۔ ۴۔۔۔۔ایسی خوراک جس میں انسانی ہڈی یا خنزیر کی ہڈی استعمال ہو، اس کا بنانا اور جانوروں کو کھلانا جائز نہیں۔(۱)

ایک غلط فہمی کا ازالہ

بعض حضرات اپنی نادانی وکم علمی کا ثبوت دیتے ہوئے فقہاء پر یہ اعتراض کرتے ہیں کہ ”جو لوگ خنزیر کے علاوہ تمام جانوروں کی ہڈیوں کو پاک اور طاہر کہتے ہیں، ان کے پاس کتاب وسنت سے کوئی دلیل نہیں، جو وہ اپنے مؤقف کی تائید میں پیش کر سکیں، آخر کیا وجہ ہے کہ وہ لوگ خنزیر کی ہڈی کے استعمال کو ناجائز کہتے ہیں اور رباقی کتے وغیرہ تمام حرام جانوروں کی ہڈی کا استعمال جائز اور پاک قرار دیتے ہیں؟ حالانکہ کسی چیز کا پاک ہونا الگ بات ہے اور حلال ہونا الگ، کیونکہ بعض چیزیں پاک تو ہوتی ہیں لیکن حلال نہیں، مثلاً بلی پاک ہے، اس کی بچی ہوئی چیز کھانے پینے میں بھی شرعاً کوئی مضائقہ نہیں، اس کے باوجود بلی حلال نہیں۔

---

(۱) الجامع الصغیر، عبدالحی اللکنوی، ج:۱، ص۴۲۸؛۔مزید تفصیل کے لیے دیکھئے: الهدایة شرح البدایة، ج:۳، ص۴۶؛، بحوالہ: ماہنامہ بینات، صفر المظفر 1437ھ- دسمبر 2015ء)

ان حضرات پر تعجب ہے، کہاں تو وہ اس قدر احتیاط برتتے ہیں کہ حلال جانوروں کے بعض اجزاء کی کراہت کا فتویٰ دیتے ہیں اور کہاں اس قدر وسیع اجازت اور ڈھیل کہ حرام جانوروں کے اجزاء بھی حلال کہتے ہیں، حلال وحرام کا مسئلہ انتہائی نازک ہے، حرام کو کسی ذریعہ سے بھی استعمال سے بچنا چاہیے"۔

اس اعتراض کو خالی الذہن ہو کر تعصب کے بغیر سمجھنے کی کوشش کریں تو نوازش ہوگی! تمام فقہا کا اس بات پر اتفاق ہے کہ شراب خود سے سرکہ بن جائے تو، وہ پاک اور حلال ہے، البتہ دوسری اشیا کے حوالے سے فقہا کے یہاں دو نظریے پائے جاتے ہیں:

پہلا نقطۂ نظریہ ہے کہ کسی شے پر حکم اس شے کی ماہیت وصورت کے اعتبار سے لگایا جاتا ہے، ورجب اس کی صورت وہیئت تبدیل ہو جاتی ہے تو اس کا حکم بھی بدل جاتا ہے، جیسے:

(۱) شریعت نے مشک اور عنبر وغیرہ کو پاک وحلال قرار دیا ہے، حالانکہ یہ ناپاک اشیا ءکی بدلی ہوئی صورتیں ہیں، گویا کسی چیز کے پاک وناپاک ہونے کا حکم تحلیل وتجزیہ کے بعد والی صورت کے حساب سے لگایا جاتا ہے، کبھی بھی بعد والی صورت کا حکم اصل اور پہلے والے مادہ کے اعتبار سے نہیں لگایا جاتا ہے۔

یہ نظریہ فقہ حنفی کے اکثر متون وشروح میں صراحت کے ساتھ موجود ہے، اور فقہائے احناف کے نزدیک یہی قول مفتی بہ بھی ہے، مالکیہ اور اصحاب ظواہر کی بھی یہی رائے ہے۔(۱) اور بعض حنابلہ جیسے شیخ ابن تیمیہؒ اور شیخ ابن قیمؒ بھی اسی نظریہ کے حامی ہیں۔(۲)

ثانیا چودہ صدیوں پر محیط فقاہت اور اس سے صادر شدہ احکام بھی غلط ہو جائیں گے ، جو ایک بڑی جسارت اور امت کو مشقت میں ڈالنا ہے، جیسے:

گوبر کا جل کر راکھ بن جانے پر اس کی طہارت کا حکم۔

---

(۱) البحر الرائق: ۱/۲۳۹، ردالمحتار: ۱/۲۹۱، فتح القدیر: ۱/۲۰۱

(۲) مجمع الفتاوی: ۲۱/۴۸۲، اعلام الموقعین: ۱/۲۹۶

انگور کے رس کا شراب بن جانے پر اس کی حرمت کا حکم۔

یہ سب بے معنی ہو کر رہ جائے گا : کیوں کہ سرکہ، شراب، راکھ وغیرہ میں ان کی اصل DNA باقی رہتا ہے۔

تیسری بات یہ کہ شریعت اسلامیہ یسر اور آسانی کو پسند کرتی ہے، وہ انسانوں کو حرج اور مشقت میں نہیں ڈالتی، اسی لیے کسی چیز پر حلت و حرمت کا شرعی حکم اس کی ماہیت و خاصیت (Physical Characteristics) کی بنیاد پر لگایا جاتا ہے، اصل اور مادہ کے بنیاد پر نہیں، جس کی بہت سی مثالیں موجود ہیں، جیسے:

ایک بالٹی ماء مطلق لے لیں اور اس میں اتنا زعفران ملا دیں کہ اس کا رنگ، بو، مزہ سب بدل جائے، تو اب اسے ماء مطلق نہیں کہیں گے بلکہ ماء مقید کہیں گے اور اس پر جو حکم جاری ہوگا وہ ماء مقید کا حکم جاری ہوگا ، حالاں کہ اس میں ابھی بھی ماء مطلق کی اصل باقی ہے۔

اسی طرح ایک جگ پاک پانی میں چند قطرے شراب یا پیشاب کے ڈال دیے جائیں تو اس ناپاکی کے ملنے کی وجہ سے اب اسے پاک پانی کی بجائے ناپاک پانی کہا جائے گا اور اس پر ناپاک پانی کا ہی حکم لگایا جائے گا، حالاں کہ اس میں ابھی بھی پاک پانی کی اصل موجود ہے۔

اسی طرح نمک کی کان میں جب کوئی حلال یا حرام جانور گر کر نمک بن جائے تو اس پر نمک کا حکم لگایا جاتا ہے نہ کہ حلال و حرام جانور کا، حالاں کہ اس کی اصل کا پتا لگانا ممکن ہے۔

اگر کسی چیز پر حکم اس کی اصل اور DNA کے اعتبار سے لگایا جانے لگے تو اولاً انسان ہی، جسے سب پاک مانتے ہیں، ناپاک قرار پائے کیوں کہ انسان کی پیدائش ایک ناپاک نطفہ سے ہوئی ہے، حالاں کہ انسان کو ناپاک کوئی نہیں مانتا، نہ اس پر ناپاکی کا حکم جاری ہوتا ہے۔

اسی لیے از ابتدا تا امروز تمام علما وفقہا نے تبدیل شدہ اشیا میں DNA کو تسلیم کرنے

کے باوجود عموم بلوی اور امت مسلمہ کی امور دینی و دنیوی میں آسانی کے پیش نظر جائز و حلال ہونے کا حکم صادر کیا ہے۔(۱)

ماقبل میں اس مسئلہ کی تفصیل گذر چکی ہے، جہاں دنیا بھر کے اہل علم حضرات نے جیلیٹین کی حلت کا فتوی دیا تو کیا یہ سب حضرات خائن اور کم علم ہیں؟ اور چند احادیث کو ضعیف کہنے کی بے جرأت کرنے والے نادان ان سب پر سبقت لے گئے؟

کتے اور گدھے کے گوشت کی تجارت کا مسئلہ

کتے اور گدھے کو شرعی طریقہ سے ذبح کر کے اس کا گوشت فروخت کیا جائے تو کیا یہ جائز ہے یا ناجائز؟ اس میں فقہائے احناف کے درمیان اختلاف ہے، بعض جواز کے قائل ہیں، اکثر محققین احناف عدم جواز کے قائل ہیں، جو جائز سمجھتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ذبح کرنے کے بعد اس کے گوشت سے نجاست زائل ہوتی ہے اور جن کے نزدیک فروخت کرنا جائز نہیں ہے وہ کہتے ہیں کہ ذبح کرنے سے گوشت سے نجاست زائل نہیں ہوتی یہی قول مفتی بہ اور راجح ہے، غیر مقلدین قول اول پر اعتراض کرتے ہیں اور خیانت کرتے ہوئے فتاویٰ عالمگیری سے آدھی عبارت نقل کرتے ہیں اور اس مسئلہ میں عالمگیری میں جو اختلاف بیان کیا ہے اس سے آنکھیں بند کر لیتے ہیں، عالمگیری میں مسئلہ مذکورہ کے بعد لکھا ہے: "یہ فصل ہے اس میں مشائخ نے اختلاف کیا ہے اختلاف کی بنا ذبح ہونے کے بعد اس گوشت کی طہارت میں اختلاف پر ہے۔"

"وهذا فصل اختلف المشائخ فيه بناه على اختلافهم في طهارة هذا اللحم بعد الذبح"(۲)

اسی طرح علامہ ابن نجیم مصری لکھتے ہیں: "ظاہر یہ ہے کہ یہ حکم (بیع کا جواز اور عدم

---

(۱) بحوالہ: دار الافتاء عارفیہ

(۲) فتاویٰ عالمگیری: ۳/۱۱۵

جواز) متفرع ہے اس کی ذات کے طاہر ہونے پر۔ **"فالظاهر منهما ان هذا الحكم على القول بطهارة عينه"**(۱)

یعنی جو ذبح کرنے کے بعد بھی گوشت کو نجس کہتے ہیں تو ان کے نزدیک اس کی بیع ناجائز ہے اور جو کہتے ہیں کہ ذبح کرنے کے بعد گوشت سے نجاست زائل ہوتی ہے۔ان کے نزدیک اس کی بیع جائز ہے۔اگر چہ عالمگیری وغیرہ میں لکھا ہے کہ "مذکورہ گوشت کے جواز بیع کا ثبوت روایت صحیحہ میں ہے۔"(۲) لیکن فتویٰ نجاست اور عدم جواز بیع پر ہے جیسے امام بخاری نے صحیح بخاری میں دو روایتیں ران کی ستر کے متعلق نقل کی ہیں۔

انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں داخل نہیں ہے۔ ابن عباس رضی اللہ عنہما وغیرہ کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ران ستر میں داخل ہے۔دونوں روایات صحیح ہیں لیکن انس کی روایت کے متعلق امام بخاری لکھتے ہیں: **"وحديث انس اسند"**(۳) انس کی روایت کو زیادہ صحیح کہہ کر معلوم ہوا کہ امام بخاری کا رجحان بھی اس طرف ہے کہ ران ستر میں داخل نہیں ہے لہٰذا ان کے نزدیک مفتی بہ قول یہ ہے کہ ران ستر میں داخل نہیں۔

اسی طرح احناف کا مفتی بہ مذہب یہ ہے کہ ذبح کرنے کے بعد کتے اور گدھے کے گوشت سے نجاست زائل نہیں ہوتی تو ان کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں، چنانچہ صاحب بحر الرائق لکھتے ہیں: **"وصح في الاسرار والكفاية والتبيين نجاسة"**(۴) صاحب اسرار صاحب کفایہ اور صاحب تبیین نے مذکورہ گوشت کی نجاست کو صحیح قرار دیا ہے۔بحر الرائق ہی میں ہے کہ: کتاب معراج میں ہے کہ مذکورہ گوشت کی نجاست محققین احناف کا قول ہے۔

---

(۱) البحر الرائق: ۱/ ۱۰۳

(۲) فتاویٰ عالمگیری: ۳/ ۱۱۵

(۳) بخاری: ۱/ ۵۳

(۴) البحر الرائق: ۱/ ۱۰۶

"وفی المعراج انہ قول محققین من اصحابنا"(۱)

صاحب بحر الرائق مزید لکھتے ہیں: خلاصہ میں ہے کہ (مذکورہ گوشت کی نجاست) قول مختار ہے اور اسی کو قاضی خان نے اختیار کیا ہے تبیین میں ہے کہ یہ اکثر مشائخ کا قول ہے۔ "وفی الخلاصۃ وھو القول المختار واختارہ قاضی خان فی التبیین انہ قول اکثر المشائخ"(۲)

صاحب درمختار لکھتے ہیں: س کا گوشت پاک نہیں ہوتا یہ اصح قول ہے جس پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

"لا یطھر لحمہ ھذا اصح ما یفتی بہ"

مولانا عبدالحیٔ حنفی لکھتے ہیں: بہت سے مشائخ نے کہا ہے کہ (ذبح کرنے کے بعد) اس کا چمڑا پاک ہو جاتا ہے گوشت پاک نہیں ہوتا اور یہی سب سے صحیح قول ہے۔ "قال کثیر من المشائخ انہ یطھر جلدہ لا لحمہ وھو الاصح" (حاشیہ ہدایہ: ۱/۲۴) علامہ ابن ہمام لکھتے ہیں: بہت سے مشائخ نے کہا ہے (ذبح کرنے کے بعد) اس کا چمڑا پاک ہوتا ہے گوشت پاک نہیں ہوتا اور یہی سب سے صحیح قول ہے اسی کو شارحین نے اختیار کیا ہے۔

"قال کثیر من المشائخ انہ یطھر جلدہ لا لحمہ وھو الاصح واختارہ الشارحون"(۳)

ملا علی القاری حنفی قائلین بالطہارۃ کے اسماء ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں: بہت سے مشائخ نے کہا ہے کہ ذبح کرنے سے چمڑا پاک ہوتا ہے گوشت پاک نہیں ہوتا جیسا کہ دباغت سے پاک نہیں ہوتا شارح کنز نے کہا ہے کہ یہی صحیح ہے اسے صاحب غایہ اور صاحب

---

(۱) البحر الرائق: ۱/۱۰۶

(۲) البحر الرائق: ۱/۱۰۶

(۳) فتح القدیر: ۱/۸۴

نہایہ نے اختیار کیا ہے۔

”وقال کثیر من المشائخ یطھرہ جلدہ بھا ولا یطھر لحمہ کما لا یطھر بالدباغ قال شارح الکنز وھو الصحیح واختیارہ صاحب الغایۃ والنھایۃ“(۱)

ان حوالہ جات سے ثابت ہوا ہے کہ مذہب حنفی میں اصح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ ذبح کرنے سے حرام جانوروں کا گوشت پاک نہیں ہوتا تو اس کا فروخت کرنا بھی جائز نہیں۔

مولانا ابو ایوب صاحب لکھتے ہیں: جس طرح احادیث کی کتابوں میں بعض احادیث صحیح، بعض منسوخ اور بعض ضعیف ومتروک ہوتی ہیں۔ اسی طرح کتب فقہ اور اس کے شروح اور فتاویٰ میں بھی بعض اقوال مفتی بہا اور معمول بہا ہوتے ہیں۔ مذہب حنفی اسی سے عبارت ہے۔ اسی طرح بعض غیر مفتی بہا مرجوح اور شاذ اقوال ہوتے ہیں۔

لہٰذا مرجوح اور غیر مفتی بہا اقوال کو بہانہ بنا کر مذہب حنفی پر اعتراضات کرنا یہ منکرین حدیث کا شیوہ ہے، مسلمان کا نہیں کیونکہ منکرین حدیث بھی ضعیف اور موضوع احادیث کو بہانہ بنا کر ذخیرہ احادیث سے انکار کرتے ہیں اور اسلام پر کئی قسم کے اعتراضات کرتے ہیں۔

اپنے گھر بھی جائزہ لیں تو بہتر ہے

غیر مقلدین کے علماء کہتے ہیں کہ شرعی ذبح کے بعد گوشت پاک ہو جاتا ہے۔ چنانچہ غیر مقلد مولانا وحید الزمان لکھتے ہیں: جو دباغت سے پاک ہو جاتا ہے ذبح سے بھی پاک ہو جاتا ہے خنزیر کے گوشت کے ماسوا کہ وہ رجس ہے۔ **”ما یطھر بالدباغۃ یطھر بالذکاۃ الا لحم الخنزیر فانہ رجس“**۔(۲)

غیر مقلد عالم نواب صدیق حسن خان نے کتے کے گوشت، ہڈی، خون، بال اور پسینے کو

---

(۱) شرح النقایۃ: ۱/۲۰

(۲) نزل الابرار: ۱/۳۰

نجس نہیں کہا۔(۱)

خطباء کرام سے درخواست

مساجد کے خطباء کو بھی چاہئے کہ وہ عام مسلمانوں اور خاص کر قصاب کے پیشہ سے وابستہ بھائیوں اور گوشت فروخت کرنے والوں کو ان کے شعبہ کے مسائل کی اہمیت سمجھائیں ؛ بلکہ ان کے لئے تربیتی کیمپ رکھیں، جس میں ذبح کا شرعی طریقہ سمجھایا جائے، ذبیحہ کے جو اعضاء جائز نہیں ہیں، اس متعلق معلومات فراہم کی جائے، بعض علاقوں میں لوگ بکرے کے فوطے بھی تل کر کھایا کرتے ہیں، جن کو عام زبان میں 'کپورے' کہا جاتا ہے، یہ حرام ہے اور یہ ان آٹھ اعضاء میں شامل ہے جن کو کھانے کی ممانعت ہے، جو تنظیمیں یا ادارے ذبیحہ کے حلال ہونے کے سرٹیفکیٹ جاری کرتے ہیں، ان کی ذمہ داریاں بہت نازک ہیں، ان میں احکام شریعت سے واقف نمائندے ہونے چاہئیں، ذبح کے وقت نگرانی ہونی چاہئے، پیشگی اطلاع کے بغیر اچانک معائنہ ہونا چاہئے ؛ تاکہ ان کی تصدیق کا غلط استعمال نہ ہو۔(۲)

تمرینی سولات

۱- آلائش صاف کرنے سے پہلے وزن کرنے کا حکم

۲- فروخت کرتے وقت گوشت میں کتنی ہڈی ملانے کی گنجائش ہے؟

۳- حلال جانور کے حرام اعضا کیا ہے؟

۴- غیر مقلدین ک نزدیک حرام اعضاء کیا ہے

۵- بریلویوں کے نزدیک حرام اعضا کیا ہے

---

(۱) بدور الاہلہ: ۱۶

(۲) از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

۶-گوشت فروخت کرتے وقت گوشت میں کتنی مقدار چربی ملانے کی اجازت ہے
۷-حلال جانور کے حرام اعضاء فروخت کرنے کا کیا حکم ہے
۸-ہندو سے گوشت خرید کر کھانا
۹-غیر اللہ کے نام پر چھوڑے ہوئے جانوروں کو خرید کر کھانا
۱۰-حرام مغز کھانا کیسا ہے
۱۱-غدود کھانے کا کیا حکم ہے
۱۲-کیا مکروہ اعضاء کا سالن بنانے سے سالن حرام ہو جاتا ہے

مرتب کی کتابیں

۱۔رمضان المبارک معروفات ومنکرات
۲۔اصلاحی واقعات دو جلدیں
۳۔اصلاح الرسوم (تسہیل، تعلیق وتخریج)
۴۔عصری خطبات مجلد (زیرِ طبع)
۵۔جماعت اولی کی اہمیت وجماعت ثانیہ کی حیثیت
۶۔نیا سال مغرب اور اسلام کا نقطۂ نظر
۷۔کرسمس کی حقیقت عقل ونقل کی روشنی میں
۸۔ویلنٹائن ڈے تاریخ کے آئینہ میں
۹۔اپریل فول کی تاریخی حیثیت
۱۰۔خیر البیان (مدارس کے طلبہ کے لئے)
۱۱۔ہندوستانی مسلمان آزادیٔ وطن سے تعمیرِ وطن تک (زیرِ طبع)
۱۲۔نفع المفتی والسائل (عربی تحقیق وتخریج، زیرِ طبع)
۱۳۔ اللمعة اذا اجتمع العید والجمعة
۱۴۔کھیل کود کی تاریخی وشرعی حیثیت
۱۵۔احکام اعتکاف
۱۶۔خواتین رمضان کیسے گذاریں؟
۱۷۔یوم جمہوریہ حقیقت کے آئینہ میں
۱۸۔پتنگ بازی حقائق ونقصانات
۱۹۔وجودِ باری وتوحیدِ باری عقل کی روشنی میں
۲۰۔ضیافت فضائل ومسائل

۲۱۔عظمتِ اہلِ بیت اور مسئلہ زکوۃ
۲۲۔ارطغرل غازی سیریل حقائق اور غلط فہمیاں
۲۳۔یتیمی اور یتیموں کے کارنامے
۲۴۔لون (قرض) کے جدید مسائل (زیرِ طبع)
۲۵۔ظالموں کا انجام سچے واقعات کی روشنی میں
۲۶۔کرکٹ کی تاریخی وشرعی حیثیت
۲۷۔فروع الایمان (تسہیل، تخریج وتضمیم)
۲۸۔قربانی منکرات ومسالک کے اختلافات کا حل
۲۹۔عصمت دری اسباب وسد باب
۳۰۔سنتِ فجر فضائل ومسائل
۳۱۔خطباتِ قاسمیہ
۳۲۔برادرانِ وطن سے تعلقات۔حدود وحقوق
۳۳۔کمیشن اور بروکری کے احکام
۳۴۔کرایہ کے جدید مسائل
۳۵۔ٹوپی کی شرعی حیثیت
۳۶۔اسلام میں تجارت کی اہمیت
۳۷۔جبر تبدیلیٔ مذہب کی حقیقت
۳۸۔اسلام میں تقسیمِ میراث کی اہمیت اور ہمارا سماج
۳۹۔مروّجہ مضاربت کے احکام
۴۰۔اولاد کے حقوق شریعت وسماج کی روشنی میں
۴۴۔لو جہاد حقیقت یا فسانہ
۴۵۔صحبتِ اہل اللہ کی اہمیت وضرورت